طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَۃٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ وَّ مُسْلِمَۃٍ (الحدیث)

علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد وعورت پر فرض ہے۔

طالبات تقریر کیسے کریں؟

جلد ہفتم

شیخ طریقت حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی ایم ڈی چرتھاولی حفظہ اللہ

خلیفہ ومجاز حضرت حاذق الامتؒ پرتابگڑھ (خلیفہ ومجاز حضرت مسیح الامتؒ جلال آبادی) مدیر دار العلوم محمدیہ بنگلور

کی مجالس سے ماخوذ

مرتب

ڈاکٹر حکیم محمد فاروق اعظم حبان قاسمی

نائب مہتمم دار العلوم محمدیہ بنگلور

مکتبہ طیبہ دیوبند ۲۴۷۵۵۴

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب	:	طالبات تقریر کیسے کریں؟ (جلد ہفتم)
ماخوذ از خطبات	:	حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی
مرتب	:	ڈاکٹر حکیم محمد فاروق اعظم حبان قاسمی
کتابت وتزئین	:	مولانا عبید الرحمٰن قاسمی و مولانا فہیم احمد قاسمی، حبان گرافکس بنگلور
باہتمام	:	مولانا محمد طیب قاسمی
تعداد	:	تین ہزار (۳۰۰۰)
قیمت	:	
ناشر	:	مکتبہ طیبہ نزد سفید مسجد، دیوبند، سہارنپور-247554 (یوپی)

مرتب کا مکمل پتہ

RAHEEMI SHIFA KHANA
#248, 6th Cross, Gangondanahalli Main Road,
Nayandhalli Post, Maysore Road
BANGALORE - 560039 (INDIA)
Ph.: 080-23180000, 23397836/72
www.raheemishifakhana.com
E-mail.: raheemishifakhana@yahoo.com

فہرست

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
1	انتساب	9
2	تقریظ	10
3	حرف اول	12
4	عورتوں اور بچوں کے حقوق	13
	حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیٹے کو نصیحت	15
	ضرورت پڑنے پر اولاد کی پٹائی بھی کریں	16
5	سب سے بڑا صدقہ بیٹی کے ساتھ احسان ہے	17
	آپ کے سامنے منتخب احادیث کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے	18
	بیٹیوں کے ساتھ آج بھی دورخہ معاملہ	19
6	بے پردگی سے عورت کی عظمت کا زوال	21
	مہمل اعتراض	22
	ایک خاتون کی شجاعت	24
7	خواتین بھی قومی زندگی کی امین ہیں	26
	خواتین کے اندر یہ خصوصیات ہونی چاہئے	27

	عورتوں کی بھی ذمہ داریاں ہیں	28
8	دوزخ کے خوفناک حالات	30
	دوزخ کی گہرائی	31
	دوزخ کی دیواریں	31
	دوزخ کے دروازے	32
	دوزخ کی آگ اور اندھیری	32
	عذاب دوزخ کا اندزاہ	33
	دوزخ کا سانس	33
	جہنم کی چنگھاڑ	34
9	علم وقلم انسان کی سربلندی کے ضامن ہیں	36
	علم دین کی حقیقت	38
	علم دین خدمت سے حاصل ہوتا ہے	39
10	امیر المومنین کی ام المومنین حضرت حفصہ کو نصیحت	41
	سورج گہن کے عقیدے کی اصلاح	42
	اہل مکہ و مدینہ کے مزاج میں فرق	43
	بیوہ کی ذمہ داری باپ کے اوپر	44
11	بدنصیب لوگ جن کو آبِ کوثر سے محروم کردیا جائیگا	45
	بدعت کا انجام	46
	جو کچھ مانگنا ہو اللہ سے مانگیں	47
12	بغیر حساب جنت میں داخل ہونے والے	48
	بے حساب جنت میں جانیوالے	49

	حساب یسیر کی دعا کریں	50
	آپ ﷺ کو فکر امت	51
13	بیٹی کو ناپسند نہ کرو کہ قیمتی چیز ہے	52
	بیٹی کی پیدائش پر زندہ جلا دیا	53
	امام احمد کا بیٹیوں کی ولادت پر ردعمل	54
	بیٹی اور بیٹے دونوں کی ولادت پر مبارک باد دینا	54
	بیٹیوں کو ناپسند کرنیکی ممانعت اور بیٹیوں کا کام کرنیوالیاں اور بیش قیمت ہونا	55
	نیک بیٹیوں کا ثواب اور امید میں بیٹوں سے بہتر ہونا	55
	اولاد کے درمیان عطیات میں مساوات کرو	55
14	پڑوسیوں اور یتیموں سے حسنِ معاشرت	57
	یتیموں کے بارے میں اللہ سے ڈرو	58
	یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرنا بھی صدقہ ہے	59
15	دوزخ میں جانے والے زیادہ تر ناشکرے ہوں گے	61
	جنت میں مالداروں اور عورتوں کی تعداد کم	62
	شکر گذاری سے نعمتوں میں اضافہ ہوتا ہے	63
16	غفلت اور گناہوں کے سباب	65
	غفلت کا انجام	66
	متقی اور منافق کی پہچان	67
17	اسلام نے عورت کے لئے علم لازم کیا ہے	69
	روایتی حجاب اور شرعی حجاب	70
	دوسری جگہ قرآن کا فرمان ہے	72

18	ام سلیم رضی اللہ عنہا سے بہتر کسی کا مہر نہ تھا	73
19	قبر بھی میت سے بات کرتی ہے	78
	قبر کا معاملہ مومن وکافر کے ساتھ	79
20	قیامت کے دن طلباء کی شان نرالی ہوگی	81
	علم مرنے کے بعد بھی فائدہ پہونچاتا ہے	84
21	خواتین اعلیٰ تعلیم حاصل کریں مگر حجاب کے ساتھ	86
	عصری علوم شجرۂ ممنوعہ نہیں	88
22	قدیم زمانے میں مسلم خواتین کی تعلیم	90
	قدیم زمانے کے مکاتب	91
	عورتوں کے مدرسے	92
	لڑکیوں کا نصاب تعلیم الگ تھا	92
	امور خانہ داری کی تربیت	94
23	فحاشی اور بے راہ روی کی وجہ سے بے پردگی	95
	بے پردگی طلاقوں میں اضافہ	96
	مخلوط تعلیم اور مخلوط کاروبار سم قاتل	98
24	بیٹیاں خوش حالی کا سبب	100
	لڑکیاں نجات کا ذریعہ	102
	یہ بھی زندہ درگور کرنے سے کم نہیں	103
	وقت پر شادی نہ کرنا فتنہ کو دعوت دیتا ہے	104
	دینداری کو معیار قرار دیں	105
25	دین اسلام عزت اور بزرگی کا سرچشمہ ہے	106

	دین اسلام نے علم کے غرور کو بھی چکنا چور کر دیا	107
	ہم کو کامیابی کہاں سے ملے	110
26	طلباء کی فضیلت اور قدر و منزلت	111
	طلبہ کو غنیمت سمجھیں	115
27	دعاء قربِ الٰہی کا ذریعہ ہے	117
	رحمت خداوندی غضب خداوندی سے وسیع	119
	ماشاءاللہ سے گڑگڑا کر مانگو	121
28	مخلوط تعلیم اور مخلوط ملازمت معاشرہ کی تباہی کا باعث	123
	گھر کی ترقی سے معاشرہ ترقی کرتا ہے	124
	عورت کی جسمانی ساخت مشقت کے کاموں کی متحمل نہیں	126
	شیطانی چالیں	127
	عورت ایک کھلونا بن گئی ہے	128
	غریب گھرانے کی یہ حالت	128
	لڑکیوں کی ملازمت گمراہی کا دروازہ	129
	معاشرے کی اصلاح اسلامی طریقہ میں	130
29	دوزخ میں عذاب کی مختلف صورتیں	131
	مصیبت ناک گردن	132
	حطمہ کیا ہے؟	133
	دوزخ پر مقررہ فرشتوں کی تعداد	133
	کافروں کو جہنم کی طرف ہنکایا جائیگا	134
	دوزخی موت کی تمنا کریں گے	135

	دوزخ کے سانپ اور بچھو	136
	دوزخ کا سائبان	137
30	اسلام میں بیٹی کی عظمت اور اہمیت	138
	بیٹی کے ساتھ حسن سلوک بہترین صدقہ	140
	بیٹیوں کی پرورش دخول جنت کا ذریعہ	140
	لڑکیوں کو حقیر مت سمجھیں	142
	جاہلیت کی رسم بد	142
31	چھوٹی نیکیوں کے اثرات	144
	کتے کو پانی پلانے کیوجہ سے بخشش	145
	بشر حافی اللہ کے ولی کیسے بنے	145
	اللہ کی رحمت بہانہ ڈھونڈھتی ہے	147
32	حجاب اور پاک دامنی بڑی دولت ہے	148
	بے پردگی ام الخبائث ہے	151
33	ذکر الٰہی کی تاثیر	153
	ذکر اللہ سے تزکیہ وتصفیہ حاصل ہونیکی دوسری وجہ عشق الٰہی کا پیدا ہونا ہے	154
	ذکر اللہ سے اوصاف حسنہ حاصل ہونے کی وجہ	154
	ذکر سے دل مطمئن ہوتے ہیں	155
34	عورتوں کو دینی تعلیم حاصل کرنے کیلئے ضروری ہدایات	157
	علم دین ہی دارین میں کام آنیوالا ہے	160

☆☆☆

طالبات تقریر کیسے کریں؟ جلد ہفتم کا

ثواب اور انتساب

صاحبزادۂ رسولِ اکرم ؐحضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام معنون کرنے کی سعادت حاصل کررہا ہوں جو حضرت ماریہ قبطیہ ؓ کے بطن مبارک سے پیدا ہوئے، جن کی وفات بچپن کے ان دنوں میں ہوئی جب آپ گہوارے میں تھے، جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اشکبار ہوگئے اور بے ساختہ آپ ﷺ کی زبانِ مبارک پر یہ الفاظ جاری ہوگئے۔

"تدمع العین ویحزن القلب
ولا نقول ما یسخط الرب
وانا بک یا ابراھیم لمحزونون"

(آنکھیں اشکبار ہیں اور دل رنجور، لیکن ہم کوئی ایسی بات نہیں کہتے جو رب کو ناراض کرنے والی ہو، اے ابراہیم! ہم تم پر غمزدہ ہیں)
آپ ؓ کی ذاتِ اطہر پر ہزاروں رحمتیں، برکتیں اور انوارات نازل ہوں۔

غلامِ غلامانِ صاحبزادۂ رسولِ اکرم
محمد ادریس حبان رحیمی چرتھاولی
خانقاہ رحیمی بنگلور
مورخہ: ۱۸؍جون ۲۰۱۳ھ بروز منگل

تقریظ

مولانا حکیم محمد عثمان حبان دلدارؔ قاسمی زید مجدہم
ناظم تعلیمات دار العلوم محمدیہ بنگلور

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم، اما بعد!

زمانۂ قدیم میں بچیوں اور لڑکیوں کی تعلیم وتربیت پر کوئی خاص توجہ نہیں دی جاتی تھی، بلکہ عورت کو انسان تصور کرنے والے بہت کم لوگ تھے، وہ صرف مرد کی ضرورت تھی لیکن اسلام نے عورت کو مقامِ اعلیٰ عطا کیا، اس کی تعلیم وتربیت کو لازمی اور اجر وثواب کا ذریعہ بتایا، سارے عالم میں پھیلی ہوئی خرافات جو عورت کو ذلیل ورسوا کرنے کیلئے ہوا کرتی تھیں ان کو اسلام نے مٹایا، اور ہر ماں، بیٹی، بہن اور بیوی کو اس کا جائز حق دلوایا تاکہ وہ بھی معاشرے میں سکون واطمینان کی زندگی گذار سکے۔

آج جب یوروپی تہذیب وتمدن کی بدولت رشتوں میں دراڑیں پڑتی جارہی ہیں اور عورتیں آزادی کے نام پر رسوائی وذلت کو فخر ومنزلت سمجھنے لگی ہیں تو ایسے موقع پر اسلام کے پیش کردہ نظامِ حیات کو دوہرانے کی اشد ضرورت ہے، یہ اسی وقت ممکن ہے جب عورت کو اس کا صحیح منصب ومقام یاد دلایا جائے، اس کی صحیح تربیت کی جائے۔

آج عورت کی تعلیم تو ہے لیکن اس کی صحیح تربیت نہیں، اس پر نکیر تو کی جاتی ہے لیکن مثبت پہلو کی طرف متوجہ نہیں کیا جاتا، جس کی ضرورت از حد ہے۔ اس ضرورت کو حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی مدظلہ العالی نے خوب سمجھا اور اپنی مجالس میں مسلم بچیوں کی اصلاح وتربیت کے متعلق خصوصی ارشادات وفرمودات کے ذریعہ یہ باور کرایا کہ عورت گھر کی ملکہ ہے، اسے بازار کی رونق نہیں بنایا جاسکتا، لہٰذا ہمیں اپنی بچیوں کی تعلیم وتربیت اسلامی رنگ میں بچپن سے ہی کرنی چاہئے، تاکہ ایک منظّم ومستحکم اور پاکیزہ معاشرہ میسر ہوسکے۔

برادرِ کبیر ڈاکٹر حکیم محمد فاروق اعظم حبان قاسمی زید مجدہم نے آپ کے ارشادات کو شروع میں خطبہ وتمہیدی کلمات کے ذریعہ ترتیب دے کر ایک چھوٹا سا کتابچہ بعنوان ''طالبات تقریر کیسے کریں؟'' ترتیب دیا تھا، جس کے موضوعات کو بے حد پسند کیا گیا، جس پر بہت سے افراد نے اس کی مزید جلدیں لانے پر اصرار کیا، حضرت حبیب الامت مدظلہ سے اجازت طلب کرنے کے بعد آپ کے دیگر خطبات اور مجالس سے مزید عناوین کو اخذ کرکے دس جلدوں پر مشتمل مناسب صفحات پر اس کتاب کی دوبارہ اشاعت کی گئی، ذاتِ باری تعالیٰ سے امید ہے کہ سابقہ کتابچہ کی طرح ''طالبات تقریر کیسے کریں؟'' کتاب بھی مدارس نسواں کی طالبات کیلئے اسی طرح نافع ثابت ہوگی۔ اللہ تعالیٰ اس سعی کو قبول فرمائے اور ناشر جناب مولانا محمد طیب صاحب قاسمی مالک مکتبہ طیبہ وجملہ معاونین کو جزائے خیر عطا فرمائے، آمین!

العارض

محمد عثمان حبان دلدار قاسمی
ناظم تعلیمات دارالعلوم محمدیہ بنگلور
مورخہ: ۱۷رجون ۲۰۱۳ء بروز پیر

حرفِ اول

نحمده و نصلی علی رسوله الکریم، اما بعد!

الحمدللہ بعد نماز جمعہ احاطۂ دار العلوم محمدیہ بنگلور میں مجلس رحیمی ہوتی ہے، ناچیز مجالس میں شریک رہتا ہے جس میں اصلاح وتربیت کے عنوان پر مختلف جواہر پاروں سے حاضرین دامن بھرتے ہیں، دل میں داعیہ پیدا ہوا کہ ان کو یکجا کیا جائے جس سے مدارس میں پڑھنے والی طالبات استفادہ کرسکیں، مجلس رحیمی میں حضرت قبلہ والد بزرگوار خواتین کے متعلق جو ارشاد فرماتے تھے راقم ان کو یکجا کرتا رہا اور تھوڑے عرصہ میں مختلف عنوانات سے مضامین تیار ہوگئے، عنوانات ترتیب دے کر قبلہ والد بزرگوار سے ان کو شائع کرنے کی اجازت طلب کی، حضرت نے چیدہ چیدہ مقامات سے دیکھ کر اجازت مرحمت فرمادی، ناچیز نے صرف تمہیدی کلمات کا اضافہ کیا ہے امید کہ تقریروں کا یہ مجموعہ مدارس نسواں کی طالبات کیلئے نافع ثابت ہوگا۔ دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ ناچیز کی اس سعی کو قبول فرمائے اور ناشر جناب مولانا محمد طیب صاحب قاسمی مالک مکتبہ طیبہ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین!

احقر

محمد فاروق اعظم قاسمی المعروف محمد حارث حبان

نائب مہتمم دار العلوم محمدیہ بنگلور

مورخہ: ۱۸/جون ۲۰۱۳ھ بروز منگل

عورتوں اور بچوں کے حقوق

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اِنَّمَا اَمْوَالُکُمْ وَاَوْلَادُکُمْ فِتْنَۃٌ وَقَالَ تَعَالٰی وَلَھُنَّ مِثْلُ الَّذِیْ عَلَیْھِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ .

محترمہ صدر معلّمہ عزیزہ طالبات ماؤں اور بہنو! حقوق دو قسم کے ہوتے ہیں حقوق اللہ اور حقوق العباد، اللہ تعالیٰ اپنے حقوق تو معاف کر سکتے ہیں؛ لیکن بندوں کے ایک دوسرے پر جو حقوق ہیں انکی ادائیگی ضروری ہے اس لئے حقوق العباد سے بہت ڈرنے کی ضرورت ہے کبھی بھی اس میں کوتاہی نہیں کرنی چاہیے کوئی بڑا ہو یا چھوٹا ہر ایک کا دوسرے پر حق ہوتا ہے باپ کے بیٹے پر اور بیٹے کے باپ پر حقوق ہوتے ہیں۔ شوہر کا بیوی پر اور بیوی کے شوہر پر حقوق ہوتے ہیں۔ بادشاہ

کے رعایا پر اور رعایا کے بادشاہ پر اور ہر ایک کو آخرت میں جواب دینا ہوگا۔ اَلَا کُلُّکُمْ رَاعٍ وَکُلُّکُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِیَّتِہٖ کان کھول کر سن لو! تم میں ہر شخص نگراں ہے اور ہر شخص سے اس کی نگرانی کی بابت سوال کیا جائیگا اس وقت مجھے بچوں اور بیبیوں کے حقوق سے متعلق چند باتیں عرض کرنی ہیں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں وَعَاشِرُوْھُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ اور عورتوں کے ساتھ قاعدے کے موافق زندگی گذارو یہ مردوں کو حکم دیا جارہا ہے کہ عورتوں کو انکے حقوق کی ادائیگی ہی نہیں بلکہ حقوق سے بڑھ کر حسن سلوک اور خوش اخلاقی کا معاملہ پیش کرو اسی سے آپس میں محبت پیدا ہوگی اور صحیح طور پر ازدواجی زندگی بسر ہوگی۔

اسد اللہ الغالب حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ارشاد گرامی ہے کہ اپنے اہل و عیال اور ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کرنا ایک انسان کے اخلاق ہونے پہ دلالت کرتی ہے اور یہ ایک ایسی اخلاقی صفت ہے جس میں انسان کے دین و مذہب کو دیکھا نہیں جاتا اسلام اس پر کافی زور دے رہا ہے لَاتَجْعَلْ اَکْثَرَ شُغْلِکَ بِاَھْلِکَ وَوَلَدِکَ فَاِنْ یَّکُنْ اَھْلُکَ وَ وَلَدُکَ اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ فَاِنَّ اللّٰہَ لَایُضِیْعُ اَوْلِیَائَہٗ وَاِیْ یَکُوْنُ اَعْدَاءَ اللّٰہِ فَمَا ھَمُّکَ وَ شُغْلُکَ بِاَعْدَاءِ اللّٰہِ (حکمت) زیادہ حصہ بیوی بچوں کی فکر میں مت رہا کرو کہ اگر یہ اللہ کے دوست ہیں تو اللہ انہیں برباد ہونے نہیں دے گا اور اگر اسکے دشمن ہے تو تم دشمنان خدا کے بارے میں کیوں فکر مند ہو۔

اِنَّ لِلْوَلَدِ عَلَی الْوَالِدِ حَقًّا وَاِنَّ لِلْوَالِدِ عَلَی الْوَلَدِ حَقًّا فَحَقُّ الْوَالِدِ عَلَی الْوَلَدِ اَیْ یُعْطِیَہٗ فِیْ کُلِّ شَیْءٍ اِلَّا فِیْ مَعْصِیَۃِ اللّٰہِ سُبْحَانَہٗ، وَحَقُّ الْوَلَدِ عَلَی الْوَالِدِ اَنْ یُّحْسِنَ اِسْمَہٗ وَیُحْسِنَ اَدَبَہٗ وَیُعَلِّمُہُ الْقُرْآنَ (حکمت) فرزند کا باپ پر ایک حق ہوتا ہے اور باپ کا فرزند پر ایک حق ہوتا ہے۔

باپ کا حق یہ ہے کہ بیٹا ہر مسئلہ میں اسکی اطاعت کرے معصیت پروردگار کے علاوہ۔اور فرزند کا حق باپ پر یہ ہے کہ اسکا اچھا سا نام تجویز کرے اور اسے بہترین ادب سکھائے اور قرآن مجید کی تعلیم دے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیٹے کو نصیحت

امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ اپنے بیٹے امام حسن رضی اللہ عنہ سے وصیت کرتے ہیں کہ عورتوں کو پردہ میں رکھ کران کی نگاہوں کو تاک جھانک سے محفوظ رکھو کہ پردہ کی سختی اس کی عزت وآبرو کو باقی رکھنے والی ہے اوران کا گھر سے نکل جانا غیر معتبر افراد کے اپنے گھر میں داخل کرنے سے زیادہ خطرناک نہیں ہے اگرممکن ہو کہ وہ تمہارے علاوہ کسی کو نہ پہچانیں تو ایسا ہی کرو، اور خبر دار انہیں ان کے ذاتی مسائل سے زیادہ اختیار نہ دواس لئے کہ عورت ایک پھول ہے اور حاکم نہیں ہے۔ اس کے پاس ولحاظ کو اس کی ذات سے آگے نہ بڑھاؤ اوراس میں دوسروں کی سفارش کا حوصلہ پیدا نہ ہونے دو۔دیکھو خبر دار غیرت کے مواقع کے علاوہ غیرت کا اظہار مت کرنا اس طرح اچھی عورت بھی برائی کے راستہ پر چلی جائے گی اور بے عیب بھی مشکوک ہو جاتی ہے۔

اسلام گھر میں رہنے والے افراد کو ایک دوسرے کے حق کی رعایت کرنے پہ تاکید کرتا ہے ہر حال میں والدین کی اطاعت۔بیٹے کو صحیح ادب اور قرآن کی تعلیم۔ عورتوں کی باہر نہ جانے کی اجازت، گھر کا حاکم مرد، وغیرہ وغیرہ لیکن عصر حاضر کو ان اخلاقیات کی قلت کا سامنا ہے بچے والدین کو اپنے حال پہ چھوڑ دیتے ہیں ماں باپ بچوں کو اسلامی آداب اور قرآنی تعلیم سکھانے میں ذلت کا احساس کرتے ہیں اسلئے انہیں انگلش میڈیم بھیجنا پسند کرتے ہیں جہاں انہیں دنیوی علم تو ملتا ہے لیکن عمل اور

اداب انسانی سے وہ مرحوم رہتے ہیں والدین قرآنی تعلیم کے بجائے انہیں فلمی نغمیں سنانا پسند کرتے ہیں جوان کے فساد کا سبب بن جاتا ہے اور کل وہ معاشرے میں بڑے ہوکر دوسروں کے لئے وبال جان بن جاتے ہیں اور طبیعی ہے کہ یہیں بچے اپنے والدین کو پھر اپنے حال پے چھوڑ دیتے ہیں۔

ضرورت پڑنے پراولاد کی پٹائی بھی کریں

بچوں پر تربیت کے معاملہ میں کڑی نگاہ رکھیں نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں وَلَا تَرْفَعْ عَنْهُمْ عَصًا اَدَبًا اور اولاد سے ڈنڈا نہ ہٹاؤ ادب سکھانے کیلئے یعنی مارنے کی ضرورت پڑے تو اس سے بھی گریز نہ کریں اور بچپن ہی سے اولاد کی تربیت کا بندوبست کریں حدیث میں آتا ہے۔ عَلِّمُوا الصَّبِيَّ الصَّلٰوةَ اِبْنِ سَبْعَ وَاضْرِبُوْهُ عَلَيْهَا ابْنِ عَشَرَ بچوں کو نماز کی تعلیم دو سات سال کی عمر میں اور نماز چھوڑنے پر ان کی پٹائی کرو دس سال کی عمر میں بچوں کا ذہن و دماغ بالکل سادہ ہوتا ہے جو لکھ دو گے اخیر تک وہی کام آئیگا اور جو کچھ ادب سکھلا دو وہی تمہارے لئے ذخیرۂ آخرت ہوگا نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں ماتحل والہ ولدہ افضل من ادب حسن کسی باپ نے اپنے بیٹے کو اچھے ادب سے بہتر کوئی چیز تحفہ میں تمہیں دی اسلئے اولاد کی تعلیم و تربیت پر خاص توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

سب سے بڑا صدقہ بیٹی کیساتھ احسان ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خُلَّةٌ وَّلَا شَفَاعَةٌ وَالْكٰفِرُوْنَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

میری پیاری پیاری معلمات،عزیزہ طالبات !اللہ تعالیٰ نے انسان کو جو مال ودولت عطا کیا ہے وہ صرف اپنی ذات پر ہی خرچ کرنے کے لئے نہیں بلکہ دوسروں پر بھی خرچ کیا جائے غریبوں محتاجوں بیواؤں کی ضروریات کی تکمیل کی جائے ان کے دکھ درد میں شریک ہوا جائے اگر انسان کے اندر ہمدردی غمخواری اور غمگساری نہیں تو صحیح معنوں میں وہ انسان کہلانے کا حقدار و مستحق نہیں ہے عموما لوگ گھر والوں پر جو کچھ خرچ کرتے ہیں اس میں اجر وثواب نہیں سمجھتے البتہ جو دوسرے لوگوں پر خرچ کرتے ہیں اس میں اجر وثواب ملنے کی امید وتوقع رکھتے ہیں حالانکہ ایسا نہیں ہے بلکہ آدمی اپنے گھر والوں پر بھی جو کچھ خرچ کرتا ہے اللہ کی طرف سے اس پر بھی

اجر وثواب کا وعدہ ہے اولاد کی تعلیم وتربیت جو انسان کرتا ہے اللہ کی طرف سے اس پر خوب اجر وثواب سے نوازا جائیگا اور بیٹیوں پر صدقہ تو بہترین صدقہ ہے۔

آپکے سامنے منتخب احادیث کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے

● اے سراقہ! کیا میں تمہیں ایک عظیم صدقہ کے متعلق نہ بتاؤں! بلاشبہ سب سے بڑا صدقہ بیٹی کے ساتھ احسان ہے وہ تمہیں پر لوٹا دیا جائے گا چونکہ تمہارے علاوہ اس کا کوئی کمانے والا نہیں ہے۔ (احمد)

● میری امت میں جس نے بھی تین بیٹیوں یا تین بہنوں کی پرورش کی اور ان کیساتھ اچھائی سے پیش آیا تو یہ اس کیلئے آتش دوزخ کے آگے حجاب ہوں گی۔ (بیہقی)

● جس شخص کے پاس تین بیٹیاں ہوں یا تین بہنیں ہوں وہ انکے ساتھ اچھا سلوک کرے وہ ضرور جنت میں داخل ہوگا۔ (ترمذی)

● جس شخص کے یہاں تین بیٹیاں ہوں وہ ان پر صبر کرے وہ اپنی وسعت کے مطابق انہیں کھلاتا پلاتا رہا اور کپڑا دیتا رہا قیامت کے دن وہ اس کے لئے آتش دوزخ کے آگے حجاب ہوں گی۔ (احمد)

● جس کی تین بیٹیاں یا تین بہنیں ہوں یا دو بیٹیاں یا دو بہنیں ہوں وہ ان کے ساتھ اچھا سلوک کرے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہے تو اس کیلئے جنت ہے۔ (احمد)

● جس مسلمان کے ہاں بھی دو بیٹیاں ہوں ان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آتا رہا، وہ دونوں اسے جنت میں داخل کریں گی۔ (احمد، بخاری)

● جس شخص کے ہاں دو بیٹیاں ہوں اس نے ان کے ساتھ اچھا برتاؤ کیا وہ دونوں اسے جنت میں داخل کریں گے۔ (ابن ماجہ)

● جس شخص نے دو لڑکیوں کی پرورش کی یہاں تک کہ وہ بالغ ہوگئیں میں اور وہ جنت میں اس طرح داخل ہوں گے جس طرح یہ دو انگلیاں (مسلم، ترمذی)

● جس شخص نے اپنی تین بیٹیوں کی پرورش کی ان کی تربیت کی اوران کے ساتھ اچھا برتاؤ کیا اس کے لئے جنت ہے۔(ابوداؤد)

● بیٹیوں پر زبردستی مت کرو چونکہ وہ دل میں انس ومحبت رکھتی ہیں۔(احمد)

● جب کسی مرد کے ہاں بیٹی پیدا ہوتی ہے اللہ تعالیٰ فرشتوں کو بھیجتے ہیں جو زمین پر آ کر کہتے ہیں السلام علیکم اے اہل بیت! اس بیٹی کو اپنے پروں تلے ڈھانپ لیتے ہیں اور بچی کے سر پر اپنے ہاتھ پھیرتے ہیں اور کہتے ہیں۔ کمزور جان کمزور سے پیدا ہوئی ہے جو شخص اس بچی کا انتظام چلاتا ہے قیامت کے دن تک اس کی معاونت کی جاتی ہے۔(طبرانی)

● جب کوئی لڑکی پیدا ہوتی ہے اللہ تعالیٰ اس کے پاس ایک فرشتہ بھیجتے ہیں فرشتہ اسے برکت میں سجا دیتا ہے اور کہتا ہے کمزور بچی کمزور ماں سے پیدا ہوئی ہے اس بچی کا انتظام چلانے والا تا قیامت معاون رہتا ہے اور جب بچہ پیدا ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے پاس ایک فرشتہ بھیجتے ہیں جو اس کی آنکھوں کے درمیان بوسہ دیتا ہے اور کہتا ہے اللہ تعالیٰ سلام کہتے ہیں۔(طبرانی)

بیٹیوں کے ساتھ آج بھی دورخہ معاملہ

بیٹیوں کے متعلق اتنی خوشخبریاں ہونے کے باوجود بھی آج بیٹیوں کو وہ مقام ومرتبہ نہیں دیا جاتا ہے جو اس کو ملنا چاہیے اگر زمانہ جاہلیت میں شقاوت قلبی کا مظاہرہ کرتے ہوئے باپ اپنی بیٹی کو زندہ درگور کر دیا کرتا تھا تو آج کا دور بھی لڑکیوں کیلئے کوئی خوشی کا دور نہیں لڑکیوں پر آج بھی ظلم وستم کے پہاڑ توڑے جاتے ہیں اور لڑکیوں کی پیدائش پر بہتوں کے چہرے اداس رہتے ہیں اور غمی کے آثار نمایاں ہوتے ہیں اخبار میں بارہا اس طرح کی خبریں شائع ہوتی رہتی ہیں کہ فلاں علاقہ میں

کچرے کے ڈبہ میں مردہ بچی کی لاش برآمد ہوئی جبکہ جنین کی تحقیق کرانا بھی قانونا جرم ہے مگر اسکے باوجود بھی کثرت سے یہ رائج ہے اور لوگ قبل از ولادت ہی جنین کی جنس ڈاکٹری چیک اپ کے ذریعہ معلوم کراتے ہیں اور لڑکی ہونے کی صورت میں بسا اوقات اس کو رحم مادر ہیں میں مار ڈالا جاتا ہے تو کیا یہ حوا کی بیٹیوں پر ظلم نہیں ہے کیا انسانیت کیلئے باعث ننگ و عار نہیں ہے اور جب لڑکی پیدا ہوتی ہے تو اس کے ساتھ حسن سلوک کا وہ معاملہ نہیں کیا جاتا ہے جو لڑکوں کیساتھ اور لڑکیوں پر خرچ کرنے میں وہ فراخدلی کا مظاہرہ نہیں کیا جاتا ہے جو لڑکوں کے ساتھ کیا جاتا ہے اس طرح لڑکی بیچاری زندگی بھر احساس کمتری کی شکار بنتی ہے زندہ درگور کرنیکی سزا تو وقتی ہوا کرتی تھی مگر آج کے دور میں لڑکیوں کو ذہنی و جسمانی تکالیف سے زندگی بھر دوچار ہونا پڑتا ہے اور لڑکیوں کے ساتھ جو سلوک کرنا چاہیے تھا اس میں بڑی کوتاہی کر رہے ہیں جبکہ نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ اپنی اولاد کے درمیان داد و دہش میں برابری کرو اگر میں کسی کو فوقیت دیتا تو لڑکیوں کو لڑکوں پر فوقیت دیتا۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

بے پردگی سے عورت کی عظمت کا زوال

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاھِلِیَّۃِ الْاُوْلٰی صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ .

صدر معلّمہ اور جامعہ کی مشفق ومہربان معلمات ،عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! سورۂ احزاب میں اللہ تعالیٰ نے ازواج مطہرات کو حکم فرمایا کہ اپنے گھروں میں قرار پکڑو اور قدیم جاہلیت کے بناؤ سنگار کرنے کی طرح بناؤ سنگار مت کرو یہ حکم ہو رہا ہے امت کی سب سے پاکیزہ خواتین کو جن کی عفت و پاکدامنی کی شہادت خود قرآن کریم دے رہا ہے اور ایسے دور کی معزز خواتین ہیں جس دور کو خیر القرون کہا جاتا ہے یعنی سب سے بہتر زمانہ، تو کیا آج کا زمانہ جس میں فسق و فجور غالب ہے برائیوں کو پروان چڑھانے والی انٹرنیٹ وغیرہ نئی نئی اشیاء ایجاد ہوگئی ہیں نیم عریاں تصاویر اور پوسٹر جگہ جگہ لگے ہوتے ہیں تو کیا آج کل کی خواتین کو پردے کے حکم سے مستثنیٰ کیا جاسکتا ہے اور انکے لئے اپنے گھروں سے بلاضرورت شدیدہ نکلنا

صحیح ہوسکتا ہے بلکہ آج کل عورتوں پردہ کرنا پہلے سے کہیں زیادہ ضروری ہے اس سے خواتین کی عزت میں اضافہ ہوگا اور عفت و پاکدامنی کی زندگی گذار سکتی ہیں عورت کیلئے عفت و پاکدامنی عظیم سرمایہ اور بیش قیمت زیور ہے جو ہر حال میں اختیار کرنا چاہیے معاشرے کے اندر رونما ہونے والی اکثر برائیاں بے پردگی کیوجہ سے ہو رہی ہیں اگر خواتین پردے کا التزام اسی طرح کریں جس طرح شریعت نے حکم دیا ہے تو بہت سے برائیوں سے معاشرے پاک وصاف ہوسکتا ہے۔

مہمل اعتراض

بے پردگی اور عریانی عورت کی عظمت کے زوال کا بھی باعث ہے اگر معاشرہ عورت کو عریاں بدن دیکھنا چاہے گا تو فطری بات ہے کہ ہر روز اس کی آرائش کا تقاضا بڑھتا جائے گا اور اس کی نمائش میں اضافہ ہوتا جائیگا، جب عورت جنسی کشش کی بنا پر ساز وسامان کی تشہیر کا ذریعہ بن جائیگی، انتظار گاہوں میں دل لگی کا سامان ہوگی اور سیاحوں کو متوجہ کرنے کا ذریعہ بن جائیگی تو معاشرہ میں اس کی حیثیت کھلونے یا بے قیمت مال واسباب کی طرح گر جائے گی اور اس کے شایان شان انسانی اقدار فراموش ہوجائیں گے، اور اس کا افتخار صرف اس کی جوانی خوبصورتی اور نمائش تک محدود ہوکر رہ جائے گا، اس طرح سے وہ چند ناپاک فریب کار انسان نما درندوں کی سرکش ہوس پوری کرنے کی آلہ کار میں بدل جائے گی۔

ایسے معاشرہ میں ایک عورت اپنی اخلاقی خصوصیات، علم وآگہی اور بصیرت کے جلووں کو کیسے پورا کرسکتی ہے اور کوئی بلند مقام کیسے حاصل کرسکتی ہے؟

● حجاب کے مخالفین کا سب سے بڑا اعتراض یہ ہے کہ معاشرہ میں تقریبا نصف عورتیں ہوتی ہیں لیکن حجاب کی وجہ سے یہ عظیم جمعیت گوشہ نشین اور طبعی طور پر

پسماندہ ہوجائے گی ، خصوصاً جب انسان کو کاروبار کی ضرورت ہوتی ہے اور انسانی کار کردگی کی ضرورت ہوتی ہے ، تو اگر عورتیں پردہ میں رہیں گی تو اقتصادی کاموں میں ان سے فائدہ نہیں اٹھایا جاسکتا ، نیز ثقافتی اور اجتماعی اداروں میں انکی جگہ خالی رہے گی اسطرح وہ معاشرہ میں صرف خرچ کریں گی اور معاشرہ کیلئے بوجھ بن کر رہ جائیں گی۔

لیکن جن لوگوں نے یہ اعتراض کیا ہے وہ چند چیزوں سے غافل ہیں یا انہوں نے اپنے کو غافل بنالیا ہے ، کیونکہ پہلی بات یہ کون کہتا ہے کہ اسلامی پردہ کی وجہ سے عورتیں گوشہ نشین اور معاشرہ سے دور ہوجائیں گی ؟ اگر گزشتہ زمانہ میں اس طرح کی دلیل لانے میں زحمت تھی تو آج اسلامی انقلاب نے ثابت کر دیکھایا کہ عورتیں اسلامی پردہ میں رہ کر بھی معاشرہ کیلئے بہت سے کام انجام دے سکتی ہیں ، کیونکہ ہم نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ خواتین ، اسلامی پردہ کی رعایت کرتے ہوئے معاشرہ میں ہر جگہ حاضر ہیں ، اداروں میں ، کارخانوں میں سیاسی مظاہروں میں ، ریڈیو اور ٹیلی ویژن میں ہسپتالوں میں ، کلینکوں میں ، خصوصاً جنگ کے دوران جنگی زخمیوں کی مرہم پٹی اور ان کی نگہداشت کیلئے ، مدرسوں اور یونیورسٹی میں ، دشمن کے مقابلہ میں میدان جنگ میں ، خلاصہ ہر مقام پر عورتوں نے اپنا کردار ادا کیا ہے۔

● پردہ کے مخالفین کا دوسرا اعتراض یہ ہے کہ پردہ کے لئے برقع یا چادر کیساتھ اجتماعی کاموں کو انجام نہیں دیا جاسکتا خصوصاً آج جبکہ ماڈرن گاڑیوں کا دور ہے ، ایک عورت اپنے پردہ کو سنبھالے یا اپنی چادر کو یا اپنے بچہ کو یا اپنے کام میں مشغول رہے ؟ لیکن یہ اعتراض کرنے والے اس بات سے غافل ہیں کہ حجاب ہمیشہ برقع یا چادر کے معنی میں نہیں ہے بلکہ حجاب کے معنی عورت کا لباس ہے اگر چادر سے پردہ ہوسکتا ہو تو بہتر ہے ورنہ اگر امکان نہیں ہے تو صرف اسی لباس پر اکتفا کرے یعنی صرف اسکارف کے ذریعہ اپنے سر کے بال اور گردن وغیرہ کو چھپائے رکھیں۔

ہمارے دیہی علاقوں کی عورتوں نے زراعتی کاموں میں اپنا پردہ باقی رکھتے ہوئے یہ ثابت کر دکھایا ہے کہ ایک بستی کی رہنے والی عورت اسلامی پردہ کی رعایت کرتے ہوئے بہت سے اہم کام بلکہ مردوں سے بہتر کام کرسکتی ہیں، اوران کا حجاب ان کے کام میں رکاوٹ نہیں بنتا۔

● ان کا ایک اعتراض یہ ہے کہ پردہ کی وجہ سے مرد اورعورت میں ایک طرح سے فاصلہ ہو جاتا ہے جس سے مردوں میں دیکھنے کی طمع بھڑکتی ہے اوران کے جذبات مزید شعلہ ور ہوتے ہیں کیونکہ ''اَلْاِنْسَانُ حَرِیْصٌ عَلٰی مَامُنِعَ ''(جس چیز سے انسان کوروکا جاتا ہےاس کی طرف مزید دوڑتا ہے)

اس اعتراض کا جواب یا صحیح الفاظ میں یہ کہا جائے کہ اس مغالطہ کا جواب یہ ہے کہ آج کے معاشرہ کا شاہ کے زمانہ سے موازنہ کیا جائے آج ہر ادارہ میں پردہ کا حکم فرما ہے، اورشاہ کے زمانہ میں عورتوں کو پردہ کرنے سے روکا جاتا تھا، اس زمانہ میں ہر گلی کوچہ میں فحاشی کے اڈے تھے، گھروں میں بہت ہی عجیب وغریب ماحول پایا جاتا تھا، طلاق کی کثرت تھی، ناجائز اولاد کی تعداد زیادہ تھی، وغیرہ وغیرہ۔

ہم یہ نہیں کہتے کہ اب یہ تمام چیزیں بالکل ختم ہوگئی ہیں لیکن بے شک اس میں بہت کمی واقع ہوئی ہے، ہمارے معاشرہ میں بہت سدھار آیا ہے اور فضل خدا شامل حال رہا اوریہی حالات باقی رہے اوردوسری مشکلات برطرف ہوگئی تو ہمارا معاشرہ اس برائی سے بالکل پاک ہو جائیگا اورعورت کی اہمیت اجاگر ہوتی جائے گی۔

ایک خاتون کی شجاعت

دورنبوت میں بھی عورتیں معاشرتی خدمات انجام دیا کرتی تھیں پردہ کبھی بھی ترقی کی راہ میں رکاوٹ نہیں بنا ہے اس لئے آئندہ بھی کبھی پردہ رکاوٹ نہیں بن سکتا

ہے۔ تاریخ کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ عورتیں جنگوں میں بھی پردے کے ساتھ شریک ہوا کرتی تھیں۔ حضرت ضرار بن ازور رضی اللہ عنہ کی بہن خولہ بنت ازور رضی اللہ عنہا کا حیرت انگیز کارنامہ تاریخ کا ایک سنہرا باب ہے دور صدیقی میں رومیوں سے جنگ ہو رہی تھی۔ حضرت خولہ بنت ازرو رضی اللہ عنہا بھی مجاہدین کی مرہم پٹی اور دیگر ضروری کام کیلئے دیگر خواتین کے ساتھ تشریف لے گئیں ایک موقع پر جب رومی لشکر نے حضرت ضرار رضی اللہ عنہ کو گرفتار کرلیا اور خولہ رضی اللہ عنہا کو معلوم ہوا تو برقعہ پہن کر خیمے سے نکل کر مسلح ہوکر میدان میں گئی اور مجاہدین کی صفوں میں شامل ہوکر اسی طرح دشمنوں کے پرخچے اڑا رہی تھیں کہ لوگ حیرت میں پڑ گئے اور چہ می گوئیاں شروع ہوگئیں کہ یہ برقع پوش مجاہد کون ہوسکتا؟ کس قبیلے سے تعلق رکھتا ہے؟ آخر کیوں نقاب پوش ہے؟ عظیم جرنیل اور فوج کے سپہ سالار خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے قریب آکر پوچھا کہ تم کون ہو؟ تمہاری مجاہدانہ کاروائی تو قابل تحسین تیرے زورِ بازو پہ صد آفریں خولہ رضی اللہ عنہا نے پردے کے اندر سے جواب دیا کہ امیر لشکر میں ضرار کی بہن خولہ بنت ازور ہوں جب خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو یہ معلوم ہوا کہ دشمنوں کے پرخچے اڑانے والی ایک خاتون ہے تو ان کے حیرانی کی کوئی انتہا نہ رہی، حضرت خولہ بنت ازور رضی اللہ عنہا نے یہ ثابت کردیا کہ عورتیں بھی وہ کارنامے انجام دے سکتی ہیں جو مرد انجام دیا کرتے ہیں ہمیں انھیں خواتین کی سیرتوں کو اپنانے کی ضرورت ہے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

خواتین بھی قومی زندگی کی امین ہیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ فَلَمَّا وَضَعَتْهَا قَالَتْ رَبِّ اِنِّىْ وَضَعْتُهَآ اُنْثٰى وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا وَضَعَتْ وَلَيْسَ الذَّكَرُ كَالْاُنْثٰى وَ اِنِّىْ سَمَّيْتُهَا مَرْيَمَ وَاِنِّىْٓ اُعِيْذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ . صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ .

مشفق ومہربان معلمات ،عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! میری تقریر کا موضوع ہے ''خواتین بھی قومی زندگی کی امین ہیں'' اسی عنوان سے کچھ باتیں آپ کے گوش گذار کرنا چاہتی ہوں سب سے پہلے ہم کو یہ بات جان لینی چاہیے اسلام رہتی دنیا تک کیلئے ہدایت و رہنما ہے اور دور نبوت ہمارے لئے اسوہ اور نمونہ ہے بلکہ یہ کہئے کہ معیار اور کسوٹی ہے اگر ہم کوئی نیا طریقہ اختیار کریں تو ہمارے لئے بجائے فائدے کے سراسر نقصان کا باعث ہے صحابیات کی زندگیاں کتنی پاکیزہ تھیں اور کس طرح انہوں نے نبی کریم ﷺ کی نگرانی میں اپنی زندگی کے شب و روز گذارا

کرتی تھیں اور انہیں کے نقش قدم پر چلنے والی بعد کی خواتین بھی ہمارے لئے اسوہ اور نمونہ ہیں اور تاریخ انہیں ہمیشہ یاد رکھے گی۔

خواتین کے اندر یہ خصوصیات ہونی چاہئے

تاریخ کے ہر ایک دور سے ایسی بے شمار خواتین کی مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں جو اسلام کے دائرہ میں رہتے ہوئے تعلیمات نبوی ﷺ کی روشنی میں اہم معاشرتی اصلاح کے فرائض انجام دیتی رہی ہیں اور معاشرہ ان کا احسان مند ہے۔ انہوں نے معاشرہ کو عظیم دانشور مفکرین، ماہرین اور صالح شخصیتیں عطا کی ہیں اور یہ صرف اس وقت ممکن ہوا جب خواتین نے دین اسلام کی مقرر کردہ حدود پار نہیں کیں۔ اسلامی حدود میں رہتے ہوئے خواتین نے صرف بچوں کی تعلیم و تربیت اور اصلاح معاشرہ کا فریضہ ہی ادا نہیں کیا بلکہ جنگ و جہاد کے مواقع پر بھی فوجوں اور مجاہدین کے دوش بدوش دادِ شجاعت حاصل کی اور بہادری کے جوہر دکھائے۔ اسلامی معاشرہ میں خواتین نے اصلاح معاشرہ کے لیے جو کردار ادا کیا وہ اس لئے ممکن ہوسکا کہ ان خواتین میں یہ خصوصیات بھی موجود تھیں ● توحید و رسالت پر پختہ ایمان ● اسلامی عبادات ادا کرنا ● اسلامی عقائد و نظریات پر پختہ یقین ● تقویٰ و پرہیز گاری ● سخاوت ● فرمانبردار واطاعت گزاری ● صبر و رضا قناعت اور طبیعت کی نیکی و پاکیزگی۔

ان عظیم خواتین نے ان حدود میں رہتے ہوئے تعلیمات نبوی ﷺ کے مطابق بچوں کی تعلیم و تربیت اور اصلاح معاشرہ کا فرض انجام دیا۔ آج بھی خواتین اصلاح معاشرہ میں مردوں کے دوش بدوش کام کر کے اپنا کردار ادا کرسکتی ہیں بلکہ بعض رہنماؤں نے خواتین کو مردوں سے زیادہ قومی زندگی کا امین سمجھا ہے۔

عورتوں کی بھی ذمہ داریاں ہیں

خواتین بھی اپنی ذمہ داریوں سے سبکدوش نہیں ہوسکتی ہیں بلکہ ان کے اوپر اہم ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں بلکہ یہ کہئے کہ صالح و پاکیزہ معاشرے کی تکمیل خواتین کے بغیر ممکن ہی نہیں اسی لئے اسلام نے عورتوں کو حقوق دینے کیساتھ ساتھ ان کو بہت سی ذمہ داریاں بھی دی، بلکہ بعض معاملات میں خواتین جس حسن وخوبی کیساتھ اپنے فریضہ کے ادائیگی کرسکتی ہیں مرد نہیں کرسکتا ہے مثلاً گھر کی ذمہ داری بچوں کی پرورش اورانکی اصلاح وتربیت کیلئے ایک ماں کے اندر جتنی استعداد وصلاحیت ہوتی ہے اور جس انداز پر وہ تربیت کرسکتی ہے اور اپنا اثر بچوں پر ڈال سکتی ہے مرد کیلئے یہ اتنا آسان نہیں ہے نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں اَلا کُلُّکُمْ رَاعٍ وَّکُلُّکُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِیَّتِہٖ کان کھول کر سن لو! تم میں سے ہر شخص نگراں اور محافظ ہے اور تم میں ہر ایک سے اس کی نگرانی کی بابت سوال کیا جائیگا آیا اپنی ذمہ داری کو صحیح طور پر ادا کیا کہ نہیں مرد سے بھی سوال ہوگا کہ اس نے بیوی کے حقوق ادا کئے کہ نہیں اولاد کی تربیت کا صحیح بندوبست کیا کہ نہیں ان کی دینی تعلیم کی فکر کی کہ نہیں اسی طرح عورتوں سے بھی پوچھا جائے گا کہ شوہر کے حقوق کو صحیح طور پر ادا کیا کہ نہیں بچوں کی پرورش کے تعلق سے جو مشغولیات اور ذمہ داریاں اسکے سر ڈالی گئی تھیں اس کو کہاں تک ادا کیا تاریخ کا مطالعہ کریں تو معلوم ہوگا کہ ایک عورت کی جدوجہد اور سعی وکوشش کیوجہ سے صرف ایک گھر کی نہیں بلکہ پورے خاندان ومعاشرے کی اصلاح ہوئی اکابر واسلاف کی سیرتوں کو اٹھا کر دیکھیں تو پتہ چلے گا کہ ان کو ترقی کے اعلیٰ معیار پر پہونچانے میں ماؤں نے کیا اہم رول ادا کیا اور اپنی اولاد کیلئے کیسی کیسی قربانیاں دیں آج بھی مائیں اپنی اولاد کی قربانیاں دیتی ہیں لیکن صرف اس لئے کہ

ہمارے بچوں کی دنیوی زندگی میں سدھار آجائے معاشی استحکام آجائے حالانکہ دین کی فکر کرنا اور اس کے لئے قربانیاں زیادہ اہم اور ضروری ہے روزی تو بقدر ضرورت مل کر ہی رہے گی جب تک انسان اپنا رزق جو اللہ کی طرف سے طے شدہ ہے پورا نہیں کرلے گا اسکی موت آہی نہیں سکتی اس لئے ہم اپنے لئے اپنی اولاد کیلئے اور قوم کے لئے دین کی فکر کریں۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

دوزخ کے خوفناک حالات

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلاَ مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلاَ ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لاَشَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَنَادَوْا یٰمٰلِکُ لِیَقْضِ عَلَیْنَا رَبُّکَ قَالَ اِنَّکُمْ مَاکِثُوْنَ صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ .

صدر جلسہ قابل صد احترام معلمات عزیزہ طالبات ماؤں اور بہنو! میں نے سورۂ زخرف کی ایک چھوٹی سے آیت پڑھی ہے جس کا ترجمہ یہ ہے اور وہ یعنی دوزخی پکاریں گے اے مالک تمہارا پرودرگار ہمارا کام ہی تمام کردے وہ فرشتہ جواب دیگا تم ہمیشہ اسی حال میں رہو، مالک دوزخ کے داروغہ کا نام ہے دوزخی اس کو پکاریں گے کہ ہم نہ مرتے ہیں نہ چھوٹتے ہیں اپنے رب سے کہہ دیجئے کہ ایک دفعہ عذاب دے کر ہمارا کام ہی تمام کردے گویا نجات سے مایوس ہوکر موت کی تمنا کریں گے مگر ان کو کبھی موت بھی نہیں آئیگی تو روئیں گے چلائیں گے پر موت کبھی نہ آئیں

گے۔ كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُوْدُهُمْ بَدَّلْنٰهُمْ جُلُوْدًا غَيْرَهَا لِيَذُوْقُوا الْعَذَابَ جب جب ان کی کھالیں پگھلیں گی ہم ان کے بدلے دوسری کھالیں دیدیں گے تاکہ عذاب کا مزہ چکھیں عذاب میں تخفیف اور کمی تو بہت دور کی بات ہے کھال جب پگھل پگھل کر گرنے لگے گی تو دوسری کھالیں اللہ تعالیٰ عطا فرما دیں گے تاکہ دوزخی کو مزید تکلیف ہوتی رہے۔ الامان والحفیظ

دوزخ کی گہرائی

حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے دوزخ کی گہرائی بیان کرتے ہوئے فرمایا، اگر ایک پتھر جہنم میں ڈالا جائے تو دوزخ کی تہہ میں پہنچنے سے پہلے ستر سال تک گرتا چلا جائے گا (ترغیب عن ابن حبان) وغیرہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ہم رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ہم نے کسی چیز کے گرنے کی آواز سنی، رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کیا تم جانتے ہو کہ یہ (آواز) کیا ہے؟ ہم نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول ہی خوب جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا، یہ ایک پتھر ہے جس کو خدا نے جہنم کے منھ پر (تہہ میں گرنے کے لیے) چھوڑا تھا اور وہ ستر سال تک گرتے گرتے اب دوزخ کی تہہ میں پہنچا ہے یہ اس کے گرنے کی آواز ہے (مسلم)

دوزخ کی دیواریں

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دوزخ کو چار دیواریں گھیرے ہوئے ہیں جن میں ہر دیوار کا عرض چالیس سال چلنے کی مسافت رکھتا ہے (ترمذی) یعنی دوزخ کی دیواریں اتنی موٹی ہیں کہ صرف ایک دیوار کی چوڑائی طے کرنے کیلئے چالیس سال خرچ ہوں۔

دوزخ کے دروازے

قرآن شریف میں دوزخ کے دروازوں کے متعلق فرمایا ہے۔ وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ اَجْمَعِيْنَ لَهَا سَبْعَةُ اَبْوَابٍ لِكُلِّ بَابٍ مِنْهُمْ جُزْءٌ مَّقْسُوْمٌ (حجر پ۱۴) اور ان سب سے جہنم کا وعدہ ہے جس کے سات دروازے ہیں، ہر دروازے کے لئے ان لوگوں کے الگ الگ حصے ہیں۔ خود رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ دوزخ کے سات دروازے ہیں جن میں سے ایک اس کیلئے ہے جو میری امت پر تلوار اٹھائے۔ (مشکوۃ)

دوزخ کی آگ اور اندھیری

رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ دوزخ کو ایک ہزار برس تک دھونکا گیا تو اس کی آگ سرخ ہوگئی، پھر ایک ہزار برس تک دھونکا گیا تو اس کی آگ سفید ہوگئی، پھر ایک ہزار برس تک دھونکا گیا تو اس کی آگ سیاہ ہوگئی، چنانچہ دوزخ اب سیاہ اندھیرے والی ہے۔ (ترمذی) ایک روایت میں ہے کہ وہ اندھیری رات کی طرح تاریک ہے، اور دوسری روایت میں ہے کہ اس کی لپٹ سے اس میں روشنی نہیں ہوتی (ترغیب) یعنی ہمیشہ اندھیرا ہی رہتا ہے۔ بخاری و مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا تمہاری یہ آگ (جس کو تم جلاتے ہو) دوزخ کی آگ کا سترواں حصہ ہے صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا (جلانے کو تو) یہی بہت ہے، آپ نے فرمایا (ہاں اس کے باوجود) دنیا کی آگوں سے دوزخ کی آگ گرمی میں ۶۹ درجہ بڑھی ہوئی ہے اور ایک روایت میں ہے کہ دوزخی اگر دنیا کی آگ میں آجاتیں تو ان کو نیند آجائے (ترغیب) کیونکہ بنسبت دوزخ کی آگ کے دنیا کی آگ بہت ہی زیادہ ٹھنڈی ہے لہذا اس میں ان کو دوزخ کے مقابلہ میں آرام معلوم ہوگا۔

عذاب دوزخ کا اندزاہ

رسول خدا ﷺ نے فرمایا دوزخیوں میں سب سے ہلکا عذاب اس شخص پر ہوگا جس کی دونوں جوتیاں اور تسمے آگ کے ہوں گے جن کی وجہ سے ہانڈی کی طرح اس کا دماغ کھولتا ہوگا وہ سمجھے گا کہ مجھے ہی سب سے زیادہ عذاب ہورہا ہے، حالانکہ اس کو سب سے کم عذاب ہوگا۔ (بخاری و مسلم)

مسلم شریف کی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا قیامت کے دن ایک ایسے دوزخی کو جو دنیا میں تمام انسانوں سے زیادہ لذت اور عیش میں رہا تھا پکڑ کر ایک مرتبہ دوزخ میں غوطہ دیا جائے گا پھر اس سے پوچھا جائے گا، اے ابن آدم کیا تو نے کبھی نعمت دیکھی ہے کیا کبھی تجھے آرام نصیب ہوا ہے؟ اس پر وہ کہے گا، خدا کی قسم اے رب نہیں! میں نے کبھی آرام نہیں پایا پھر فرمایا کہ قیامت کے دن ایک ایسے جنتی کو جو دنیا میں تمام انسانوں سے زیادہ مصیبت میں رہا تھا اسے پکڑ کر جنت میں غوطہ دیا جائے گا پھر اس سے پوچھا جائے گا۔ اے ابن آدم کیا کبھی تو نے مصیبت دیکھی ہے؟ کیا کبھی تجھ پر سختی گذری ہے؟ وہ کہے گا خدا کی قسم اے رب مجھ پر کبھی سختی نہیں گذری اور میں نے کبھی مصیبت نہیں دیکھی۔

دوزخ کا سانس

رسول خدا ﷺ نے فرمایا جب سخت گرمی ہو تو ظہر کی نماز دیر سے پڑھا کرو کیونکہ گرمی کی سختی دوزخ کی تیزی کی وجہ سے ہوتی ہے، پھر فرمایا کہ دوزخ نے اپنے رب کی بارگاہ میں شکایت کی کہ میری تیزی بہت بڑھ گئی ہے حتی کہ میرے کچھ حصے دوسرے حصوں کو کھائے جاتے ہیں لہٰذا مجھے اجازت دی جائے کہ کسی طرح اپنی

گرمی ہلکی کروں چنانچہ رب العلمین نے اس کو دو مرتبہ سانس لینے کی اجازت دی ایک سانس سردی کے موسم میں اور ایک گرمی کے موسم میں لہٰذا گرمی جو تم محسوس کرتے ہو دوزخ کی لو کا اثر ہے جو سانس کے ساتھ باہر آتی ہے اور سخت سردی جو محسوس کرتے ہو دوزخ کے سرد حصہ کا اثر ہے۔ (بخاری شریف)

مسلم شریف کی ایک روایت میں ہے کہ دوپہر کو روزانہ دوزخ دہکایا جاتا ہے دوزخ کے سانس لینے سے گرمی بڑھ جانا تو سمجھ میں آتا ہے لیکن سردی کا بڑھنا بظاہر سمجھ میں نہیں آتا دراصل بات یہ ہے کہ گرمی میں دوزخ سانس باہر پھینکتی ہے اور اس طرح دنیا کی تمام گرمی کھینچ لیتی ہے اس وجہ سے سردی بڑھ جاتی ہے۔

جہنم کی چنگھاڑ

اللہ تعالیٰ کفار کو جہنم میں ڈالنے کے بعد پوچھیں گے کہ بھر گئی **یَوْمَ نَقُوْلُ لِجَهَنَّمَ هَلِ امْتَلَئْتِ وَتَقُوْلُ هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ** جس دن ہم جہنم سے کہیں گے تو بھر بھی گئی وہ کہے گی اور بھی ہے دوسری جگہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں **لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ** ضرور بالضرور ہم جہنم کو انسانوں اور جناتوں سے بھریں گے **وَلِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَبِئْسَ الْمَصِيْرِ** اور جو اپنے رب کے منکر ہیں انکے لئے جہنم کا عذاب ہے اور جہنم برا ٹھکانہ ہے **اِذَا اُلْقُوْا فِيْهَا سَمِعُوْا لَهَا شَهِيْقًا وَّهِيَ تَفُوْرُ تَكَادُ تَمَيَّزُ مِنَ الْغَيْظِ** جب یہ لوگ اس میں ڈالے جاویں گے تو اس کی ایک بڑی زور کی آواز سنیں گے اور وہ اس طرح جوش مارتی ہوگی جیسے کہ معلوم ہوتا ہے غصہ کے مارے پھٹ پڑیگی قرآن کریم بیشتر آیتوں اور احادیث میں بھی عذاب دوزخ کی منظر کشی کی گئی ہے اور اسکی ہولناکیوں کو بیان کیا گیا ہے دوزخی جب شدت پیاس کی وجہ سے پریشان ہوں گے اور پانی کا مطالبہ

کریں گے تو ایسا گرم الور کھولتا ہوا پانی ان کو دیا جائیگا کہ آتیں اور پیٹ کی دیگر چیزیں کٹ کٹ کر پائخانہ کے راستہ سے نکلیں غرضیکہ دوزخ کا عذاب بڑا ہی سخت ہوگا۔ اللہ ہم سب کو عذاب دوزخ سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

علم وقلم انسان کی سربلندی کے ضامن ہیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِىْ خَلَقَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ الَّذِىْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ يَعْلَمْ صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ .

قابل صد احترام معلمات عزیزہ طالبات ماؤں اور بہنو!

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا ہے اور اسکو بطور خاص دو چیزیں عطا کردیں جو کسی اور مخلوق کو عطا نہیں کی گئیں ایک قلم کی نعمت ہے دوسرے زبان کی نعمت یعنی اپنے مافی الضمیر کی ادا کرنیکی صلاحیت اور ملکہ صرف انسان ہی کو عطا کیا گیا ہے قلم کی طاقت تو ایسی مسلم ہے کو حکومتیں پلٹ جاتی ہیں حالات کے اندر تغیر ہو جاتا ہے جو کام تلواروں کے زوروں سے نہیں ہوسکتا وہ قلم کی غیر معمولی طاقت سے ہوجاتا ہے بالخصوص دعوت وتبلیغ کے میدان میں لوگوں کے قلوب واذہان کو اپنی طرف مائل کرنے میں قلم کا خاص رول ہوا کرتا ہے البتہ قلم کے اندر طاقت وجولانی

پیدا کرنے اور لوگوں کے دلوں کو جھنجھوڑنے کیلئے پختہ علم کا ہونا بھی ضروری ہے سرسری علم بسا اوقات قلم کے لئے بڑا نقصان وہ ثابت ہوتا ہے اور علم ہی کے ذریعہ انسان دیگر مخلوقات سے صحیح طور پر ممتاز ہوسکتا ہے۔

دین اسلام میں علم کی بڑی اہمیت وعظمت ہے، قرآن مجید کی پہلی وحی (سورہ علق) میں ہی پڑھنے کا حکم دیا ہے اور ان آیات میں علم وقلم کا ذکر ہے اور اس امر کا تذکرہ ہے کہ علم وقلم یہ دونوں انسانی عظمت وکرامت اور ترقی وبلندی کے ضامن ہیں، اس لئے علم ومعرفت کا حاصل کرنا ضروری ولازمی ہے اور سورہ توبہ ۱۲۲/میں دین (کے احکامات وممنوعات) میں صحیح سمجھ بوجھ حاصل کرنے کا حکم آیا ہے، اسی طرح سے ایک حدیث شریف میں ہے کہ علم دین کا حاصل کرنا ہر مسلمان (مرد وعورت) پر فرض ہے۔ (ابن ماجہ) نیز آپ ﷺ نے ایک دوسری حدیث میں حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وبلا واسطہ اور پوری امت کو بالواسطہ مخاطب فرما کر پڑھنے پڑھانے کا واضح ترین حکم دیا کہ قرآن سیکھو اور لوگوں کو سکھاؤ، علم سیکھو اور لوگوں کو سکھاؤ، فرض احکام سیکھو اور لوگوں کو سکھاؤ (بیہقی)

قرآن وحدیث کی ان واضح تعلیمات کی روشنی میں اکابرین امت کی رائے عالی یہ ہے کہ دین کی بنیادی اور لازمی تعلیمات (فرائض وواجبات یعنی عقائد صحیحہ کاعمل، طہارت ونجاست کے احکام، نماز، روزہ اور تمام فرض عبادات کے احکام، حلت وحرمت، نکاح وطلاق تجارت وصنعت اور بیع وشراء کے احکام ومسائل کا ضرورت پڑنے پر) جاننا اور ان کا علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض عین ہے لیکن باقی علوم کی تفصیلات قرآن وحدیث کے تمام معارف ومسائل اور کتاب وسنت سے مستنبط احکام وشرائع کی تفصیلی تعلیمات کا حاصل کرنا فرض کفایہ ہے، الغرض دین کا بنیادی وضروری علم حاصل کرنا عام مسلمان (مرد وعروت) پر فرض وواجب ہے اور

دین کا کلی اور تفصیلی علم حاصل کرنا خواص کے لئے ضروری ہے، دونوں قسم کے علم کا حاصل کرنا شریعت میں مطلوب و مستحسن ہے، احادیث مبارکہ میں علم دین کے حاصل کرنے کی بڑی ترغیب آئی ہے اور علم دین حاصل کرنے والے کی بڑی فضیلت وارد ہوئی ہے۔

علم دین کی حقیقت

علم دین اللہ تعالیٰ کی عظیم ومبارک روشنی ہے یہ علم اپنے حاصل کرنے والوں کو اللہ ورسول اور آخرت کی معرفت سے مالا مال کرتا ہے، دنیا کی حقیقت سے آشنا کرتا ہے اور دنیا میں رشد و ہدایت اور آخرت میں نجات وسعادت سے ہمکنار کرتا ہے، علم دین حاصل کرنے والوں کی فضیلت میں بہت سی احادیث موجود ہیں، ایک حدیث میں ہے کہ علم دین حاصل کرنے کی توفیق اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے اور خیر کثیر کا موجب ہے، آپ ﷺ کا ارشاد ہے اللہ تعالیٰ جس شخص کی بھلائی کا فیصلہ و ارادہ فرمالیتے ہیں تو اس کو دین کی سمجھ بوجھ عطا فرمادیتے ہیں۔ (بخاری ومسلم) ایک دوسری روایت میں یہ اضافہ ہے کہ اور صحیح بات اسکے دل میں ڈال دیتے ہیں (بزاز وطبرانی) اسی طرح طالب علم دنیا کی چار قابل قدر اور باعث رحمت چیزوں میں سے ایک ہے حدیث شریف میں ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ لوگو! غور سے سن لو کہ یہ دنیا اور دنیا کی ساری چیزیں اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور ہیں، لیکن اللہ تعالیٰ کا ذکر، اللہ تعالیٰ سے قریب کرنے والے اعمال خیر اور عالم وطالب علم یہ چاروں اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور نہیں ہیں۔ (ترمذی) نیز طالب علم اللہ تعالیٰ کے خصوصی فضل وکرم کے مستحق ہوتے ہیں، ایک حدیث میں ہے کہ (تین آدمیوں میں سے مجلس نبوی میں خالی جگہ بیٹھنے والے) ایک آدمی نے تو اللہ تعالیٰ کے پاس اپنی جگہ بنائی تو اللہ تعالیٰ

نے اسے اپنی رحمت میں جگہ دے دی، دوسرے آدمی نے (حلقہ کے اندر بیٹھنے والے) ایک آدمی نے تو اللہ تعالیٰ کے پاس اپنی جگہ بنائی تو اللہ تعالیٰ نے اسے اپنی رحمت میں جگہ دے دی، دوسرے آدمی نے (حلقہ کے اندر بیٹھنے میں) شرم محسوس کی تو اللہ تعالیٰ نے بھی اس کے ساتھ حیا کا معاملہ فرمایا یعنی اپنی رحمت سے محروم نہ فرمایا؛ لیکن تیسرے آدمی نے (مجلس نبوی میں بیٹھنے سے) بے توجہی کی تو اللہ تعالیٰ نے بھی اس سے بے رخی کا معاملہ فرمایا (بخاری) اسی طرح طالب علم دنیا میں رحمت وبرکت، دربار الٰہی میں ذکر خیر اور آخرت میں دخول جنت کے حق دار ہیں۔

اس حدیث سے ہم کو یہ سبق بھی ملتا ہے کہ علم حاصل کرنیکے لئے تواضع وانکساری کو لازم پکڑیں جب تک عاجزی پیدا نہیں ہوسکتی اس وقت تک علم دین صحیح معنوں میں حاصل نہیں کرسکتے تکبر اور اکڑ سے علم حاصل نہیں ہوسکتا ہے۔ نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰہِ رَفَعَهُ اللّٰهُ وَمَنْ تَكَبَّرَ فَوَضَعَهُ اللّٰهُ جو اللہ کیلئے تواضع کرتا ہے اللہ اس کو بلند کردیتے ہیں اور تکبر اختیار کرتا ہے تو اللہ تعالی اس کو نیچے گرادیتے ہیں اسلئے علم حاصل کرنے میں تواضع وانکساری سے کام لیں۔

علم دین خدمت سے حاصل ہوتا ہے

تحصیل علم کیلئے اساتذہ کی خدمت اور انکا ادب واحترام بھی لازم اور ضروری ہے اور ترقی علم کا ذریعہ اور سبب ہے عموماً وہی لوگ کامیاب ہوتے ہیں اور انہیں کے علوم سے لوگ مستفید ہوتے ہیں جو اپنے اساتذہ کی خدمت کرتے ہیں انکا ادب واحترام کرتے ہیں حکیم لقمان رحمۃ اللہ علیہ اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ استاذ کو حقیقی باپ کی طرح سمجھو حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس نے مجھے ایک حرف پڑھا دیا میں اس کا غلام بن گیا خواہ مجھے بیچ دے یا آزاد کردے یا غلام ہی

بنائے رکھے یہ مقام ومرتبہ ہے اساتذہ ومعلمین کا آج طلبہ وطالبات کے دلوں سے اپنے پڑھانے والے اساتذہ ومعلمین کا ادب واحترام دل سے نکلتا جارہا ہے اورانکی اطاعت وفرمانبرداری اورخدمت کولوگ عار سمجھتے ہیں جب ہم تاریخ کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہم کو پتہ چلتا ہے کہ اساتذہ ومعلمین کی جوتیاں سیدھی کرنیوالے ہی بامرادوکامیاب رہے ہیں اسکول وکالجس کے طلبہ کے اندراساتذہ کی اہمیت بالکل نہیں ہوتے وہ تو بس یہی سمجھتے ہیں کہ یہ سرکاری ملازم ہیں ان کا کام آکر وقت پر پڑھادینا ہے اورہم کو پڑھ لینا ہے اس کے علاوہ ہماراان سے کوئی واسطہ اورتعلق نہیں ہے اب یہی وبا رفتہ رفتہ مدرسوں میں بھی جارہی ہے اوراساتذہ کی مکمل خدمت سے طلبہ وطالبات کنارہ کشی اختیار کرتے ہیں حالانکہ مدرسہ کیلئے یہ باعث نقصان ہے ہمارے لئے فائدہ اسی میں ہے کہ اساتذہ ومعلمین کی خدمت کواپنا شعار بنائیں۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

امیر المومنین کی
ام المومنین حضرت حفصہ کو نصیحت

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلاَ مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلاَ هَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لاَشَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلاَنَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ .

مشفق ومہربان معلمات عزیزہ طالبات ماؤں اور بہنو! اپنی اولاد کی تربیت اوردینی اصلاح اہم اورضروری ہے بچپن ہی سے پرورش اور صحیح تربیت کی کوشش کرنی چاہیے اور بڑے ہونے کے بعد بھی بے لگام نہیں چھوڑ نا چاہیے اگر کوئی غلطی اولاد کر بیٹھے تو فوراً اسکی اصلاح کی فکر کرنی چاہیے جن بچوں کی صحیح تربیت ہوتی ہے آگے چل کر وہی بچے کامیاب ہوتے ہیں اور قوم کی اصلاح وتربیت کا بیڑہ اٹھاتے

ہیں ہم اکابر واسلاف کی زندگیوں کا مطالعہ کریں تو معلوم ہوگا کہ ان کے والدین بالخصوص والدہ محترمہ نے دینی نہج پر لانے کیلئے انتھک کوششیں کیں تب جاکر وہ بڑے بنے تاریخ کی کتابوں میں امام ربیعۃ الرائے کا نام بڑی اہمیت کا حامل ہے یہ امام مالکؒ کے استاذ ہیں دور دراز سے لوگ سفر کرکے ان کی مجلس میں درس حدیث کیلئے آیا کرتے تھے سینکڑوں کا مجمع ہوا کرتا تھا علماء کبار اور شہزادے اور وقت کی نامور شخصیات ان کے پاس آ آ کر کسب فیض کیا کرتے تھے یہ یوں ہی اتنے بڑے عالم نہیں بن گئے بلکہ انکی ماں نے چالیس ہزار اشرفیاں ان کی تعلیم پر خرچ کردیں تب جا کر ربیعہ امام ربیعۃ الرائے ہوئے۔

سورج گہن کے عقیدے کی اصلاح

بخاری کی روایت ہے کہ جس دن رسول اللہ ﷺ کے جگر گوشے ابراہیم نے وفات پائی، اتفاق سے اس دن سورج گرہن بھی لگا۔ بعض صحابہ کو یہ گمان ہوا کہ یہ گرہن ابراہیم کی وفات کی وجہ سے لگا ہے۔ رسول ﷺ کو معلوم ہوا تو آپ ﷺ نے اس خیال کی برملا اصلاح فرمائی اور لوگوں کو اکٹھا کر کے فرمایا: **ان الشمس والقمر لاینکسفان لموت احدو لالحیاته فاذا رایتم فصلوا وادعو االله** (بخاری /باب الصلاۃ فی کسوف الشمس) یقیناً سورج اور چاند کو کسی کی موت وحیات کی وجہ سے گرہن نہیں لگتا، پس جب تم کو گرہن معلوم ہو تو نماز پڑھو اور اللہ سے دعا کرو۔ نبی ﷺ کو جیسے ہی معلوم ہوا کہ سورج گرہن کے سلسلے میں صحابۂ کرام کا خیال اسلامی عقیدہ کے خلاف ہے تو آپ ﷺ نے فوراً غلط عقیدہ کی اصلاح فرمائی۔

اہل مکہ و مدینہ کے مزاج میں فرق

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم قریش کے لوگ اپنی عورتوں پر حاوی ہوا کرتے تھے لیکن جب ہم مدینہ آئے تو دیکھا کہ انصار کی عورتیں ان پر حاوی تھیں۔ ہماری عورتوں نے بھی انصار کی عورتوں کا اثر لینا شروع کر دیا۔ ایک دن میں نے اپنی بیوی کو ڈانٹا تو اس نے مجھے میری بات کا جواب دے دیا۔ مجھے یہ بات ناگوار گزری، میری بیوی نے کہا: میں نے آپ کو جواب دے دیا ہے تو آپ اس کو کیوں بوجھ محسوس کر رہے ہیں؟ اللہ کی قسم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں پورا پورا دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بولنا بھی چھوڑ دیتی ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، مجھے اس بات نے تو گھبراہٹ میں ڈال دیا میں نے کہا کہ آپ کی جو بیوی ایسا کرتی ہے وہ تو برباد ہوگئی، چنانچہ میں نے کپڑا پہنا اور اپنی بیٹی حفصہ کے پاس گیا اور اس سے پوچھا اے حفصہ! کیا تم میں سے کوئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ناراض بھی رہتی ہے؟ حتی کہ رات تک ناراض رہتی ہے؟ حفصہ نے کہا ہاں میں نے کہا کہ وہ عورت تو برباد ہوگئی جو ایسا کرتی ہے، کیا اسے اس بات کا ڈر نہیں لگتا کہ کہیں اللہ کے رسول کی ناراضگی سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو جائے؟ حفصہ! نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے تکرار نہ کیا کرو اور نہ ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی بات کا جواب دیا کرو اور نہ ہی آپ کو ناراض کیا کرو، اگر تمہارا کوئی مسئلہ ہو تو مجھ سے کہو، دیکھو کہیں تمہاری سوکن کا معاملہ تمہیں فریب میں مبتلا نہ کر دے، وہ تم سے خوبرو اور اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو زیادہ پیاری ہیں۔ (بخاری/باب الغرفۃ والعلیۃ)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اپنی اولاد کے تربیت کی فکر کس قدر دامنگیر تھی کہ شادی کے بعد بھی آپ نے حضرت حفصہ کو اپنے شوہر کے ساتھ زندگی گزارنے کا گر سکھایا اور انہیں خوش گوار زندگی کے اصول بتائے۔ دعا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ

ہمیں بھی رسول اکرام ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اسلوب تربیت اپنانے کی توفیق عطافرمائے۔آمین!

بیوہ کی ذمہ داری باپ کے اوپر

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کا نکاح پہلے خنیس بن حذفہ سہمی رضی اللہ عنہ سے ہوا تھا مشہور اور راجح قول کے مطابق غزوۂ بدر میں ان کو شدید زخم لگا جس سے وہ جانبر نہ ہو سکے اور بعد میں وہ زخم ان کی شہادت کا سبب بنا شوہر کی وفات کے بعد فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو بیٹی کے نکاح کی فکر دامنگیر ہوئی چونکہ اسی دور میں عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ رقیہ بنت رسول اللہ ﷺ کا بھی وصال ہو گیا تھا اسلئے عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے درخواست کی کہ حفصہ سے نکاح کر لو عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے چند دن کی مہلت مانگی پھر غور وفکر کرنے کے بعد اس سے معذرت کر دی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ سے نکاح کی پیش کش کی وہ خاموش رہے کوئی جواب نہیں پھر نبی کریم ﷺ نے نکاح کا پیغام دیا اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ کی زوجیت سے شرف ہوئیں پھر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عمر فاروق سے فرمایا کہ میں نے خاموشی اختیار کی تم کو تکلیف ہوئی ہوگی بات اصل میں یہ ہے کہ حضور ﷺ نے حفصہ سے نکاح کرنے کا ارادہ ظاہر فرمایا تھا اس لئے میں نے کوئی جواب نہیں دیا اور اس راز کو ظاہر نہیں کرنا چاہا اگر آپ علیہ السلام کا ارادہ مجھے معلوم نہ ہوتا تو ضرور میں حفصہ سے نکاح کر لیتا اس واقعہ سے ہم کو یہ سبق ملتا ہے کہ اولاد کی دیکھ ریکھ صرف شادی ہونے تک ہی نہیں بلکہ بعد میں بھی کرنی چاہیے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

بدنصیب لوگ
جن کو آبِ کوثر سے محروم کردیا جائیگا

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ وَمَنْ تَوَلّٰی فَمَآ اَرْسَلْنٰکَ عَلَیْھِمْ حَفِیْظًا صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ

محترمہ صدر معلّمہ مشفق و مہربان معلمات عزیزہ طالبات ماؤں اور بہنو! دین اسلام کامل و مکمل ہے اس میں کسی طرح کی کمی بیشی ممکن نہیں اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا آج میں نے تمہارے لئے تمہارے دین کو مکمل کردیا اور تم پر اپنی نعمت تمام کردی اور تمہارے لئے دین اسلام کو پسند کیا اسلئے شریعت اسلام میں کسی طرح کتر بونت نہیں ہوسکتی اسلام زندگی کے ہر شعبہ کیلئے محیط ہے۔ عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَا ھٰذَا مَالَیْسَ مِنْہُ فَھُوَ رَدٌّ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس کسی نے ہمارے اس دین میں کوئی ایسی بات ایجاد کی جو اس میں سے نہیں ہے تو اس کی وہ بات رد ہے جس دین کی حفاظت کی ذمہ داری خود خالق کائنات نے لی ہو اس میں کمی وبیشی اصلاً ہو ہی نہیں سکتی ہے اور جو شخص دین میں اپنی طرف سے کوئی بات داخل کرنیکی کوشش کریگا اس کیلئے دنیا و آخرت میں تباہی و بربادی ہے۔

بدعت کا انجام

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یقین جانو قیامت کے روز حوض پر تمہارا میرا سامنا ہوگا یعنی تم کو پلانے کے لئے پہلے پہونچا ہوا ہوں گا جو میرے پاس ہو کر گذرے گا پی لے گا اور جو میرے پاس حوض سے پی لے گا کبھی پیاسا نہ ہوگا پھر ارشاد فرمایا ایسا ضرور ہوگا کہ پینے کے لئے میرے پاس ایسے لوگ آئیں گے جن کو میں پہچانتا ہوں گا اور وہ مجھے پہچانتے ہوں گے پھر ان کو مجھ تک نہ پہونچنے دیا جائیگا بلکہ میرے اور ان کے درمیان آڑ لگادی جائیگی اور وہ پینے سے محروم رہ جائیں گے میں کہوں گا یہ تو میرے آدمی ہیں ان کو آنے دیا جاوے اس پر مجھ سے کہا جائے گا کہ آپ نہیں جانتے ہیں کہ آپ کے بعد انہوں نے کیا نئی چیزیں نکالی تھیں، یہ سن کر میں کہوں گا دور ہوں دور ہوں جنہوں نے میرے بعد ادل بدل کیا (بخاری و مسلم)

آہ دین میں بگاڑ پیدا کرنے والوں کا اس وقت کیسا برا حال ہوگا جبکہ قیامت کے دن پیاس سے بیتاب اور مصیبت سے عاجز و بے کس ہوں گے اور حوض کوثر کے قریب پہونچا کر دھتکار دیئے جائیں گے اور رحمۃ للعلمین صلی اللہ علیہ وسلم ان کی ایجادات کا حال سنکر دور دور فرما کر پھٹکار دیں گے۔

قرآن وحدیث میں جو کچھ وادر ہوا ہے اسی پر عمل کرنے میں بھلائی اور کامیابی ہے، لوگوں نے ہزاروں بدعتیں نکال رکھی ہیں اوردین میں ادل بدل کررکھا ہے جن سے ان کی دنیا بھی چلتی ہے اور نفس کومزہ بھی آتا ہے اورمختلف علاقوں میں مختلف بدعتیں رواج پاگئی ہیں ایسے لوگوں کو سمجھایا جاتا ہے تو الٹا سمجھانیوالے ہی کو برا کہتے ہیں یادرکھو جس کام کو آنحضرت سید عالم ﷺ نے جیسے فرمایا اس طرح کرواور جس طرح آپ نے کیا اسی طرح عمل کرو، بڑی بدعتیں اور غیر شرعی رسمیں نکال رکھی ہیں مثلاً قبر کو غسل دینا ،صندل، عرس، پختہ قبر، اوراسی طرح کی بہت سی باتیں جو قبروں پرہوتی ہیں بدعت ہیں ایسا کرنیوالے انجام سوچ لیں، حوض کوثر سے ہٹائے جانے کو تیار رہیں، اورقبر کا طواف اورقبر کو یا پیر کو سجدہ یہ تو شرک ہے جو گناہ کبیرہ ہے۔

جو کچھ مانگنا ہو اللہ سے مانگیں

آج کتنے مسلمان مرد وخواتین ہیں جودرگاہوں پر جاکر سجدے کرتے مرادیں مانگتے ہیں کیا یہ کھلا ہوا شرک نہیں۔ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے نام قربانی کرتے ہیں معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کی قبر پرصابر کلیری رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر جاکر سجدے کرتے ہیں یہ سب شرک ہے اسلام اس کی قطعاً اجازت نہیں دیتا۔ نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں لَوْ کُنْتُ اٰمِرًا اَحَدًا اَنْ یَّسْجُدَ لِاَحَدٍ لَاَمَرْتُ الْمَرْاَۃَ اَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِھَا اگرمیں کسی کو کسی انسان کا سجدہ کرنیکا حکم کرتا تو عورت کو حکم کرتا کہ اپنے شوہر کا سجدہ کرے گذشتہ امتوں میں سجدہ تعظیمی جائز تھا اور سجدہ عبادت تو کسی بھی شریعت میں جائز نہیں تھا اور امت محمدیہ میں غیر اللہ کیلئے کسی طرح کا سجدہ جائز نہیں رکھا گیا ہمیں جو کچھ مانگنا ہو ہم اللہ ہی سے مانگیں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ تم مجھے پکارو میں تمہاری دعا قبول کرونگا پھر ہم غیر اللہ کیسامنے اپنا ہاتھ کیوں پھیلائیں۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو صحیح سمجھ عطا فرمائے۔ آمین!

بغیر حساب جنت میں داخل ہونے والے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ، وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحٰبِہٖ اَجْمَعِیْنَ، اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ، اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ ظِلٰلٍ وَّعُیُوْنٍ وَفَوَاکِہَ مِمَّا یَشْتَھُوْنَ کُلُوْا وَاشْرَبُوا ھَنِیْٓئًا بِمَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ اِنَّا کَذٰلِکَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ

قابل حدر احترام معلمات ماؤں اور بہنو! اللہ تعالیٰ نے جنت اور دوزخ دونوں بنا کر رکھا ہے نیکوکاروں کیلئے جنت اور بدکاروں کیلئے دوزخ ہے جس نے کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھ لیا خواہ وہ کتنا ہی بڑا گنہگار کیوں نہ ہو اپنے گناہوں کی سزا بھگتنے کے بعد بہرحال وہ جنت میں داخل ہوگا اسلئے کہ جنت میں داخلہ کیلئے گناہوں سے پاک وصاف ہونا ضروری ہے جب تک گناہوں سے پاک وصاف نہیں ہونگے اسوقت تک جنت میں داخل نہیں ہوسکتے کچھ اللہ کے بندے ایسے ہونگے جن کے گناہ اور نیکیاں بالکل برابر ہوں گی تو ان کے لئے اعراف ہوگی جو جنت اور دوزخ کے درمیان ایک دیوار حائل ہوگی اسی پر وہ لوگ رہیں گے ایک

عرصہ کے بعد دیوار ختم کردی جائیگی اور وہ جنت میں چلے جائیں گے اور ایک گروہ وہ ہوگا جو بلا حساب کتاب جنت میں داخل ہوگا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ بیشک قیامت کے روز بندہ کے اعمال میں سے پہلے اس کی نماز کا حساب کیا جائے گا پس اگر نماز ٹھیک نکلی تو کامیاب اور بامراد ہوگا اور اگر نماز خراب نکلی تو نامراد اور ٹوٹا اٹھانے والا ہوگا، پس اسکے فرضوں میں کوئی کمی رہ جائے گی تو پروردگار عالم فرمائیں گے کہ دیکھو کیا میرے بندہ کے کچھ نفل بھی ہیں؟ پس اگر نوافل نکلے تو جو فرضوں میں کمی ہوگی نوافل کے ذریعہ پوری کردی جائے گی پھر نماز کے بعد اس کے باقی اعمال کا اسی طرح حساب ہوگا۔ ایک روایت میں ہے کہ پھر نماز کے بعد اسی طرح زکوۃ کا حساب ہوگا پھر دوسرے اعمال اسی طرح سے حساب میں لئے جائیں گے۔ (مشکوۃ)

بے حساب جنت میں جانیوالے

اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے روز لوگ ایک ہی میدان میں جمع کئے جائیں گے اس وقت ایک پکارنے والا زور سے پکار کر کہے گا کہ وہ لوگ کہاں ہیں جنکے پہلو بستروں سے الگ رہتے تھے کیونکہ وہ راتوں کو نمازوں میں وقت گذارتے تھے، یہ سن کر اس صفت کے لوگ پورے مجمع میں سے نکل کھڑے ہوں گے جو تعداد میں بہت کم ہوں گے یہ لوگ جنت میں بغیر حساب کے داخل ہوجائیں گے پھر ان کے بعد باقی لوگوں کا حساب شروع کرنے کے لئے حکم ہوگا۔ (بیہقی شعب الایمان)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آں حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرے رب نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ تیری امت سے ستر ہزار بلا حساب

کتاب جنت میں داخل ہوں گے جن پر کوئی عذاب نہ ہوگا، ہر ہزار کے ساتھ ستر ہزار ہوں گے جو اسی فضیلت سے نوازے جائیں گے اور تین لپ میرے رب کے لپ بھر کر بھی داخلِ جنت ہوں گے۔ (مشکوۃ) یعنی لپ کی مقدار کیا ہوگی؟ اس کا علم تو اللہ تبارک وتعالیٰ ہی کو ہے۔

حدیث شفاعت میں ہے کہ سرور عالم ﷺ نے فرمایا کہ میں عرش کے نیچے اپنے رب کے لئے سجدہ میں جاپڑوں گا پھر اللہ مجھے اپنی وہ حمدیں اور عمدہ تعریف بتا دے گا جو مجھ سے پہلے کسی کو نہ بتائی ہوں گی پھر اللہ کا ارشاد ہوگا کہ اے محمد ﷺ اپنا سر اٹھاؤ اور سوال کرو، تمہارا سوال پورا کیا جائے گا اور سفارش کرو تمہاری سفارش قبول کی جائے گی، چنانچہ میں سر اٹھاؤں گا اور یارب امتی یارب امتی کہوں گا، لہٰذا مجھ سے کہا جائے گا کہ اے محمد ﷺ اپنی امت کے ان لوگوں کو جنت کے دروازوں میں سے داہنے دروازے سے جنت میں داخل کردو جن سے کوئی حساب نہیں ہے (پھر آپ نے فرمایا کہ قسم اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے جنت کے دروازے اتنے چوڑے ہیں جتنا کہ مکہ اور ہجر کے درمیان فاصلہ ہے جو مکہ معظّمہ سے کافی دور کے فاصلہ پر ہے۔

حساب یسیر کی دعا کریں

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ میں نے ایک نماز میں آنحضرت ﷺ کو یہ دعا کرتے ہوئے سنا کہ اَللّٰھُمَّ حَاسِبْنِیْ حِسَابًا یَّسِیْرًا (اے اللہ مجھ سے آسان حساب لیجو) میں نے عرض کیا یا نبی اللہ آسان حساب کا کیا مطلب ہے؟ ارشاد فرمایا آسان حساب یہ ہے کہ اعمال نامہ میں صرفِ نظر کرکے درگذر کردیا جاوے (اور چھان بین نہ کی جاوے) یہ حقیقت ہے کہ جس سے چھان بین کرکے

حساب لیا گیا وہ ہلاک ہوا۔ (احمد) ہم اللہ تعالیٰ کی بے شمار نعمتیں ہر وقت استعمال کر رہے ہیں اور اس کے باوجود گناہوں میں ملوث ہیں اگر اللہ تعالیٰ حساب لینے پر آجائیں تو کون کون سی نعمتوں کا حساب دیں گے انسان جو ہر وقت سانس لیتا ہے اس میں بھی اللہ کی دو نعمتیں ہیں ایک تو اندر چلی گئی دوسری آسانی سے باہر آگئی اس لئے ہر وقت اللہ کے عذاب اور حساب و کتاب سے ڈرتے رہنا چاہئے اور اللہ تعالیٰ سے یہ دعائیں کرتے رہنا چاہیے کہ ہم کو بھی اپنے فضل و کرم سے بلا حساب کتاب جنت میں داخل فرمادے کیونکہ ہمارے گناہ تو اتنے زیادہ ہیں کہ ہم حساب دے ہی نہیں سکتے اگر اللہ کا فضل شامل حال نہ ہو تو کبھی بھی جنت میں داخل نہیں ہو سکتے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جن کو جنت کی خوشخبری دنیا ہی میں دے دی گئی تھی پھر بھی اللہ کے خوف سے کانپتے رہتے تھے اور تمنا کرتے تھے کہ کاش کوئی گھاس ہوتے کاش کوئی جانور ہوتے جو مکہ صحابہ کرام کو معرفت خداوندی حاصل تھی اسی لئے وہ اللہ تعالیٰ سے اتنا ہی زیادہ ڈرتے تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو فکر امت

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی امت کی بڑی فکر تھی ایک دفعہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی یارسول اللہ میرے لئے دعا کردیں کہ اللہ میرے گناہوں معاف فرمادیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دعا فرمادیا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نہایت خوش ہوتیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عائشہ تم میری دعا سے بہت خوش ہوگئی ہو تو صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا یارسول اللہ میں نہ خوش ہوجاؤں جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لئے دعا فرمادیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عائشہ میں تو یہ دعا ہر نماز میں اپنی پوری امت کیلئے کرتا ہوں۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ☆

بیٹی کو ناپسند نہ کرو کہ قیمتی چیز ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ، وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحٰبِہٖ اَجْمَعِیْنَ، اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُھُمْ بِمَا ضَرَبَ لِلرَّحْمٰنِ مَثَلاً ظَلَّ وَجْھُہٗ مُسْوَدًّا وَّھُوَ کَظِیْمٌ صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ

صدر جلسہ اور مدرسہ ہذا کی معلمات اور عزیزہ طالبات! اللہ تعالیٰ کا کس قدر احسان عظیم ہے انسان پر کہ اسکو اشرف المخلوقات ہونے کا شرف عطا کیا دنیا میں بہت سی مخلوقات ہیں جنکی طاقت وقوت مسلم ان کی شجاعت ودلیری کی مثال بیان کی جاتی ہے مگر ان میں سے کسی کو بھی اشرف المخلوقات ہونے کا شرف حاصل نہیں یہ مقام ومرتبہ اللہ تعالیٰ نے صرف اور صرف ایک کمزور وناتواں مخلوق انسان کو عطا کیا انسان صرف مرد ہی نہیں بلکہ عورت بھی انسان ہے اور جس طرح اشرف المخلوق مرد ہے اسی طرح عورت بھی اشر المخلوق ہے عورت اور مرد ہی کے ذریعہ دنیا کی حسن وخوبصورتی ہے یہ ممکن نہیں ہے صرف مرد ہی کے ذریعہ دنیا تکمیل کو پہونچے اسی لئے تو شریعت نے جس طرح مردوں کو عزت وسربلندی عطا کی اسی طرح عورتوں کو بھی

رفعت وعظمت عطا کی مگر بڑے افسوس کی بات ہے کہ عورتوں کو وہ مقام ومرتبہ نہیں دیا جاتا جو مردوں کو دیا جاتا اور لڑکیوں کی پیدائش پر اس طرح خوشی کا اظہار نہیں کیا جاتا جس طرح لڑکوں کی پیدائش پر خوشیاں منائی جاتی ہے اور بعض بڑے ناخوشگوار واقعہ بھی لڑکیوں کی پیدائش پر پیش آتے ہیں۔

بیٹی کی پیدائش پر زندہ جلا دیا

۷؍جولائی ۲۰۱۰ء کے اخبارات میں یہ خبر آئی کہ سرگودھا کے علاقہ ظہور حیات کالونی کی رہائش صائمہ پروین کو اس کے خاوند نے بیٹی کو جنم دینے پر مٹی کا تیل چھڑک کر زندہ جلا دیا، اور اسی طرح ۱۸؍جولائی ۲۰۱۰ء کے اخبارات میں یہ خبر آئی کہ لاہور کے گاؤں بابلیاں کی رہائشی ارشاد اختر کو اس کے خاوند نے بیٹی کو جنم دینے پر کرنٹ لگا کر ہلاک کر دیا اس طرح کے ایک دو واقعات نہیں بلکہ کئی واقعات رونما ہوتے ہیں اگر کسی کے گھر بیٹی پیدا ہو جائے تو سارے گھر میں عزت ختم ہو جاتی ہے۔ اکثر لڑائی جھگڑے رہتے ہیں۔ بیٹیوں کی پیدائش پر طلاق دے دی جاتی ہے۔ اگر ہسپتال میں بیٹی پیدا ہو گئی تو عورت کو لاوارث چھوڑ کر گھر آ جاتے ہیں۔ گھر میں ساس، نند، دیوار اور خاوند تک طعنے دیتے ہیں۔ بلکہ ایک دفعہ اخبار میں آیا تھا کہ ایک عورت کے گھر چوتھی دفعہ لڑکی پیدا ہوئی تو خاوند نے عورت کو آگ لگا دی اور بھنگڑا ڈال کر کہہ رہا تھا کہ میں نے آج بچیاں پیدا کرنے والی مشین کو آگ لگا دی ہے بلکہ آج کل تو جدید مشینوں کے ذریعہ پتہ چل جاتا ہے کہ بچہ ہوگا یا بچی اگر بچی ظاہر ہوتی ہے تو اسقاط حمل کرا لیتے ہیں۔

بیٹی کی پیدائش پر افسردہ ہونا کافروں کی صفات میں سے ہے: اللہ کا ارشاد ہے اور جب ان میں سے کسی کو لڑکی کی خوش خبری دی جاتی ہے تو اس کا چہرا سیاہ

ہو جاتا ہے اور وہ غم سے بھرا ہوتا ہے اسے دی گئی بشارت کی وجہ سے لوگوں سے چھپتا پھرتا ہے آیا ذلت کے باوجود اس کو رکھ لے یا اسے مٹی میں ٹھونس دے، آگاہ رہو کہ ان کا فیصلہ بہت برا۔ (النحل:۵۸_۵۹)

ایک دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا اور جب ان میں سے کسی کو اس چیز کی خوش خبری دی جائے جس کی اس نے رحمان کے لئے مثال بیان کی ہے تو اس کا چہرہ سیاہ ہو جاتا ہے اور وہ غم سے بھرا ہوتا ہے۔ (زخرف:۱۸)

امام احمد کا بیٹیوں کی ولادت پر ردعمل

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے صاحب زادے صالح بیان کرتے ہیں کہ جب ان کے ہاں بیٹی کی ولادت ہوتی، تو فرماتے: انبیاء علیہم السلام بیٹیوں کے باپ تھے۔ نیز فرماتے بے شک بیٹیوں کے متعلق جو کچھ (قرآن وسنت میں) آیا ہے، وہ تجھے معلوم ہی ہے۔ (التفسیر القیم:۳۲) یعقوب بن بختان نے بیان کیا: میرے ہاں سات بیٹیاں پیدا ہوئیں: جب بھی میرے ہاں بیٹی پیدا ہوتی، تو امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ میرے پاس تشریف لاتے اور مجھ سے فرماتے: اے ابو یوسف! انبیاء علیہم السلام بیٹیوں کے باپ تھے۔ ان کا یہ فرمانا میرے غم کو ختم کر دیتا۔ (تحفۃ المودود فی احکام المولود:۳۲)

بیٹی اور بیٹے دونوں کی ولادت پر مبارک باد دینا

امام ابن قیم لکھتے ہیں آدمی کے لئے جائز نہیں، کہ بیٹے کی (پیدائش پر) مبارک باد دے اور بیٹی کی پیدائش پر مبارک باد نہ دے، بلکہ وہ یا تو دونوں کی پیدائش پر مبارک باد دے یا دونوں پر نہ دے تاکہ وہ طریق جاہلیت سے بچ جائیں، کیونکہ ان کی اکثریت بیٹے کی (پیدائش پر) مبارک باد دیتی تھی اور بیٹی کی ولادت کی بجائے اس کی وفات پر مبارک باد دیتی تھی۔ (تحفۃ المودود فی احکام المولود:۳۴)

بیٹیوں کو ناپسند کرنے کی ممانعت

اور بیٹیوں کا کام کرنیوالیاں اور بیش قیمت ہونا

امام احمد اور امام طبرانی نے حضرت عقبہ بن عامر سے روایت نقل کی ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا بیٹیوں کو ناپسند نہ کرو، کیونکہ یقیناً وہ تو پیار کرنے والیاں اور قیمتی چیز ہیں۔ (مجمع الزوائد)

نیک بیٹیوں کا ثواب اور امید میں بیٹوں سے بہتر ہونا

اللہ تعالیٰ کا راشاد ہے اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِیْنَةُ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَالْبٰقِیٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَیْرٌ عِنْدَ رَبِّکَ ثَوَابًا وَّخَیْرٌ اَمَلًا (سورہ کہف:۵۶) مال اور بیٹے دنیا کی زندگی کی زینت اور باقیات صالحات آپ کے رب کے ہاں ثواب میں اور امید کی رو سے زیادہ اچھی ہیں۔

اس فرمان مبارک میں اللہ نے باقیات صالحات کو ثواب اور امید کے اعتبار سے مال اور بیٹوں سے بہتر قرار دیا ہے۔ باقیات صالحات سے مراد امام عبید بن عمیرؒ کے قول کے مطابق نیک بیٹیاں ہیں۔ علامہ قرطبی نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے آیت مبارکہ کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا: نیک بیٹیاں اللہ کے ہاں اپنے احسان کرنے والے باپوں کیلئے ثواب اور اچھی امید کے اعتبار سے بہتر ہیں (تفسیر القرطبی:۱۰/۴۱۵۔۴۱۶)

اولاد کے درمیان عطیات میں مساوات کرو

روزمرہ کا مشاہدہ بھی ہے کہ بیٹیاں بیٹوں کے مقابلہ والدین سے زیادہ محبت کرتی ہیں انکے والدین کی اطاعت وفرمانبرداری کا جذبہ لڑکوں کے مقابلہ میں کہیں

زیادہ ہوتا ہے لڑکیوں کی پیدائش گھروں میں خیر و برکت رحمت کا ذریعہ ہے اور ان کی پرورش اور تعلیم و تربیت دخول جنت کا ذریعہ اور سبب ہے۔ نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ اپنی اولاد کے درمیان داد و دہش اور عطیات میں برابری کرو اگر میں اولاد میں سے کسی کو ایک دوسرے پر فوقیت دیتا تو لڑکیوں کو لڑکوں پر فوقیت اور برتری دیتا یعنی لڑکیوں کو لڑکوں کے مقابلہ میں زیادہ دینے کا حکم دیتا۔ علماء کرام نے اس حدیث کی بنیاد پر یہ مسئلہ بیان کیا ہے کہ میراث میں تو لڑکوں کو لڑکیوں کا دوگنا دیا جائیگا مگر زندگی میں لڑکی اور لڑکے کے درمیان جو بھی سامان تقسیم کیا جائے برابری کا پورا خیال کیا جائے الغرض لڑکوں کی طرح لڑکیوں کی بھی عزت و توقیر کی جائے اور ان کو احساس کمتری میں مبتلا نہ کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین ثم آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

پڑوسیوں اور یتیموں سے حسنِ معاشرت

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِیْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَیْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ یُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِیَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِیْکَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اِنَّ الَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ اَمْوَالَ الْیَتٰمٰی ظُلْمًا اِنَّمَا یَاْکُلُوْنَ فِیْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ .

محترمہ صدر معلّمہ، مشفق ومہربان معلمات اور عزیزہ طالبات! پڑوسیوں کے ساتھ حسن معاشرت سے پیش آنا بھی ایمان کا جز ہے اور یتیموں کیساتھ نرمی وشفقت اور حسن معاشرت کی تعلیم بھی اسلام کا طرۂ امتیاز ہے پڑوسیوں اور یتیموں کیساتھ حسن سلوک کرنے کی بڑی تاکید آئی ہے اگر تم کوئی پھل لاتے ہوتو اسمیں سے پڑوسی کو بھی دیدو اور اگر اتنی وسعت نہیں ہے تو کم ازکم اسکو چھپا کر استعمال کرو کہیں تمہارے بچے پھل باہر لے جاکر نہ کھائیں اور تمہاری پڑوسی کے بچوں کے دلوں میں جلن ہو، اگر تم سالن پکا رہے ہوتو شوربہ زیادہ کرلو اور پڑوسی کا خیال رکھو کتنی عمدہ

تعلیم ہے اور کتنا خیال کیا گیا ہے پڑوسیوں کا ایسی تعلیم کسی بھی مذہب میں نہیں ملتی حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے گھر بکری ذبح ہوئی تو گھر والوں سے پوچھا کیا ہمارے یہودی پڑوسی کو تم نے ہدیہ بھیجا؟ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا آپ فرماتے تھے کہ پڑوسیوں کے ساتھ حسن سلوک کے بارے میں مجھے جبرئیل امین برابر وصیت اور تاکید کرتے رہے یہاں تک کہ مجھے خیال ہونے لگا کہ وہ اسکو وارث بھی قرار دیں گے۔

یتیموں کے بارے میں اللہ سے ڈرو

اسلام ہمیں ہمسائیوں اور یتیموں سے حسن معاشرت کی بہت تاکید کرتا ہے شریعت میں اسے خاصی اہمیت دی گئی ہے کہ انسان اپنے معاشرے میں ہمسائیوں اور یتیموں کا خاص خیال کرے ان سے ہمدردی کر کے اپنے حسن خلق کا اظہار کرے حضرت علی رضی اللہ عنہ جو خود اس عمل کی ایک جیتی جاگتی تصویر ہیں فرماتے ہیں دیکھو یتیموں کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہنا اور ان کے فاقوں کی نوبت نہ آجائے اور وہ تمہاری آنکھوں کے سامنے برباد نہ ہو جائے۔

اَللّٰہُ فِی جِیرَانِکُمْ ، فَاِنَّھُمْ وَصِیَّۃُ نَبِیِّکُمْ مَازَالَ یُوْصِی بِھِمْ حَتّٰی ظَنَنَّا اَنَّہُ سَیُوَرِّثُھُمْ (نامہ) اور دیکھو ہمسایہ کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہنا کہ انکے بارے میں تمہارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت ہے اور آپ برابر ان کے بارے میں نصیحت فرماتے رہتے تھے یہاں تک کہ ہم خیال کیا کہ شاید آپ انہیں وارث بنانے والے ہیں۔ بیشک خداوند کریم سے نزدیک ہونے کا بہترین وسیلہ خدا اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا احسان اور نیکی کرنا، صلہ رحم کرنا ہے یہ چیزیں مال کو زیادہ کرتی ہیں اور موت کو ٹال دیتے ہیں۔ (خطبہ فیض)

واضح طور پر بتا رہی ہیں کہ یتیموں کا خاص خیال رکھا جائے کیونکہ ممکن ہے کہ اگر ان کے ساتھ حسن سلوک سے کام نہ لیا گیا تو وہ بھٹک سکتے ہیں گمراہ ہو سکتے ہیں اور اسی طرح سے ہمسایہ کے ساتھ نیکی سے پیش آنے کی تلقین کی گئی ہے حتیٰ کہ ان کے ساتھ گھر کے ایک فرد کے مانند سلوک کیا جائے کیونکہ ہمسایہ کے ساتھ ایک زندگی گزارنی ہوتی ہے اور شریعت اسلامیہ اسلام اور نہج البلاغہ چاہتا ہے کہ محبت اور رفعت کے ساتھ انسان ایک دوسرے کے ساتھ رہے آج کے دور میں ان دونوں چیزوں کا فقدان پایا جاتا ہے تبھی تو تباہی اور بربادی عام ہے عصر حاضر کے انسان کو ان دونوں صفات کو اپنا کے زندگی کی شکل کو چیلنج کرنا چاہیے

جس طرح آدمی کو یہ گوارا نہیں ہوتا کہ اس کے گھر کا کوئی فرد بھوکا ہو اسی طرح پڑوسیوں کی بھی فکر ہونی چاہیے عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اٰمَنَ بِیْ مَنْ بَاتَ شِبْعَانٌ وَجَارُهٗ جَائِعٌ اِلٰی جَنْبِهٖ وَهُوَ يَعْلَمُ (راہ البزاز والطبرانی فی الکبیر) خادم رسول حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا وہ آدمی مجھ پر ایمان نہیں لایا (اور وہ میری جماعت میں نہیں) جو ایسی حالت میں اپنا پیٹ بھر کے رات کو سو جائے کہ اس کے برابر رہنے والا اس کا پڑوسی بھوکا ہو اور اس آدمی کو اس کے بھوکے ہونے کی خبر ہو۔

یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرنا بھی صدقہ ہے

میں نے دو عنوان اختیار کیا تھا ایک پڑوسیوں کے ساتھ حسن معاشرت دوسرے یتیموں کیساتھ حسن معاشرت ۔حدیث شریف میں یتیموں کے ساتھ ہمدردی اور حسن معاشرت کے ساتھ معاملہ کرنے کا بڑی مفصل سے ذکر آیا۔ نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں اللہ کے جس بندے نے مسلمانوں میں سے کسی یتیم بچے کو

لے لیا اور اپنے کھانے میں شریک کرلیا تو اللہ تعالیٰ اس کو ضرور بالضرور جنت میں داخل کرے گا، حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے کسی یتیم کے سر پر صرف اللہ کیلئے ہاتھ پھیرا تو سر کے جتنے بالوں پر اس کا ہاتھ پھرا تو ہر بال کے حساب سے اس کی نیکیاں ثابت ہونگی اور جس نے اپنے پاس رہنے والی کسی یتیم بچی یا بچے کے ساتھ بہتر سلوک کیا تو میں اور وہ آدمی جنت میں ان دوانگلیوں کی طرح قریب قریب ہوں گے اور آپ نے اپنی دونوں انگلیوں کو ملا کر بتایا اور دکھایا کہ ان دونوں انگلیوں کی طرح بالکل پاس پاس ہوں گے، اس لئے ہم یتیموں اور پڑوسیوں کے ساتھ شریعت کے بتائے ہوئے اصول کے مطابق حسن سلوک کا برتاؤ کریں۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْن

☆☆☆

دوزخ میں جانے والے

زیادہ تر ناشکرے ہوں گے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ لَئِنْ شَکَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّکُمْ وَلَئِنْ کَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِیْ لَشَدِیْدٌ صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ .

محترمہ صدر معلّمہ، عزیزہ طالبات ، ماؤں اور بہنو! شکر گذاری بھی اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے جس کے اندر یہ صفت پیدا ہوجائے تو اللہ تعالیٰ اس کی نعمتوں میں مزید اضافہ کرتے رہتے ہیں اور قلبی سکون واطمنان نصیب فرمائیں ارشاد باری تعالیٰ ہے اگر تم شکر ادا کروگے تو اور زیادہ عطا کرونگا اور اگر ناشکری کروگے تو میرا عذاب بہت سخت ہے آل داوٗد علیہ السلام کواللہ تعالیٰ حکم دیتے ہیں اِعْمَلُوْا اٰلَ دَاوٗدَ شُکْرًا اے داوٗد کی اولاد تم شکرادا کرو وَقَلِیْلٌ مِّنْ عِبَادِیَ الشَّکُوْرًا

اور میرے شکر گذار بندے بہت کم ہیں اس لئے ہر حال میں شکر کرنا چاہیے بندہ کبھی بھی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے مستغنی نہیں ہوسکتا۔

جنت میں مالداروں اور عورتوں کی تعداد کم

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے جنت میں جھانکا تو دیکھا اس میں اکثر تنگدست ہیں اور میں نے دوزخ میں جھانکا تو دیکھا کہ اس میں اکثر مال والے اور عورتیں ہیں ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں جنت میں داخل ہوا تو بلند مرتبہ والے جنتی فقراء مہاجرین اور مومنین کے نابالغ بچے تھے اور جنت میں سب سے کم مالداروں اور عورتوں کی تعداد تھی، اس وقت مجھے بتایا گیا کہ مالداروں کا حساب دروازہ پر ہورہا ہے اور ان کو پاک وصاف کیا جارہا ہے اور عورتوں کو (دنیا میں) سونے اور ریشم نے (خدا سے اور خدا کے دین سے) غافل رکھا (اس لئے یہاں ان کی تعداد کم ہے۔ (ترغیب وترہیب)

مال بڑے وبال کی چیز ہے، اس کو دھیان کر کے حلال کے ذریعہ کمانا اور پھر اس میں سے اللہ کے اور اللہ کے بندوں کے حقوق ادا کرنا اور گناہوں میں نہ خرچ کرنا بڑا کٹھن کام ہے اس میں اکثر لوگ فیل ہوجاتے ہیں اور مال ہونے پر اپنی خواہش یا اولاد و بیوی کی فرمائش پر یا دنیاوی رسم ورواج سے دب کر گناہ کے کاموں میں روپے کو لگاتے ہیں، زکوۃ صحیح حساب کر کے اکثر مالدار نہیں دیتے ہزاروں شخص جن پر حج فرض ہوچکا تھا بغیر حج ادا کئے مرجاتے ہیں اور مالداروں کے لئے گناہوں کے مواقع بہت ہیں جن میں مال لٹاتے اور لگاتے ہیں دوزخ میں مالدار زیادہ ہوں اور حساب کی وجہ سے اٹکے رہیں اس میں کوئی تعجب کی جگہ نہیں!

دوزخ میں عورتوں کی تعداد بھی بہت بھاری ہوگی ان کے دوزخ میں جانے کا سبب ابھی ابھی حدیث شریف سے یہ معلوم ہوا کہ دنیا میں ریشم اور سونے کے پھیر میں رہ کر خداوند کریم سے غافل رہیں عورتوں میں کپڑے اور زیور کی حرص جو ہوتی ہے اس کو کون نہیں جانتا؟ کپڑے اور زیور کیلئے شوہر کو حرام کمانے رشوت لینے قرض ادھار کرنے پر مجبور کرتی ہیں اور دکھاوے کیلئے پہنتی ہیں ایک محفل میں ایک جوڑا پہن کر گئی تھیں تو اب دوسری محفل میں اسی جوڑے کو پہن کر جانے کو عار سمجھتی ہیں زیور پہن کر کہیں گرمی کے بہانے گلا کھول کر دکھاتی ہیں کہیں زیور کے ڈیزائنوں پر بحث چلا کر اپنے زیور کے انوکھا ہونے کی بڑائی ہانکتی ہیں دکھاوا بہت بڑا گناہ ہے، ارشاد فرمایا نبی اکرم ﷺ نے کہ جو بھی عورت دکھاوے کیلئے سونے کا زیور پہنے گی عذاب پاوے گی، جو زیور حرام کمائی کا ہے اس کا باعثِ عذاب ہونا ظاہر ہے لیکن جو زیور حلال کمائی سے بنتا ہے اس کی زکوۃ نہ عورتیں ادا کرتی ہیں نہ ان کے شوہر ادا کرتے ہیں جس مال کا زکوۃ نہ دی جائے گی وہ آخرت میں وبال اور عذاب بنے گا۔ (مشکوۃ)

بخاری اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ عورتوں نے سوال کیا کہ یا رسول اللہ عورتیں دوزخ میں زیادہ جانے والی کیوں ہوں گی؟ ارشاد فرمایا (اس لئے کہ) تم لعن و پھٹکار بھیجنے کا مشغلہ بہت رکھتی ہو اور شوہر کی ناشکری کرتی ہو۔ (مشکوۃ)

شکرگذاری سے نعمتوں میں اضافہ ہوتا ہے

ناشکری بہت بڑا عیب ہے اور نعمتوں پر شکر گذاری باعث ثواب ہے جو نعمت خداوندی پر شکر ادا کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو مزید نعمتیں عطا فرماتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ اگر تم شکر ادا کرو گے تو میں تمہیں مزید عطا کرونگا اور اگر ناشکری کرو گے تو میرا عذاب

سب سے زیادہ سخت ہے ناشکری اتنا بڑا گناہ ہے کہ دوزخ میں جانے والی عوورتوں میں زیادہ تر ناشکری ہی ہوں گی، نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں مَنْ لَّمْ یَشْکُرُ النَّاسَ لَمْ یَشْکُرُ اللّٰہَ جس نے لوگوں کا شکر ادا نہیں کیا اس نے اللہ کا بھی شکر ادا نہیں کیا انسان شکریہ کا محتاج ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ تو شکریہ سے بے نیاز ہیں اگر کوئی شخص انسان کا شکر ادا نہیں کرتا تو اللہ کا شکر بھی ادا نہیں کرسکتا اللہ تعالیٰ کی نعمتیں اتنی زیادہ ہیں کہ کوئی بھی ان نعمتوں کا صحیح معنوں میں شکر کر ہی نہیں سکتا۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَاتُحْصُوْهَا اگر تم اللہ کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو تو شمار نہیں کرسکتے ہر لمحہ مخلوق اللہ کی نعمتوں سے لطف اندوز ہورہی ہے تو کونسی نعمت کا شکر ادا کرے۔ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ انسان ایک مرتبہ سانس لیتا ہے تو اس میں اللہ کی دو نعمت ہے ایک تو صحیح سلامت سانس اندر چلی گئی کہیں رکی نہیں دوسرے صحیح سلامت باہر آگئی بہر حال شکر ہر وقت کرتے رہنا چاہیے اللہ تعالیٰ کو ایسے بندے بہت محبوب ہوتے ہیں جو اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں ارشاد باری تعالیٰ ہے اِعْمَلُوْا اٰلَ دَاوٗدَ شُكْرًا وَقَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرًا اے آل داؤد شکر ادا کرو میرے شکر گذار بندے بہت کم ہیں خصوصا عورتوں کو اس طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے جن کی فطرت میں ناشکری کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے اپنی اولاد کو بات بات پر کوستی رہتی ہیں۔ اللہ ہم سب کو اپنے شکر گذار بندوں میں شامل فرمائے۔ آمین!

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

غفلت اور گناہوں کے اسباب

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَلَاتُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوَاهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ .

صدر معلّمہ، مشفق ومہربان معلمات، ماؤں اور بہنو! غفلت اور گناہوں کے اسباب کے تعلق سے چند باتیں عرض کرنی ہے غفلت بہت بری بلا ہے ہر ایک کام کا کوئی نہ کوئی مقصد ہونا چاہیے جب مقصد ہوگا تو کبھی بھی وہ مغفل نہیں ہوسکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کوئی بھی چیز بلا مقصد پیدا نہیں فرمائی ہر ایک چیز کے پیدا کرنے کا مقصد ہے خواہ ہم کو معلوم ہو یا نہ ہو وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ وَمَابَيْنَهُمَا بَاطِلاً اور ہم نے آسمان وزمین اور اس کے درمیان کی چیزوں کو بیکار میں پیدا نہیں کیا اور انسان تو اشرف المخلوقات ہے اس کے پیدا کئے جانے کا مقصد بھی بہت بڑا ہے کائنات کی ساری چیزیں انسان ہی کیلئے پیدا کی گئی ہے اور انسان کو عبادت کیلئے پیدا کیا گیا ہے اس لئے ہر وقت مقصد پیش نظر ہونی چاہیے تا کہ غافل نہ ہو

آدمی غفلت میں اس لئے مبتلا ہوتا ہے کہ اس کے پیش نظر کوئی ہدف نہیں ہوتا، وہ صرف دنیوی لذت کوشی کو ہی سب کچھ سمجھ بیٹھتا ہے اور یہ اس لئے کہ اسے اللہ کی معرفت حاصل نہیں ہوتی، اسے خیر وشر میں تمیز نہیں ہو پاتی، وہ نفع نقصان کو نہیں سمجھتا اور اپنے آپ کو حساب وکتاب سے بے نیاز تصور کرتا ہے۔ قرآن اسی کو بیان کرتے ہوئے کہتا ہے: يَعْلَمُونَ ظَاهِرًا مِّنَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ عَنِ الْآخِرَةِ هُمْ غَافِلُونَ (الروم:۷) وہ تو (صرف) دینوی زندگی کے ظاہر کو (ہی) جانتے ہیں اور آخرت سے تو بالکل ہی بے خبر ہیں۔

اگر آخرت کی فکر ہو، مرنے کے بعد پیش آنیوالے احوال سامنے ہوں تو کبھی بھی غفلت میں زندگی نہیں گذار سکتا دنیا کی چندروزہ زندگی جو ملی ہے اس کو غنیمت سمجھ کر آخرت کی ہر وقت تیاری کرے۔ نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں اپنی زندگی کو غنیمت سمجھو اپنی موت سے پہلے۔

غفلت کا انجام

آج طرح طرح کے کھیل رائج ہیں اور مقصد سے غافل ہو کر ہم اس میں بغیر سوچے سمجھے منہمک ہو گئے ہیں، ارشاد باری ہے لوگوں کے لئے ان کے حساب کا وقت آپہنچا ہے اور وہ ہیں کہ غفلت کی حالت میں منہ پھیرے ہوئے ہیں! جب کبھی ان کے پروردگار کی طرف سے نصیحت کی کوئی نئی بات ان کے پاس آتی ہے تو وہ اسے مذاق بنا کر اس حالت میں سنتے ہیں کہ ان کے دل فضولیات میں منہمک ہوتے ہیں۔ (الانبیاء) اس آیت کریمہ میں غفلت کا ایک سبب ''لہو ولعب'' میں مبتلا ہونا بتلایا گیا ہے، کہ آدمی بیکار کاموں میں مشغول ہوتا ہے تو طبیعت میں غفلت اور اللہ، رسول کی فرماں برداری سے اعراض اس کا شیوہ بن جاتا ہے۔ اس کا دل خیر کی طرف

مائل نہیں ہوتا، کتنی ہی اچھی بات کیوں نہ بتلائی جائے اور کتنی توجہ سے کیوں نہ سن لے مگر عمل پر آمادگی سے اس کو گویا نفرت ہو جاتی ہے۔

بروں کی صحبت بھی آدمی کو اللہ سے غافل کرتی ہے، قیامت کے دن بہت سے لوگ بری صحبت کی وجہ سے جہنم رسید کئے جائیں گے، جیسا کہ فرمایا گیا ''اور جس دن ظالم انسان (حسرت سے) اپنے ہاتھ کاٹ کھائے گے اور کہے گا، کاش میں نے پیغمبر کی ہمراہی اختیار کر لی ہوتی! ہائے میری بربادی! کاش میں نے فلاں شخص کو دوست نہ بنایا ہوتا! میرے پاس نصیحت آچکی تھی، مگر اس (دوست) نے مجھے بھٹکا دیا۔ (الفرقان:۲۷تا۲۹)

قرآن نے تو باقاعدہ صیغۂ نہی کا استعمال کر کے گویا اسے حرام قرار دیا ہے وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا (الکہف:۲۸) اور تو ایسے لوگوں کی اطاعت اور صحبت نہ اختیار کر کہ جس کے دل کو ہم نے ہمارے ذکر سے غافل کر دیا ہے۔

متقی اور منافق کی پہچان

نیک لوگوں کی صحبت اختیار کریں، غافلوں کی صحبت سے کلی اجتناب کریں۔ اللہ تعالیٰ حکم فرماتے ہیں یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور سچے لوگوں کیساتھ رہو۔ جس آدمی کے دل میں اللہ کا خوف ہوگا وہ کبھی جھوٹ نہیں بول سکتا گویا نیک لوگوں کی یہ پہچان بتائی گئی ہے وہ ہمیشہ سچ ہی بولتے ہیں جھوٹ سے ہمیشہ دور اور کنارہ ہوتے ہیں اور جو آدمی جھوٹ بولتا ہو وہ کبھی بھی متقی اور پرہیز گار نہیں ہو سکتا ہے اسی لئے محدثین کے نزدیک جھوٹ سے بڑھکر کوئی جرح اور عیب نہیں اس لئے کہ جو آدمی جھوٹ بول سکتا ہے وہ سب کچھ کر سکتا ہے جب جھوٹ اس کے لئے کوئی عیب نہیں تو ساری

برائیاں کر لینے کے بعد کہدے گا کہ میں نے کچھ بھی نہیں کیا۔ اسی لئے حدیث شریف میں آتا ہے کہ مسلمان کبھی جھوٹ نہیں بولتا خیانت نہیں کرتا دھوکہ نہیں دیتا یعنی حقیقی مسلمان وہی ہے جس کے اندر یہ صفتیں نہ پائی جائیں اوراس کے بالمقابل منافق کی تین نشانیاں بیان کی گئی ہیں جب بات کرے تو جھوٹ بولے اور جب وعدہ کرے تو اس کے خلاف کرے اور جب اس کے پاس امانتیں رکھی جائیں تو خیانت کرے، اسلام نے اچھوں کی بھی پہچان بتلادی اور بروں کی بھی پہچان اورنشانی بتلادی پھر اختیار دیدیا جس کو چاہو پسند کرلو البتہ اس کا انجام بھی بتلادیا نیک لوگوں کی صحبت اختیار کروگے انکے ساتھ اٹھک بیٹھک رکھوگے تو جنت تمہارا ٹھکانا ہوگا اوراگر بروں کی صحبت اختیار کروگے تو اسکا انجام بھی براہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اچھوں کی صحبت نصیب فرمائیں۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

اسلام نے
عورت کے لئے علم لازم کیا ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلاَ مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلاَ ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لاَشَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ھَلْ یَسْتَوِی الَّذِیْنَ یَعْلَمُوْنَ وَالَّذِیْنَ لاَیَعْلَمُوْنَ وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَۃٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ .

میری مشفق ومہربان معلمات، عزیزہ طالبات ، ماؤں اور بہنو! آج میری تقریر کا موضوع ہے ''اسلام نے عورت کیلئے علم لازم کیا ہے'' جس طرح مرد کیلئے علم کا حاصل کرنا ضروری ہے اسی طرح عورت کیلئے بھی علم کا حاصل کرنا ضروری ہے۔ نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے، خواہ مرد ہوں یا

عورت بوڑھے ہوں یا جوان نہ تو عمر کی قید ہے نہ ہی جنس کی ایک اور حدیث میں آتا ہے **اُطْلُبُوا الْعِلْمَ مِنَ الْمَهْدِ اِلَی اللَّحَدِ** علم حاصل کرو گھوارے سے قبر تک جو بچپن میں علم حاصل نہیں کر سکے وہ بڑے ہونے کے بعد علم حاصل کریں۔

روایتی حجاب اور شرعی حجاب

اسلام نے عورت کے لئے علم کو لازم کیا ہے اور اس کی تحصیل کو فرض قرار دیا ہے۔ دوسری طرف اس نے عورت کو ملکیت، آزادی کا حق اور زیر ملکیت چیزوں میں تصرف کی آزادی دی ہے۔ وہ عورت جو اپنی زندگی میں اپنے محارم کے علاوہ کسی کو نہیں پہچانتی اور اپنے گھر سے کبھی نہیں نکلتی وہ یقیناً جاہل رہے گی۔ اسے وہ چیزیں نہیں معلوم ہو سکتیں جن سے عمومی واقفیت اسے ہونی چاہیے اور خاص طور سے وہ ایسی چیزیں بھی نہیں جان سکتی جن سے واقفیت اپنے املاک کی حفاظت اور اپنے حقوق کے دفاع کے لیے ضروری ہیں۔ روایتی حجاب کی وجہ سے وہ جاہل رہے گی اور اس طرح ملکیت کے حق اور زیر ملکیت چیزوں میں تصرف کی آزادی سے محروم رہے گی۔ (بحوالہ علامہ عبد القادر دمغربی، کلمتان فی السفور والحجاب من ا۔۱۱ بحوالہ ڈاکٹر سطوت ریحانہ ص ۱۲۵) اسی مقالے میں آگے فرماتے ہیں اسلام نے اپنے تمام احکام میں عورت کے سلسلے میں خاص ادب ملحوظ رکھا ہے۔ جس کا تعلق اجنبی مرد کے ساتھ اس کے رویہ سے ہے۔ اس ادب نے ترقی پا کر حجاب کی شکل اختیار کر لی۔ اس کا مقصد عورت کی عزت کی حفاظت اور آبرو کا احترام ہے تاکہ شر دفع ہو سکے، لیکن اس حجاب کی حد، کیفیت اور شکل کیا ہے؟ اسلام نے اس کی کوئی مخصوص صورت اور کیفیت متعین نہیں کی بلکہ چند ایسے طریقوں کی طرف اشارہ کیا ہے جو مقصود کے حصول میں معاون ہوں گے۔ ان طریقوں کو تین نکات میں بیان کیا جا سکتا ہے۔

ا۔عورت کو چاہیے کہ غیر مرد کے سامنے بناؤ سنگار نہ کرے۔
۲۔اسے چاہیے کہ وہ کسی غیر مرد کیساتھ تنہائی میں نہ رہے۔
۳۔اسے چاہیے کہ بغیر کسی محرم کے سفر نہ کرے۔

آج مسلم ممالک میں جو روایتی حجاب معروف ہے وہ اسلام کا مشروع کیا ہوا نہیں ہے بلکہ وہ دلوں میں دینی شعور کے کم زور ہو جانے کے نتیجے میں وجود میں آیا ہے۔(بحوالہ نفسِ مصدر ص ۱۴)

شیخ عبداللہ کا شمار حجاب کے سلسلے میں اسی دوسرے طبقے میں ہوتا ہے جنہوں نے روایتی پردہ کے بجائے شرعی پردہ پر زور دیا ہے اور مسلم خواتین سے درخواست کی ہے کہ وہ اس پردہ کو اپنے لیے لازمی قرار دیں جو امہات المومنین ،صحابیات اور تابعیات کا پردہ تھا اور جس کا حکم قرآن وسنت سے ثابت ہوتا ہے۔قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔

"ترجمہ: اے نبی، مومن مردوں سے کہو کہ اپنی نظریں نیچی رکھیں اور اپنی عصمت وعفت کی حفاظت کریں۔ یہ ان کیلئے زیادہ پاکیزگی کا طریقہ ہے۔یقیناً اللہ جانتا ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں اور مومن عورتوں سے کہو کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی عصمت کی حفاظت کریں اور اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں سوائے اس زینت کے جو خود ظاہر ہو جائے اور وہ اپنے سینوں پر اپنی اوڑھنیوں کے بگل مار لیا کریں اور اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں مگر ان لوگوں کے سامنے شوہر، باپ، خسر، بیٹے، سوتیلے بیٹے، بھائی، بھتیجے، بھانجے اپنی عورتیں، اپنے غلام وہ مرد خدمت گار جو عورتوں سے کچھ مطلب نہیں رکھتے یا وہ لڑکے جو ابھی عورتوں کی پردہ کی باتوں سے آگاہ نہیں ہوئے ہیں (نیز ان کو حکم دو کہ) وہ چلتے وقت اپنے ماؤں زمین پر اس طرح نہ مارتی چلیں کہ جو زینت انھوں نے چھپا رکھی ہے اس کا اظہار ہو"۔(القرآن الحکیم سورۃ النور ۴)

دوسری جگہ قرآن کا فرمان ہے

ترجمہ: اے نبی کی بی بیو! تم کچھ عام عورتوں کی طرح تو ہو نہیں۔ اگر تمہیں پرہیز گاری منظر ہے تو دبی زبان سے بات نہ کرو کہ جس شخص کے دل میں کوئی خرابی ہو وہ تم سے کچھ توقعات وابستہ کر بیٹھے۔ بات سیدھی سادی طرح کرو اور اپنے گھروں میں جمی بیٹھی رہو اور اگلے زمانۂ جاہلیت کے سے بناؤ سنگھار نہ دکھاتی پھرو۔

(نفسِ مصدر سورۃ الاحزاب ۴)

عورت کیلئے بھی مردوں کی طرح حقوق ہیں اور ذمہ داریاں بھی دی گئی ہیں وہ پردے میں رہ کر اپنے حقوق کی بازیابی کیلئے کوشش کرے اور اپنی ذمہ داریاں صحیح طور پر نبھائے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے اور عورتوں کیلئے بھی مردوں کیطرح حقوق ہیں جس طرح مردوں کے حقوق طور پر ہیں اور نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں سن لو تم میں سے ہر شخص نگراں اور محافظ ہے اور ہر شخص سے اسکی نگرانی کی بابت سوال ہوگا اس لئے عورتوں کے اوپر بھی ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

ام سلیم رضی اللہ عنہا سے بہتر کسی کا مہر نہ تھا

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِيْنُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَاشَرِيْكَ لَهُ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً فَاِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَيْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوْهُ هَنِيْٓئًا مَّرِيْٓئًا صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس و بابرکت ذات صحابہ وصحابیات کی ایسی تربیت فرمائی تھی کہ جس کی نظیر اور مثال ملنی مشکل ہے ان کی زندگی کا مقصد اشاعت اسلام اور ان کی پسندیدہ شئی تبلیغ دین تھی ان کے عمل کو دیکھ کر لوگ حلقہ بگوش اسلام ہوتے تھے یہی وہ مقدس ہستیاں تھیں جن پر بجا طور پر اسلام کو فخر حاصل ہے جن کے کارنامے تاریخ کے صفحات میں سنہرے حروف سے لکھنے کے قابل ہیں زبان ونبوت نے جن کے ہدایت یافتہ ہونے کی شہادت دی اور آنے والی نسلوں کو ان کی اتباع پیروی کا حکم دیا

میرے صحابہ رات کی اندھیریوں میں چمکدار ستاروں کے مانند ہیں جن کی اقتدا کر لوگے کامیاب ہو جاؤ گے آج کی اس مجلس میں ایک عظیم خاتون ام سلیم رضی اللہ عنہا کا تذکرہ کرنا ہے جو خادم رسول حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی والدہ محترمہ ہیں۔

سوگواری کے دن پورے ہو گئے تو ام سلیم رضی اللہ عنہا گھر سے باہر نکلی، انکے شوہر کا انتقال ہو چکا تھا، جو کچھ قرض چھوڑ کر انتقال کیا تھا اور لوگوں پر انکا بھی کچھ قرض تھا۔ پہلے وہ ان لوگوں کے پاس گئی جن کی طرف ان کے شوہر کا قرض تھا اور جب اسے وصول کر لیا تو پھر ان کے پاس پہنچی جن کا قرض ادا کرنا تھا۔ انہی لوگوں میں ابوطلحہ رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے ام سلیم رضی اللہ عنہا کو بارہا دیکھا تھا، مگر جب اس بار ان کی نظر ام سلیم رضی اللہ عنہا پر پڑی تو انہوں نے دل ہی دل میں بات طے کر لی۔ وہ بڑی باوقار اور خوش حال عورت تھی۔ چہرے مہرے شگفتہ اور بول چال میں برجستہ۔

ایک سہ پہر جبکہ ام سلیم رضی اللہ عنہا اپنی پڑوسیوں کیساتھ بیٹھی مویشیوں کیلئے چارہ تیار کر رہی تھی اور وہ سب بڑی بے تکلفی سے گفتگو کر رہی تھیں، اس کی ایک رشتے دار عورت نے ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا اور ان کی بڑی تعریف کی کہ وہ خوش شکل، خوش کلام اور باہمت آدمی ہیں، ان کا حسب نسب جانا پہچانا ہے اور اپنے قبیلہ میں عزت اور مرتبے کے مالک ہیں۔ ام سلیم رضی اللہ عنہا کو پہلے ہی اندازہ ہو گیا تھا کہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ اس کی طرف مائل ہیں اور وہ اس معاملے میں بڑے تذبذب میں مبتلا تھی۔ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ ایسے آدمی تھے جن کے پیغام کو رد نہیں کیا جا سکتا تھا۔ وہ ہر لحاظ سے موزوں شوہر ہو سکتے تھے اور ام سلیم رضی اللہ عنہا نکاح کا ارادہ کر لیتی تو بجز ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے اور کسی کیلئے اقرار نہیں کر سکتی تھی، مگر ایک بڑی بھاری بات ان کے اور ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے درمیان حائل تھی۔

ام سلیم رضی اللہ عنہا نے تنہائی میں اس معاملہ پر بہت غور کیا، مگر وہ کسی فیصلہ پر نہیں پہنچ سکی۔ اس درمیان میں ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کی فرستادہ کتنی ہی عورتوں نے انہیں آمادہ کرنا چاہا

کہ اگر نکاح کا پیغام آئے، تو وہ اسے قبول کر لیں، ام سلیم رضی اللہ عنہا بھی دل سے یہی چاہتی تھیں کہ وہ اقرار کر لے مگر اس کے ذہن میں ایک طوفان برپا تھا اور وہ ایسی کشمکش میں مبتلا تھیں کہ نہ اقرار کر سکتی تھیں نہ انکار ان کی خاموشی کو ان عورتوں نے رضا مندی پر محمول کیا اور ابو طلحہ رضی اللہ عنہ سے جا کر کہا کہ آپ کی بات ہم نے ان کے گوش گزار کر دی ہیں انہوں نے انکار کیا ہے نہ اقرار اگر آپ خود مل کر صاف صاف بات کرینگے تو وہ انکار نہ کر سکیں گی۔

ایک دن جب ام سلیم کو معلوم ہوا کہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ ان سے مل کر خود پیغام دینا چاہتے ہیں تو وہ سخت پریشان ہو گئیں، وہ اس پیغام کو رد نہیں کرنا چاہتی تھیں، مگر وہ کس طرح اس کو قبول کرتیں جبکہ ابو طلحہ! نہیں نہیں میں ایسا نہیں کر سکتی وہ بت پرست اور کافر ہیں، انہوں نے جب اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام کو قبول نہیں کیا تو میں کس طرح ان کے پیغام کو قبول کر سکتی ہوں، وہ ایک بدعقیدہ انسان ہیں اور ہمارا مخالف، میں مسلمانوں کے دشمن کو کس طرح اپنا بنا سکتی ہوں۔ میں اسے صاف صاف جواب دے دوں گی کہ وہ اس خیال کو ذہن سے نکال دیں۔ ایک مسلمان عورت ایک کافر مرد سے شادی نہیں کر سکتی۔ اس ارادہ کے بعد ام سلیم رضی اللہ عنہا کی ذہنی کشمکش ختم ہو گئی اور اب وہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کا سامنا کرنے کیلئے بالکل تیار ہو گئیں، بلکہ وہ چاہتی تھیں کہ جتنی جلدی ہو سکے ابو طلحہ رضی اللہ عنہ آئیں اور انہیں نکاح کا پیغام دیں اور وہ اس پیغام کو رد کر کے اس معاملے کو ہمیشہ کیلئے ختم کر دیں۔ ان کو ڈر تھا کہ کہیں دل کے تقاضے ان کے عزم و یقین کو کمزور نہ کر دیں۔ بہر حال ان کو زیادہ انتظار نہ کرنا پڑا۔

ام سلیم رضی اللہ عنہا کی بکری کا بچہ لنگڑا لنگڑا کر چل رہا تھا۔ انہوں نے دوڑ کر اسے پکڑ لیا۔ اس کے کھر کے درمیان ایک بڑا سا کنکر پھنس گیا تھا اور وہ زمین پر ٹھیک سے پاؤں نہیں ٹکا سکتا تھا ام سلیم نے اس کے کھر کو اٹھا کر اپنے گھٹنے پر رکھ لیا اور اس کنکر کو

نکالنے لگیں۔ وہ سر جھکائے اس قدر مشغول تھیں کہ انہیں احساس ہی نہیں ہوا کہ کوئی شخص اس کے قریب آ کر کھڑا ہو گیا ہے۔ جب وہ گھوم کر ان کے سامنے پہنچا اور ان کا سایہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کے چہرے پر پڑا تو وہ ڈر گئیں اور چونک کر نظریں اٹھائیں تو دیکھا کہ وہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ تھے۔ وہ ایک ایسے شخص تھے جو دیکھنے والوں کی نظروں میں سما جائیں اور سننے والے اس کی باتوں سے متاثر ہو جائیں۔

ام سلیم رضی اللہ عنہا نے بکری کے بچے کو اپنے قریب کھینچ لیا اور ابھی ابوطلحہ رضی اللہ عنہ ان سے کچھ کہنے کی کوشش کر ہی رہے تھے کہ ام سلیم رضی اللہ عنہا بکری کے بچہ کے کانوں کو اینٹھتے ہوئے بول پڑی۔ ''مجھے معلوم ہے کہ آپ کس لئے آئے ہیں، مگر میں نہیں چاہتی کہ آپ کوئی درخواست کریں اور آپ کو میرے جواب سے مایوس ہونا پڑے۔ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ حیرت سے ان کو دیکھنے لگے کیونکہ انہیں یقین تھا کہ وہ ان کے پیغام کو رد نہیں کرینگی اور شرفائے مکہ کے ہر گھرانہ سے انہیں اس طرح کی توقع تھی اور ان کا یوں سوچنا کچھ غلط بھی نہیں تھا۔

''ابوطلحہ رضی اللہ عنہ'' انہوں نے بات جاری رکھی مگر ان کا لہجہ پہلے کی نسبت نرم تھا۔ آپ جیسے آدمی کا پیغام رد نہیں کیا جا سکتا، مگر مشکل یہ ہے کہ آپ کافر ہیں اور میں مسلمان۔ اس سے کیا فرق پڑتا ہے؟ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے حیرت سے کہا۔ بہت زیادہ۔ وہ تقریباً چیخ پڑی۔ میرے لئے آپ سے نکاح کسی طرح درست نہیں۔ بس ایک صورت ہے کہ آپ اسلام لے آئیں...... ام سلیم رضی اللہ عنہا نے اسے سوال طلب نگاہوں سے دیکھا۔ ''اسلام ؟؟؟'' ابوطلحہ رضی اللہ عنہ بڑی سوچ میں پڑ گئے۔ ''ہاں اگر آپ اسلام لے آئیں تو میرا مہر اسلام ہی ہوگا۔ یہ کہہ کر ام سلیم رضی اللہ عنہا ایک جھٹکے کے ساتھ اٹھ کھڑی ہوئیں اور بکری کا بچہ نیچے گر پڑا، مگر وہ چلنے سے اب بھی معذور تھا کیونکہ اس

کے کھر میں کنکر اسی طرح پھنسا ہوا تھا۔ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے جھک کر اس کی ٹانگ پکڑ لی اور وہ کنکر چٹکی سے کھینچ کر نکال لیا۔ یہ رہا، انہوں نے کنکر اٹھا کر ام سلیم رضی اللہ عنہا کو دکھانا چاہا، مگر وہ وہاں سے جا چکی تھیں۔

رات دن ایک دوسرے کے تعاقب میں کتنی گردش لگا چکے اور پھر ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا دل بھی اسلام کے لئے کھل گیا اور جب وہ اسلام لے آئے تو انہوں نے دوبارہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کو نکاح کا پیغام دیا۔ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے اپنی ملنے والیوں سے کہا مجھے امید تھی کہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ اسلام قبول کرلیں گے اور مجھے انتظار تھا کہ انکا پیغام آئے گا۔

ام سلیم رضی اللہ عنہا نے ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے پیغام کو بخوشی قبول کرلیا، جب مہر کے عہد و پیمان کی بات آئی تو ابوطلحہ نے کپڑوں اور زیور کے علاوہ بکریوں کا ایک بڑا ریوڑ بھی مہر میں دینے کا ارداہ ظاہر کیا۔ ام سلیم رضی اللہ عنہا کے خویش و اقارب اس پیش کش سے بہت خوش تھے، مگر وہ حیران رہ گئے جب ام سلیم رضی اللہ عنہا نے سختی سے انکار کر دیا۔ مجھے کچھ نہیں چاہیے۔ میرا مہر ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا اسلام ہے بس: عرب کے نکاح میں یہ اپنی نوعیت کا پہلا اور انوکھا مہر تھا۔

حضرت ثابت رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے: میں نے ام سلیم رضی اللہ عنہا سے بہتر کسی عورت کا مہر نہیں سنا۔ تاریخ کے اندر ایسی کوئی نظیر نہیں مل سکتی کہ کسی عورت نے اس نوعیت کا اہم کارنامہ پیش کیا ہو آج کل کے مرد و خواتین کیلئے ام سلیم رضی اللہ عنہا کا مثال کردار نمونۂ عمل ہے اسکی اتباع کرنی چاہیے ام سلیم رضی اللہ عنہا کے اہم کارناموں میں سے یہ بھی ہے کہ انہوں نے اپنے لخت جگر حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیا اور دس سال تک خدمت نبوی کا شرف حاصل کیا جو کسی اور صحابی کو نہ مل سکا۔ اللہ تعالیٰ ام سلیم رضی اللہ عنہا کی سیرتوں پر عمل کرنیکی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ☆

قبر بھی میت سے بات کرتی ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلاَ مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلاَ ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لاَشَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلاَنَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ فَلْیَضْحَکُوْا قَلِیْلاً وَّلْیَبْکُوْا کَثِیْرًا جَزَآءً بِمَا کَانُوْا یَکْسِبُوْنَ صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

صدر جلسہ اور میری مشفق ومہربان معلمات ، میں نے قرآن کریم کی جو آیت پڑھی ہے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں منافقوں کے بارے میں سو وہ ہنس کھیل لیں تھوڑے دنوں اور بہت دنوں روتے رہیں گے ان کاموں کے بدلے جو کچھ کیا کرتے تھے سورہ توبہ کی یہ آیت ہے غزوۂ تبوک کے موقع پڑ منافقوں نے لوگوں کے بہکانے کیلئے کہا کہ سخت گرمی ہے اسلئے جہاد کرنے کیلئے مت نکلو، اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اے نبی آپ فرما دیجئے کہ جہنم کی گرمی اور بھی زیادہ سخت ہے کاش لوگ سمجھتے اس لئے لوگوں کو چاہیے کہ ہنسیں کم اور روئیں زیادہ بدلہ دیا جائیگا ان کاموں کا جو وہ کیا کرتے تھے، جو بھی دنیا میں آ گیا اس کو یہاں سے لوٹ کر جانا ہی ہے اور یہ

دنیا کی زندگی تو عارضی ہے جو آخرت کی نہ ختم ہونے والی دائمی زندگی کو سنوارنے کیلئے اور اسکی تیاری کیلئے بنائی گئی دنیوی زندگی کا ایک ایک لمحہ بڑا ہی قیمتی ہے جب تک انسان زندہ ہے بس اسی وقت تک اسکے جسم کی قیمت ہے اور جو چاہے کرسکتا ہے مگر جیسے روح جسم سے پرواز کرگئی انسان بے بس ہوگیا ہر ہر چیز میں لوگوں کا محتاج ہوگیا اگر دنیا میں رہ کر نیک اعمال کیا ہے اسلام کا ایک ایک حکم اپنے زندگی میں اتارنے کی کوشش اور اللہ رسول کی مرضی کے مطابق زندگی گذارا ہے تو مرنے کے بعد یقیناً اس کو آرام نصیب ہوگا اور دنیا کی ساری کلفتیں اور تکلیفیں بھول جائیگا۔

قبر کا معاملہ مومن و کافر کے ساتھ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ ایک روز رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے تو آپ نے لوگوں کو دیکھا کہ کھل کھلا کر ہنس رہے ہیں جس کی وجہ سے ان کے دانت باہر نکلے ہوئے ہیں ان کا یہ حال دیکھ کر آپ نے ارشاد فرمایا کہ خبردار بلاشبہ اگر تم لذتوں کی کاٹنے والی چیز یعنی موت کو کثرت سے یاد کرتے تو تم کو میں اس حال میں نہ دیکھتا، لہٰذا تم لذتوں کو کاٹنے والی چیز یعنی موت کو کثرت سے یاد کیا کرو کیونکہ قبر پر کوئی دن ایسا نہیں گذرتا جس دن وہ یہ نہ کہتی ہو کہ میں بیگانگی کا گھر ہوں اور میں تنہائی کا گھر ہوں اور میں مٹی کا گھر ہوں اور میں کیڑوں کا گھر ہوں۔

پھر فرمایا کہ جب مومن بندہ دفن کردیا جاتا ہے تو اس سے قبر کہتی ہے کہ مرحبا تو اپنے ہی گھر آیا، سمجھ لے بلاشبہ تو مجھے ان سب سے زیادہ محبوب تھا جو مجھ پر چلتے ہیں، سو جب تو آج میرے سپرد کردیا گیا ہے اور میرے پاس آگیا ہے تو اب میرا سلوک دیکھے گا کہ میں تیرے ساتھ کیا اچھا سلوک کرتی ہوں۔ اس کے بعد جہاں تک نظر پہنچتی ہے، وہاں تک قبر کشادہ ہوجاتی ہے اور اس کے لئے جنت کا ایک دروازہ کھولدیا جاتا ہے اور جب فاجر یا کافر بندہ دفن کردیا جاتا ہے تو اس سے قبر کہتی

ہے کہ تیرا آنا برا آنا ہے اور تو بری جگہ آیا سمجھ لے کہ مجھ پر چلنے والوں میں تو مجھے سب سے زیادہ مبغوض دشمن تھا سو اب جب تو میرے سپرد کر دیا گیا ہے اور آج میرے بس میں آ گیا ہے، اب تو دیکھے گا کہ تجھ سے کیا معاملہ کرتی ہوں اس کے بعد وہ اسے اس طرح بھینچتی ہے کہ اس کی دائیں پسلیاں بائیں پسلیوں میں اور بائیں پسلیاں دائیں پسلیوں میں گھس جاتی ہیں، اس کو حضور اقدس ﷺ نے اس طرح ظاہر فرمایا کہ اپنے مبارک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں داخل فرمائیں۔ (مشکوٰۃ)

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے جب میت کو قبر میں رکھ دیا جاتا ہے تو دفن کرنے کے بعد جب لوگ واپس ہوتے ہیں تو وہ ان کے جوتوں کی آواز سنتا ہے، سو اگر وہ مومن ہوتا ہے تو نماز اسکے سرہانے آجاتی ہے اور روزے اس کے داہنے طرف آجاتے ہیں اور زکوۃ اسکے باہیں طرف آجاتی ہے، اور نفل کام جو کئے تھے مثلاً صدقہ، اور نفل نماز اور لوگوں کے ساتھ جو خیر اور نیکی بھلائی کی تھی وہ اس کے پیروں کی طرف آجاتی ہے اگر اسکے سرہانے کی جانب سے عذاب آتا ہے تو نماز کہتی ہے کہ میری طرف سے جگہ نہ ملے گی، پھر اسکی داہنی طرف سے عذاب آتا ہے تو زکوۃ کہتی ہے کہ میری طرف سے جگہ نہ ملے گی، پھر پیروں کی طرف سے عذاب آتا ہے تو امور خیر صدقہ اور احسان کے کام جو لوگوں کے ساتھ کئے تھے وہ کہتے ہیں کہ ہماری جانب سے جگہ نہ ملے گی۔ (الترغیب)

کتنے خوش نصیب ہیں وہ لوگ جنہوں نے فرائض کے ساتھ سنن ونوافل کا بھی بکثرت اہتمام کیا اور دنیا میں رہ کر زیادہ سے زیادہ نیک اعمال کئے ایسے لوگوں کو مرنے کے بعد کوئی پچھتاوا نہ ہوگا بلکہ ہر وقت اپنے رب سے ملاقات کی تمنا کرتے ہیں اور مرنے کے بعد آخرت کی نعمتوں سے بہرور ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین! وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

قیامت کے دن طلباء کی شان نرالی ہوگی

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ هَلْ يَسْتَوِی الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَايَعْلَمُوْنَ صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ وَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ مَنْ خَرَجَ فِیْ طَلَبِ الْعِلْمِ فَهُوَ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ حَتّٰی يَرْجِعَ اَوْ كَمَا قَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ .

محترمہ صدر معلّمہ، عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! اللہ رب العزت نے قرآن کریم میں واضح الفاظ میں بیان فرما دیا کہ پڑھے اوران پڑھ برابر نہیں ہوسکتے ہیں اور حضور اکرم ﷺ نے طلبہ کی فضیلت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا جو بندہ علم کی تحصیل میں اپنے وطن یا گھر سے نکلا تو وہ اس وقت تک اللہ کے راستہ میں رہے گا جب تک کہ لوٹ کر واپس نہ آجائے۔

ایک دوسری حدیث میں حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ رحمت نازل فرماتے ہیں اور اس کے فرشتے اور آسمان وزمین میں رہنے والی ساری مخلوقات یہاں تک کہ چیونٹیاں اپنے سوراخوں میں اور پانی میں رہنے والی مچھلیاں بھی اس بندے کیلئے دعائے خیر کرتی ہیں۔ جو لوگوں کو بھلائی اور دین کی تعلیم دیتا ہے۔ یہ بات ہمیں یادرکھنی چاہیے کہ یہ ساری فضیلتیں جو علم حاصل کرنیکی قرآن وحدیث میں وارد ہوئی ہیں یہ صرف دینی علوم حاصل کرنیوالوں کیلئے ہیں نہ کہ عصری علوم، بلکہ یہ علوم تو اخلاق وتہذیب کو تباہ و برباد کرتے ہیں، سینکڑوں برائیوں کو جنم دینے میں حیاو پاکدامنی کو تار تار کرتے ہیں، اس لئے عصری علوم حاصل کرنے والوں کیلئے یہ فضائل چسپاں کرنا گویا احادیث میں تحریف کرنا ہے یہ سب فضائل صرف علوم دینیہ کے حاصل کرنیوالوں کیلئے ہیں، اور دینی علوم کے حاصل کرنے کو فرض قرار دیا گیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو مسلمان (مرد و عورت) اس راستہ پر چلے جس کے ذریعہ وہ علم کا طالب ومتلاشی ہو تو اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس شخص پر جنت جانے والے راستہ کو آسان فرمادیں گے اور (جان لو کہ) وہ جماعت جو اللہ تعالیٰ کے گھروں میں سے کسی گھر (مسجد و مدرسہ) میں جب بھی آکر اس لئے جمع ہوتے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی کتاب قرآن مجید کی تلاوت کریں گے اور اس کو (سمجھنے کے لئے) پڑھتے اور پڑھاتے رہیں تو ایسی جماعت پر سکینت نازل ہوتی ہے ان پر رحمتِ سایہ فگن ہوتی ہے، ان کو فرشتے گھیر لیتے ہیں اور ان کا ذکر اللہ تعالیٰ اپنے مقرب فرشتوں کے دریمان کرتے ہیں۔ (مسلم) نیز طالب علم اللہ تعالیٰ کی طرف سے خصوصی حفاظت وصیانت اور فرشتوں کی جانب سے عزت واکرام کے لائق ہیں، ایک حدیث میں ہے کہ جو شخص (دین کا تھوڑا یا بہت کم) علم حاصل کرنے کے لئے

کوئی (طویل یا مختصر) راستہ اختیار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس شخص کو جنت کے رستوں میں سے ایک راستہ پر چلائیں گے اور اس شخص کی رضا جوئی (اسکی تعظیم وتکریم) کے لئے فرشتے اپنے پر پھیلاتے ہیں۔ (ابوداؤد)

ایک دوسری حدیث میں ہے کہ طالب علم کو فرشتے اپنے پروں سے گھیر لیتے ہیں اور پھر اس کثرت سے اوپر تلے جمع ہوتے رہتے ہیں کہ آسمان تک پہونچ جاتے ہیں اور وہ اس علم کی محبت کی وجہ سے ایسا کرتے ہیں۔ جس کو یہ طالب علم حاصل کر رہے ہیں۔ (طبرانی ومجمع الزوائد) اسی طرح طالب علم (علوم نبوت کی طلب وحصول کی وجہ سے بڑے اجر وثواب کے مستحق ہیں۔ ایک حدیث میں ہے کہ جو شخص علم کی تلاش میں (گھر) سے نکلے اور پھر علم حاصل کرلے تو اللہ تعالیٰ اس کو دوہرا اجر وثواب دیں گے اور اگر کوئی شخص علم کی طالب میں لگا، لیکن وہ علم نہ حاصل کر سکا تو اللہ تعالیٰ اس کو ایک اجر دیں گے۔ (دارمی وطبرانی)

ایک حدیث میں ہے کہ طالب علم مجاہد کے درجہ میں ہے اور مجاہد ہی کے برابر اجر وثواب پانے والا ہے۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو شخص علم دین کی طالب وتحصیل میں (گھر سے باہر) نکلا تو وہ گھر واپس آنے تک اللہ تعالیٰ کی راہ میں (مجاہد کی طرح اجر وثواب پانے والا) ہے۔ (ترمذی) ایک دوسری حدیث میں ہے کہ جو شخص میری اس مسجد میں صرف کوئی خیر کی بات سیکھنے یا سکھانے کیلئے آئے تو وہ (ثواب حاصل کرنے میں) اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جہاد کرنے والے درجہ میں ہے۔ (ابن ماجہ)

ایک حدیث میں ہے کہ طالب علم کو حج مبرور کرنے والے حاجی کے برابر ثواب ملے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص خیر کی بات سیکھنے یا سکھانے کیلئے ہی مسجد جائے تو اسکا ثواب اس حاجی کے ثواب کی طرح ہے جس کا حج کامل ہو۔ (طبرانی، مجمع الزوائد) نیز طالب علم کے پچھلے گناہ حصول علم کی برکت سے معاف ہوجاتے ہیں۔

ایک حدیث میں ہے کہ جس نے دین کا علم حاصل کیا تو حصول علم اس کے پچھلے گناہوں کا کفارہ بن جائے گا۔ (ترمذی و دارمی) نیز دوران طالب علمی موت آخرت میں طالب علم کی عزت واکرام اور جنت میں بلند مرتبہ ومقام کا ذریعہ ہے۔

ایک حدیث میں ہے کہ جس کی موت ایسی حالت میں ہو کہ اس نیک مقصد سے دین کا علم حاصل کر رہا تھا کہ وہ اس علم کے ذریعہ اسلام کو پھیلائے گا تو وہ جنت میں اس کے اور حضرات انبیاء علیہم السلام کے درمیان صرف ایک درجہ (درجہ نبوت) کا فرق رہے گا۔ (دارمی) اسی طرح طالب علم کو موت کے بعد بھی علم دین سیکھنے کا ثواب برابر ملتا رہتا ہے۔

ایک حدیث میں ہے کہ وہ (سات) نیک اعمال جن کا ثواب مومن کو اس کی موت کے بعد بھی پہنچتا رہتا ہے ان اعمال میں سے (ایک عمل خیر) وہ علم ہے جس کو اس مومن نے سیکھا اور اسکو پھیلایا ہے۔ (ابن ماجہ وبیہقی) نیز قیامت کے دن طالب علم کی عجیب نرالی شان ہوگی۔

ایک حدیث میں کہ (اللہ تعالیٰ اور میرے بعد) لوگوں میں سب سے زیادہ سخی وہ شخص ہے جس نے دین کا علم حاصل کیا اور پھر اس کو لوگوں میں عام کیا، تو قیامت کے دن ایسا شخص ایک امیر وسردار کی حیثیت سے آئے گا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (مزید) فرمایا کہ وہ ایک گروہ کی شان وشوکت کی حیثیت سے آئے گا۔ (بیہقی)

علم مرنے کے بعد بھی فائدہ پہونچاتا ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بنی اسرائیل کے دو ایسے شخصوں کے بارے میں سوال کیا گیا جن میں سے ایک کا معمول یہ تھا کہ وہ فرض نماز پڑھتا پھر بیٹھ کے لوگوں کو نیکی کی باتیں بتلاتا اور دین کی تعلیم دیتا اور دوسرے صاحب کا حال یہ تھا کہ وہ دن کو

برابر روزے رکھتے اور رات کو برابر نوافل پڑھتے ان دونوں میں سے کون افضل اور اعلیٰ ہے آپ ﷺ نے فرمایا یہ عالم جو فرض نماز ادا کرتا ہے پھر لوگوں کو دین اور نیکی کی باتیں سکھانے کیلئے بیٹھ جاتا ہے اس کو دن بھر روزہ رکھنے والے اور رات بھر نوافل پڑھنے والے عابد کے مقابلہ میں اس طرح کی فضیلت حاصل ہے جس طرح کہ تم میں سے کسی ادنیٰ آدمی پر مجھے فضیلت حاصل ہے سبحان اللہ کتنا بڑا مقام ومرتبہ اللہ تعالیٰ نے علم سیکھنے اور سکھانے والوں کیلئے رکھا ہے۔ ایک حدیث میں آتا ہے۔

اِذَا مَاتَ الْاِنْسَانُ اِنْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهُ اَوْ مِنْ ثَلٰثَةٍ اِلَّا مِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ اَوْ عِلْمٌ يُنْتَفَعُ بِهِ اَوْ وَلَدٌ صَالِحٌ يَّدْعُوْا لَهُ اَوْ كَمَا قَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ.

جب انسان مرجاتا ہے تو اسکا عمل اس سے منقطع ہو جاتا ہے البتہ اگر اس تین کاموں میں سے کوئی کام کرلیا ہے تو مرنے کے بعد بھی اس کو ثواب ملتا رہے گا۔ ایک صدقہ جاریہ ہے۔ دوسرے ایسا علم جس سے لوگ نفع اٹھائیں خواہ کتابیں تصنیف کر کے چلا جائے یا اپنے شاگردوں کو تیار کر دے تو جب اس کی کتابوں سے لوگ فائدہ اٹھاتے رہیں گے اس کے نامۂ اعمال میں نیکیوں کا انبار لگتا رہے گا تیسری چیز ولد صالح ہے جو والدین کے لئے دعائیں کرے ان کے لئے ایصال ثواب کرے اور جب اولاد کو علوم دینیہ سکھائیں گے تو یہ صدقہ جاریہ ہوگا کیونکہ وہ دوسروں کو تعلیم دے گا اور والدین کے لئے دعائیں بھی کرے گا اس لئے اپنی اولاد کو دینی علوم تو ضرور سکھائیں کیونکہ مرنے کے بعد کام آنے والی چیز بھی ہے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

خواتین اعلیٰ تعلیم حاصل کریں مگر حجاب کے ساتھ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ، وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحٰبِهٖ اَجْمَعِيْنَ، اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. يٰاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

محترمہ صدر معلّمہ، عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! اعلیٰ تعلیم حاصل کرنا اور اعلیٰ ڈگریاں حاصل کرنا اسلامی نقطۂ نظر سے شجرۂ ممنوعہ نہیں ہے ہاں یہ ضرور ہے کہ اسلامی اصول وضوابط کا پاس ولحاظ کیا جائے دور نبوت میں بہت سی ایسی صحابیات تھیں جو ڈاکٹر تھیں شاعرہ اور ادیبہ تھیں اور اس زمانہ کے فن اور ہنر سے اچھی طرح واقف تھیں یہ سب ہمارے لئے بہتر نمونہ ہے کہ ہم شرعی حجاب اور پردے کے ساتھ وہ فن اور ہنر حاصل کریں۔

حجاب اور تعلیم کے موضوع پر ڈاکٹر احسان اللہ فہد ماہنامہ الفیصل کے شمارہ جنوری ۲۰۱۲ء میں لکھتے ہیں کہ ۱۱ ستمبر ۲۰۰۱ء کے المناک سانحہ کے بعد مغرب میں اسلام کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کا رجحان تعلیم یافتہ خواتین میں خاص طور سے کافی بڑھا ہے۔ اس تابناک تصویر کا روشن پہلو یہ ہے کہ مروجہ اور روایتی اسلام کی جگہ قرآن وسنت کا اسلام ہی معرض بحث ہے۔ آج کی ترقی یافتہ دنیا خصوصا مغربی افراد وخواتین ائمہ فقیہہ، مفسرین کرام اور علمائے عظام کی تفسیرات وتشریحات سے متاثر ہونے کے بجائے قرآن کریم اور احادیث صحیحہ کے نصوص سے براہِ راست مستفید ہورہی ہے۔ برطانوی خاتون صحافی وِتّے ریڈلی نے افغان طالبان سے رہائی حاصل کرنے کے بعد ۲۰۰۳ء میں اسلام قبول کیا۔ ۲۱ر نومبر ۲۰۰۶ء میں ورلڈ اسمبلی آف مسلم یوتھ ریاض کے اجلاس قاہرہ میں اپنی پرجوش تقریر میں کہا کہ مجھے نہیں معلوم کہ فقہی اسلام کیا ہے۔ میں تو اس اسلام سے متاثر ہوں جو قرآن کریم میں ہے اور رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں ہے۔ انہیں عتراض تھا کہ جامعہ ازہر کے مفتی شیخ محمد طنطاوی نے اس بنا پر انہیں انتہاپسند قرار دیا کہ انہوں نے شیخ سے مصافحہ کرنے سے انکار کردیا تھا۔ قرآن اور سنت سے براہِ راست استفادہ کے اس ماحول میں شیخ عبداللہ کے شرعی پردہ کی اہمیت سمجھ میں آتی ہے۔

ڈاکٹر شیخ عبداللہ (پاپا میاں) ۱۸۷۴ء ۱۹۶۵ء کا شمار ہندوستان میں تعلیم نسواں کے بانی کی حیثیت سے ہوتا ہے۔ جب آپ نے ۱۹۰۶ء میں مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کے صیغۂ نسواں کی باگ ڈور سنبھالی اور مسلم لڑکیوں کی تعلیم کے لیے مدرسہ کی بیناد ڈالی جو آگے ترقی کر کے ویمنس کالج کی شکل میں ایک تناور درخت بنا تو مسلم سماج کے بعض عناصر نے آپ کی شدید مخالفت کی۔ بے بنیاد الزامات لگائے، تہمت لگانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ لیکن ان مشکلات کا سامنا شیخ عبداللہ اور ان

کی رفیقہ حیات وحید جہاں بیگم (اعلی بی) نے ڈٹ کر کیا اور اسکول کی بچیوں کی اس طرح خدمت کی کہ ان کے ساتھ ان کے والدین کا بھی دل موہ لیا۔

(بحوالہ پندرہ روزہ دی ملی گزٹ دہلی ۱۶-۳۱ / دسمبر ۲۰۰۶ء ص ۲۲)

مسلم سماج نے بانیان ویمنس کالج کے سامنے لڑکیوں کی اعلی تعلیم کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ مسئلہ حجاب کو بنایا۔ دسمبر ۱۹۰۲ء کو شعبۂ تعلیم نسواں کا سکریٹری ہونے کے بعد شیخ عبداللہ نے تعلیم نسواں پر مضامین لکھ کر مسلمانوں کو آمادہ کرنے کی کوشش کی کہ وہ اپنی بچیوں کو مدرسہ میں داخلہ دلوا کر اعلی تعلیم سے آراستہ کریں تو مسلمانوں نے اخبارات ورسائل کو زنانہ مدارس کی مخالفت کے لیے وقف کر دیا۔ مخالفت کرنے والوں کی دلیل یہ تھی کہ آج تک مسلم حکومتوں میں کہیں بھی لڑکیوں کے لیے مدارس قائم نہیں کیے گئے۔ زنانہ مدارس کا قیام اسلامی روایات کے منافی ہے مسلمانوں کی شرافت اس بات کو گوارا نہیں کرتی کہ لڑکیوں کو مدارس میں بھیجا جائے۔ جن میں یقیناً ہر قسم کی لڑکیاں پڑھیں گی، شرفاہ کی لڑکیوں کو عوام کی لڑکیوں سے ملنا پڑے گا اور یہ بات کسی طرح درست نہیں ہے ایک عام خیال یہ بھی تھا کہ زنانہ مدارس کے قیام کی وجہ سے پردہ ختم ہو جائے گا، اس بحث میں خواتین بھی حصہ لے رہی تھیں، ان کا کہنا تھا کہ ہماری شرافت پردے کے سہارے قائم ہے پردہ اٹھ گیا تو وہ خاک میں مل جائے گی۔

(بحوالہ پروفیسر شمس الرحمان محسنی، حیات عبداللہ، فیملی ایجوکیشن اسوسی ایشن علی گڑھ ص ۲۵۱، ۲۵۲)

عصری علوم شجرۂ ممنوعہ نہیں

دورِ نبوت میں بھی خواتین ڈاکٹر ہوا کرتی تھیں چنانچہ حضرت رفیدہ رضی اللہ عنہا لیڈی ڈاکٹر تھیں مسجد نبوی میں ان کے لئے بعض دفعہ خیمہ لگا کرتا تھا اور بیماری زخمیوں کی

مرہم پٹی کیا کرتی تھیں غزوات اور لڑائیوں کے موقعوں پر عورتیں بھی مردوں کے ساتھ تشریف لے جایا کرتی تھیں جو صحابہ کرام زخمی ہو جایا کرتے ان کے لئے مرہم پٹی کا انتظام کرتیں مشکیزوں میں پانی بھر بھر کر لاتیں زخمی مجاہدین کو پلاتی تھیں ازواج مطہرات کبھی بھی یہ خدمات انجام دیا کرتی تھی، اسلام خواتین کو اعلیٰ تعلیم کے حصول سے منع نہیں کرتا بلکہ شرعی حجاب کے ساتھ اعلیٰ تعلیم حاصل کریں اور ہنر بھی سیکھیں تاکہ خود کفیل ہوں اور وقت ضرورت پڑنے پر گھریلو ذمہ داریاں بحسن وخوبی انجام دے سکیں اور اپنی اولاد کی صحیح پرورش اور عمدہ تربیت کا فریضہ بھی انجام دے سکیں لیکن یہ یاد رکھیں کہ مسلمان ہونے کی وجہ سے ہمارے لئے اسلامی تعلیمات اور اسلامی اخلاق سب سے اہم ہے ایسا نہ ہو کہ ہم دنیوی تعلیم میں اس طرح منہمک ہو جائیں کہ دینی تعلیم کو فراموش کر بیٹھیں جس طرح حیات جسمانی کے لئے خورد ونوش کی سخت ضرروت اس سے کہیں زیادہ حیات روحانی دینی تعلیم کی ضرورت ہے مرنے کے بعد کام آنے والی عصری علوم نہیں بلکہ شرعی علوم ہیں اللہ تعالیٰ ہم سب کو اسلامی تعلیم حاصل کرنیکی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

قدیم زمانے میں مسلم خواتین کی تعلیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ، وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحٰبِہٖ اَجْمَعِیْنَ، اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ اِقْرَاْ وَرَبُّکَ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ یَعْلَمْ صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

قابل صد احترام، معلمات عزیزہ، طالبات ماؤں اور بہنو! میں بلا کسی تمہید کے یہ بات عرض کر دینا چاہتی ہوں کہ جس طرح مردوں کیلئے تعلیم وتعلم ضروری ہے اسی طرح عورتوں کیلئے بھی ضروری ہے اگر تعلیم نہیں ہے تو انسان جہالت کی تاریکیوں میں رہیگا اسی لئے قرآن وحدیث میں تعلیم پر بہت زور دیا گیا ہے اور اسکی بڑی فضیلتیں بیان کی گئی ہیں حضور نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَۃٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ علم کا طلب کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے دور نبوت میں خواتین بھی قرآن کی حافظہ اور بڑی بڑی عالمہ تھیں بلکہ بہت سی صحابیات تو ایسی تھیں جن سے صحابہ کرام علمی مسائل میں رجوع کیا کرتے تھے بہر حال آج کی اس

مجلس میں مجھے ہندوستان میں عورتوں کی دینی خدمات کا کچھ تذکرہ کرنا ہے اسلامی ہندوستان کی تیسری حکمران سلطنت رضیہ بیگم ۶۳۷ھ مطابق ۱۲۴۰ء تھیں۔ اس نے دہلی میں دو مدرسے ''معزیہ'' اور ''ناصریہ'' جاری کیے تھے۔ گمان غالب یہ ہے کہ اس نے خواتین کیلئے بھی مدرسہ جاری کرایا ہوگا، اگرچہ اس کی صراحت نہیں ملتی۔ سلطان محمد شاہ تغلق کے زمانے میں دہلی میں ایک ہزار مدرسے موجود تھے۔ ان میں خواتین کے مدرسے بھی شامل تھے۔ جنوبی ہند میں سفر کے دوران مشہور مراکشی سیاح ابن بطوطہ نے ''ہنور'' کی اسلامی ریاست میں لڑکیوں کے تین مدرسوں کا ذکر کیا ہے۔

اسلامی دور میں لڑکوں کے ساتھ لڑکیوں کے مدرسے بھی سارے ہندوستان میں جاری تھے۔ مالوہ کے حکمران سلطان غیاث الدین خلجی کے محل میں دس ہزار کنیزیں تھیں۔ بقول فرشتہ ان میں سے ہزاروں حافظاتِ قرآن، قاریاتِ قرآن، عالماتِ دین اور معلمات تھیں۔

قدیم زمانے کے مکاتب

لڑکے اور لڑکیوں کی ابتدائی تعلیم یکجا مکتب میں ہوتی تھی جہاں استاد قرآن مجید کی تعلیم دیتا تھا، نو دس سال کی عمر تک لڑکیاں مکتبوں میں جا کر قرآن مجید پڑھتی تھیں۔ بعض مرتبہ کوئی استانی بھی اپنے گھر پر مکتب کھول لیتی تھی۔ لڑکیاں وہاں جمع ہوجاتی تھیں اور وہ تعلیم دیتی تھی۔ یہاں بھی لڑکے شریک درس رہتے تھے۔ دن میں دو وقت تعلیم ہوتی تھی، صبح طلوع آفتاب کے بعد سے ۱۱ بجے دن تک، پھر چھٹی ہوجاتی تھی۔ ظہر کے بعد وہ طالبات پھر جمع ہوجاتی تھیں اور پڑھائی یا آموختہ دہرایا جاتا تھا۔ عصر کے بعد چھٹی ہوجاتی تھی۔

عورتوں کے مدرسے

خواتین کے مدرسہ کے لئے جو عمارت کا پتہ اسلامی تاریخ میں نہیں ملتا ہے۔ طریقہ یہ تھا کہ کسی آسودہ حال عورت کے گھر پر استانی آجاتی تھی، وہاں محلے کی لڑکیاں جمع ہوجاتی تھیں اور تعلیم جاری ہوجاتی تھی۔ بعض دفعہ خود استانی کے گھر پر جاری ہوجاتا تھا اور وہاں لڑکیاں جمع ہوجاتی تھیں۔ لڑکیاں باپردہ ہوتی تھیں۔ برقعے میں آتی جاتی تھیں۔ آسودہ حال لڑکیاں ڈولیوں میں آتی تھیں۔ بعض دفعہ گھر کی اور قریبی رشتہ داروں کی لڑکیوں کو پڑھانے کیلئے کوئی خاتون آمادہ ہوجاتی تھی، بس مدرسہ قائم ہوگیا۔ اب اگر وہاں غیر متعلق افراد کی لڑکیاں بھی آجاتی تھیں تو انہیں منع نہیں کیا جاتا تھا۔ بعض دفعہ گھر کے بزرگ مرد اپنی بچیوں کو خود پڑھاتے تھے۔

سر سید احمد خاں نے لڑکیوں کے ایک مدرسہ کا نقشہ اس طرح پیش کیا ہے ''مکان میں ایک دالان ہوتا تھا، اس میں مکتب تجویز کیا جاتا تھا، اس میں تخت بچھے ہوتے تھے، ان پر نہایت صاف فرش ہوتا تھا، سب لڑکیاں وہاں بیٹھ کر پڑھتی تھیں۔ اور استانی پڑھاتی تھیں۔ اس گھر کی عورتیں وقتاً فوقتاً اس دالان میں جا کر لڑکیوں اور ان کے پڑھنے کے حالات کی نگرانی کرتی تھیں، کبھی کبھی کوئی رشتہ دار مرد، ان لڑکیوں کا بھائی یا باپ یا نانا یا خالو آکر لڑکیوں کا سبق سنتا تھا، اور کبھی کسی لڑکی کو خود پڑھاتا تھا۔

لڑکیوں کا نصاب تعلیم الگ تھا

لڑکیوں کا نصاب لڑکوں کے نصاب سے کافی مختلف تھا، اسلام نے عورت کے لیے اندرونِ خانہ امور سپرد کئے ہیں، عورت اور مرد کے درمیان تقسیمِ کار کردی

ہے،اس لیے عورت کی تعلیم کا نصاب دین کے فرض حصہ کی تعلیم پر منحصر تھا تا کہ وہ اپنی انفرادی زندگی اور اپنے دائرہ کار میں منصبِ خلافت کی تیاریاں کر سکے، دینی تعلیم میں بھی صرف ضروری حصے کی تعلیم دیجاتی تھی ۔ فاضل حصہ پڑھا کر اس کو عالمہ متبحرہ بنانا مقصد نہیں تھا، اسلئے لڑکیوں کا نصاب بہت مختصر اور خالص دینی تھا، معلوماتی اور دنیاوی علوم کی تعلیم اس کیلئے ضروری نہیں تھے۔ آخری مغل دور میں تو خواتین کو لکھنے کی تعلیم بھی نہیں دی جاتی تھی اسکی خاص وجہ آج تک سمجھ میں نہیں آئی۔ ورنہ خود حضور ﷺ نے ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو لکھنے کی تعلیم دلوائی تھی۔

با قاعدہ تصریح کیساتھ لڑکیوں کا نصاب کہیں نہیں ملتا ہے، البتہ مختلف ذرائع سے جو معلومات بہم ہوسکی ہیں وہ یہ ہیں ● تفسیر۔قرآن مجید، آخری دور میں شاہ عبدالقادر دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا اردو ترجمہ پڑھایا جاتا تھا۔

● حدیث۔ مشکوۃ شریف، حصن حصین، چہل حدیث، جولڑکیاں عربی پڑھنا جانتی تھیں وہ ان کو براہِ راست پڑھتی تھیں، ورنہ پھر ان کے فارسی اور آخری زمانہ میں اردو ترجمے پڑھائے جاتے تھے۔

● فقہ۔ مالا بدمنہ، غالباً نماز روزہ کے مسائل وغیرہ

● خواتین کے فرائض۔ تعلیم النسواں ،تہذیب النسواں ،مفید النساء وغیرہ کتب پہلے فارسی میں تھیں، بعد میں اردو میں لکھی گئیں۔

● اخبار سلف۔ قصص الانبیاء ، حکایات الاولیاء، مثنوی مولانا روم۔

● میلاد، میلادشہیدی ے۔خوش نویسی ۔لڑکیوں کوخوش نویسی بھی سکھائی جاتی تھی عام طور پر گھر کے بزرگ باقاعدہ خوش نویسی کی تعلیم دیتے تھے، پہلے مفرد حروف سکھاتے تھے پھر مرکبات اور آخر میں قطعات کی مشق کراتے تھے،بعض خواتین مشہور کاتبہ گزری ہیں۔

امور خانہ داری کی تربیت

بچیوں کو ''ھنڈ کُلیا'' کی صورت میں امور خانہ داری کی عملی تربیت دی جاتی تھی، سر سید احمد خان لکھتے ہیں: جمعہ کا دن نہایت دلچسپ ہوتا تھا، سب لڑکیاں بدستور صبح کو آتی تھیں اور سب مل کر چھوٹی چھوٹی پتیلیوں میں مختلف قسم کے کھانے پکاتی تھیں جو ہماری طرف کی زبان میں ''ھنڈ کلیا'' کہلاتی ہے۔ ان لڑکیوں میں ایک لڑکی میزبان بنتی اور سب لڑکیوں کو انہیں کا پکایا ہوا کھانا کھلاتی تھیں، کبھی کبھی وہ اپنے ہم عمر بھائیوں کو بھی بلاتی تھیں اور کھلاتی پلاتی تھیں غرضیکہ اس طرح ان کو وہ چیزیں جن کا سیکھنا اور جاننا عورتوں کے لیے نہایت ضروری ہے سکھائی پڑھائی جاتی تھیں۔ اور خاندان کا طور طریقہ سکھایا جاتا تھا۔

خواتین کے لیے دستکاری کی تعلیم کا ذکر بھی ملتا ہے فرشتہ کا بیان ہے کہ محمود خلجی والیٔ مالوہ نے خواتین کی تعلیم کے لیے دستکاری کے اسکول کھولے تھے جہاں سوزن کاری، کلاہ دوزی، قالین بانی وغیرہ کام سکھایا جاتا تھا۔ جسکی وجہ سے عورتوں کے ہاتھ میں بھی ہنر ہوتا تھا اور وہ خود کفیل ہوا کرتی تھیں اور اس طرح شوہروں کی بھی وقت وضرورت پر امداد کیا کرتی تھیں اسلام عورتوں کو ہنر سیکھنے سے منع نہیں کرتا پردے میں رہ کر کوئی بھی جائز کام کر سکتی ہیں مگر آج کل کی خواتین جو آفسوں میں نوکریاں کرتی ہیں جہاں غیروں کے ساتھ دن بھر کام کاج میں لگی ہوتی ہیں اسلام اس کی ہرگز اجازت نہیں دیتا بلکہ عورتوں کیلئے عفت و پاکدامنی کو پسند کرتا ہے اور یہ اسی وقت ہوسکتا ہے جبکہ خواتین دینی تعلیم حاصل کریں اور بقدر ضرورت ہنر بھی سیکھ لیں اور اسلامی اصولوں پر عمل کرتے ہوئے اپنی معاشی حالت بھی درست کر سکیں۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ☆

فحاشی اور بے راہ روی کی وجہ بے پردگی

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلاَ مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلاَ ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِکَ وَبَنٰتِکَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ یُدْنِیْنَ عَلَیْھِنَّ مِنْ جَلاَبِیْبِھِنَّ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

صدر معلّمہ، میری مشفق ومہربان معلمات عزیزہ، طالبات ماؤں اور بہنو! اسلام نے پردے پر بہت زور دیا ہے اور بڑی تفصیل کے ساتھ قرآن کریم میں بیان کیا گیا کہ کن لوگوں سے پردہ کریں اور کن لوگوں سے پردہ نہ کریں سورہ نور میں اللہ تعالی ارشاد فرماتے ہیں جسکا مفہوم یہ ہے کہ عورتیں اپنے شوہروں اپنے بیٹوں اپنے خسر اپنے بھائیوں اور بھتیجوں اپنے بھانجوں اور مسلم عورتوں اپنی باندیوں اوران مردوں سے جو طفیلی کے طور پر رہتے ہیں ان لوگوں سے پردہ نہیں ہے باقی سبھی لوگوں

سے پردہ کرنا چاہیے عام طور پر لوگ اس میں تساہل برتتے ہیں اور عورتیں بھی اس کی پروانہیں کرتی ہیں اور قریبی غیر محرم رشتہ داروں سے پردہ نہیں کرتی ہیں حالانکہ اگر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ غیر محرم رشتہ داروں سے پردہ کرنا بہت ضروری ہے نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا گیا یا رسول اللہ ﷺ کیا دیور سے بھی پردہ ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ دیور تو موت ہے یعنی دیور سے پردہ کرنا بہت ہی ضروری ہے آج کل اس سلسلہ میں بڑی بے توجہی پائی جارہی ہے دیوروں سے بھاوج پردہ نہیں کرتی خالہ زاد پھوپھی زاد ماموں زاد بھائیوں سے پردے نہیں کیئے جاتے جبکہ ان لوگوں سے اسی طرح پردہ کرنا ضروری ہے جس طرح اجنبیوں سے پردہ کرنا ضروری ہے بلکہ یہ لوگ بھی شریعت کی نگاہ میں پردے کے تعلق سے اجنبی ہی ہیں۔

بے پردگی طلاقوں میں اضافہ

مستند اور قطعی رپورٹ اس چیز کی گواہی دیتی ہے کہ دنیا بھر میں جب سے بے پردگی بڑھی ہے اسی وقت سے طلاقوں میں بھی روز بروز اضافہ ہوتا جارہا ہے کیونکہ ہر چہ دیدہ مُ بینہ دل کند یاذ' انسان جس کا عاشق ہوجاتا ہے اس کو حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔لہٰذا انسان ہر روز ایک دلبر کو تلاش کرتا ہے تو دوسرے کو الوداع کہتا ہوا نظر آتا ہے۔جس معاشرہ میں پردہ پایا جاتا ہے (اور اسلامی شرائط کی رعایت کی جاتی ہے) اس میں یہ رشتہ صرف میاں بیوی میں ہوتا ہے ان کے احساسات، عشق اور محبت ایک دوسرے کے لئے مخصوص ہوتے ہیں۔لیکن ''اس آزادی کے بازار'' میں جبکہ عورتیں عملی طور پر ایک سامان کی حیثیت رکھتی ہیں (کم از کم جنسی ملاپ کے علاوہ) تو پھر ان کے لئے میاں بیوی کا عہد و پیمان کوئی مفہوم نہیں رکھتا، اور بہت سی شادیاں مکڑی کے جالے کی طرح بہت جلد ہی جدائی کی صورت اختیار کرلیتی ہیں،

اور بچے بے سرپرست ہوجاتے ہیں۔فحاشی کا اس قدر عام ہوجانا اور ناجائز اولادیں پیدا ہونا، بے پردگی کے نتیجہ کا ایک معمولی سا ورد ہے،جس کے بارے میں بیان کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے، یہ مسئلہ خصوصا مغربی ممالک میں اس قدر واضح ہے جس کے بارے میں بیان کرنا سورج کو چراغ دکھانا ہے،سبھی لوگ اس طرح کی چیزوں کے بارے میں ذرائع ابلاغ سے سنتے رہتے ہیں۔ہم یہ نہیں کہتے کہ فحاشی اور ناجائز بچوں کی پیدائش کی اصل وجہ یہی بے حجابی ہے ہم یہ نہیں کہتے کہ مغربی ماحول اور غلط سیاسی مسائل اس میں موثر نہیں ہے، بلکہ ہمارا کہنا تو یہ ہے کہ عریانی اور بے پردگی اس کے مؤثر عوامل اور اسباب میں سے ایک ہے۔

فحاشی اور ناجائز اولاد کی پیداوار کی وجہ سے معاشرہ میں ظلم وستم اور خون خرابہ میں اضافہ ہوا ہے جس کے پیش نظر اس خطرناک مسئلہ کے پہلو واضح ہوجاتے ہیں۔جس وقت ہم سنتے ہیں کہ ایک رپورٹ کے مطابق انگلینڈ میں ہر سال پانچ لاکھ بچے ناجائز طریقے سے پیدا ہوتے ہیں، اور جب ہم سنتے ہیں کہ انگلینڈ کے بہت سے دانشوروں نے حکومتی عہدہ داروں کو یہ چیلنج دیا ہے کہ اگر یہ سلسلہ جاری رہا تو ملک کی انسیت کو خطرہ ہے (انہوں نے اخلاقی اور مذہبی مسائل کی بنیاد پر یہ چیلنج نہیں کیا ہے) بلکہ صرف اس وجہ سے کہ حرام زادے بچے معاشرہ کے امن وامان کیلئے خطرہ بنے ہوئے ہیں، کیونکہ جب ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ عدالت کے مقدموں میں اس طرح کے افراد کا نام پایا جاتا ہے،تو واقعتاً اس مسئلہ کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے کہ جو لوگ دین ومذہب کو بھی نہیں مانتے، اس برائی کے پھیلنے سے وہ بھی پریشان ہیں، لہٰذا مرد میں جنسی فساد کو مزید پھیلانے والی چیز معاشرہ کی انسیت کے لئے خطرہ

شمار ہوتی ہے اور اس کے خطرناک نتائج ہر طرح سے معاشرہ کے لئے نقصان دہ ہیں۔

تربیتی دانشوروں کی تحقیق بھی اسی بات کی عکاسی کرتی ہے کہ جن کالجوں میں لڑکے اور لڑکیاں ایک ساتھ پڑھتے ہیں یا جن اداروں میں مرد اور عورت ایک ساتھ کام کرتے ہیں اور ان کو ہر طرح کی آزادی ہے تو ایسے کالجوں میں پڑھائی کم ہوتی ہے اور اداروں میں کام کم ہوتا ہے اور ذمہ داری کا احساس بھی کم پایا جاتا ہے۔

مخلوط تعلیم اور مخلوط کاروبار سم قائل

اس لئے مخلوط تعلیم اور مخلوط کاروبار جس میں مرد و عورت کو آزادانہ گفتگو اور بات چیت کا موقع ملتا ہو یقیناً سم قائل سے کم نہیں آج کل ایک بڑی وبا یہ بھی عام ہوگئی ہے کہ جوان لڑکیوں کو دوسرے شہروں میں تعلیم حاصل کرنے کیلئے بھیج دیتے ہیں جہاں لڑکے اور لڑکیاں بالکل آزاد ہوتی ہیں اور اسکی وجہ سے آئے دن ناگفتہ بہ حالات پیدا ہوتے رہتے ہیں عموماً گھر والے جو خرچ اپنی لڑکیوں کو مہیا کرتے ہیں بعض دفعہ اس مہنگائی اور لڑکیوں کی آزاد معاش کیوجہ سے ناکافی ہوتا ہے اور وہ ایسے کام کرنے پر مجبور ہوتی ہیں جس سے انسانیت شرمسار ہوجاتے ہیں پورے خاندان و معاشرے کیلئے باعث ننگ و عاشتی ہیں اسلئے اعلیٰ تعلیم حاصل کریں ڈگریاں لیں مگر اسلامی حجاب اور پردے کا خیال رکھیں پردے کے ساتھ کوئی ہنر سیکھیں قوم کی خدمت کریں عورت کے اندر اگر سدھار آجائے تو پوری بستی کے اندر سدھار پیدا ہوسکتا ہے ماں کے اخلاق و عادات کا اولاد پر خاصہ اثر پڑتا ہے عموما جتنے بھی اولیاء اللہ گذرے ہیں انکی زندگیوں کا مطالعہ کریں ان کی سیرتیں اٹھا کر دیکھیں تو معلوم ہو گا کہ ان کی ماں کا ہی اہم کردار رہا ہے انہوں نے ہی ایسی تربیت کی تھی کہ یہ اولیاء

اللہ سیکڑوں لوگوں کی ہدایت و رہنمائی کا ذریعہ اور وسیلہ بنے اسلئے خواتین اسلام کو چاہیے کہ اسلام کے ایک ایک حکم پر عمل کریں بالخصوص پردے کے معاملہ میں توجہ دیں جیسے ہی لڑکیاں سن بلوغ کو پہونچ جائیں بلا برقعہ باہر ہرگز نہ نکلنے دیں جب کوئی عورت بن سنور کر باہر نکلتی ہے تو شیطان کو لوگوں کو بہکانے کا خوب موقع ملتا ہے اور اس طرح کتنے لوگ گمراہ ہوتے ہیں اسی لئے شریعت نے پردے پر خاص توجہ دی ہے مردوں کو بھی حکم دیا اور عورتوں کو بھی حکم دیا کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اللہ تعالیٰ ہم سب کو اسلام کے ایک ایک حکم پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

بیٹیاں خوش حالی کا سبب

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ، وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحٰبِہٖ اَجْمَعِیْنَ، اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. وَالْبٰقِیٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَیْرٌ عِنْدَ رَبِّکَ ثَوَابًا وَّخَیْرٌ اَمَلاً. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

صدر جلسہ، قابل صد احترام معلمات، ماؤں اور بہنو! آج کی تقریر کا عنوان ہے بیٹیاں خوش حالی کا سبب، اسی تعلق سے چند باتیں گوش گذار کرنی ہیں اللہ تعالی نے مرد و عورت دونوں سے پوری کائنات کو آباد کیا ہے صرف مرد ہی کے ذریعہ انسانیت کی تکمیل نہیں ہوسکتی آج دنیا جو کروڑہا کروڑ انسانوں سے بھری پڑی ہے کیا صرف مرد اور لڑکے ہی ہیں لڑکیاں اور عورتیں نہیں ہیں ظاہر سی بات ہے یہ دنیا حسین وجمیل جو نظر آرہی ہے وہ عورتوں کیوجہ سے ہے جب دنیا میں عورتیں نہیں ہونگی تو دنیا ویران وسنسان اور پھر تباہ و برباد اور نیست و نابود ہوجائے گی اس لئے جتنی ضرورت اس دنیا کیلئے مردوں کی اتنی ہی ضرورت عورتوں اور لڑکیوں کی ہے اس لئے بیٹیوں کی عزت و افزائی اسی طرح ہونی چاہیے کہ جس طرح لڑکوں کی ہوتی ہے ایسا نہیں

جیسا کہ دور جاہلیت میں تھا اور لڑکیوں کی کوئی قدر و قیمت نہ تھی ایک جہالت کا وہ دور تھا جس میں بیٹیوں کی کوئی قدر اور کوئی حقیقت نہیں تھی، ان کی پیدائش ننگ و عار کا سبب تھی، ہر باپ اپنے گھر میں بیٹی کی خبر سن کر چیں بہ جبیں ہو جایا کرتا تھا، انہیں طرح طرح کی اذیتیں موت کا سبب بن جایا کرتی تھیں یہاں تک کہ سنگ دل انسان انہیں زندہ مٹی کے نیچے دبا دیا کرتا تھا، جس کی گواہی خود کتاب مقدس دے رہی ہے۔ وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰى ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِيْمٌ، يَتَوَارٰى مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوْٓءِ مَا بُشِّرَ بِهٖ اَيُمْسِكُهٗ عَلٰى هُوْنٍ اَمْ يَدُسُّهٗ فِى التُّرَابِ (سورۃ النحل:۵۸-۵۹) جب ان میں سے کسی کو لڑکی کی پیدا ہونے کی خبر سنائی جاتی ہے تو اس کا چہرہ سیاہ پڑ جاتا اور وہ دل مسوس کے رہ جاتا ہے، لوگوں سے چھپتا پھرتا ہے، ان کو منہ نہیں دکھانا چاہتا، اس برائی کی وجہ سے جس کی اس کو خبر ملی ہے، سوچتا ہے کہ اس نومولود بچی کو ذلت کے ساتھ باقی رکھے یا اس کو کہیں لے کر مٹی میں دبا دے۔

یہ تھا اس زمانے کے لوگوں کا ظالمانہ کردار، ایسا لگتا ہے کہ ان کے غلط ذہنی افکار نے بیٹیوں کو بربادی کا ذریعہ تصور کرنے پر مجبور کر دیا تھا، حالاں کہ بیٹیاں شریعت اسلام کے رجحان کے مطابق سراپا آبادی کا ذریعہ ہیں، دینی و دنیاوی ہر اعتبار سے وہ آبادی و خوش حالی کا سبب ہیں، چنانچہ جب اسلام کا سورج طلوع ہوا تو اس نے اس فلسفے کو خوب اچھی طرح آشکارا کر دیا۔

دینی اعتبار سے آبادی کا ذریعہ تو بایں معنی کہ آخرت میں، دوام پذیر اور ہمیشہ باقی رہنے والی چیز جو جس کا اجر و ثواب دائم و قائم رہے وہ نیک بیٹیاں ہیں، جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے: وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ اَمَلًا۔ (سروۃ الکہف ۴۶) اور باقیات صالحات (نیک لڑکیاں) آپ کے رب کے نزدیک ثواب اور امید کے اعتبار سے ہزار درجہ بہتر ہیں۔

مذکورہ آیت کی تفسیر جہاں کلمہ طیبہ، اعمال صالحہ، نماز پنج گانہ اور نیک لڑکیوں سے بھی کی گئی ہے جیسا کہ حاشیہ جلالین میں مذکور ہے اور حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر قرطبی کے حوالے سے نقل کیا ہے۔ عبید ابن عمر نے فرمایا کہ باقیات صالحات'' نیک لڑکیاں ہیں کہ وہ اپنے والدین کیلئے سب سے بڑا ذخیرہ وثواب ہیں، اس پر حضرت صدیقہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی ایک روایت دلالت کرتی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا میں نے امت کے ایک آدمی کو دیکھا کہ اس کو جہنم میں لے جانے کا حکم دیدیا گیا تو اس کی نیک لڑکیاں اس کو چمٹ گئیں، رونے شور کرنے لگیں اور اللہ تعالیٰ سے فریاد کی کہ یا اللہ انہوں نے دنیا میں، ہم پر بڑا احسان کیا اور ہماری تربیت میں محنت اٹھائی ہے، تو اللہ تعالیٰ نے اس پر رحم فرما کر بخش دیا۔ (معارف القرآن ۵۸۴/۵)

لڑکیاں نجات کا ذریعہ

اس سے بڑھ کر اور کیا خوش قسمتی ہوگی کہ لڑکیاں نجات اخروی اور جنت میں داخلے کا ذریعہ ہیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے بیٹیوں کی ذمہ داری ڈالی گئی اور اس نے اس کو نبھایا اور ان کیساتھ اچھا سلوک کیا تو یہ بیٹیاں اس کے لئے دوزخ سے بچاؤ کا سامان بن جائیں گی۔ (مشکوۃ شریف)

ایک دوسری روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس کے یہاں تین لڑکیاں یا تین بہنیں ہوں، یا دو بیٹیاں یا دو بہنیں ہوں اور اس نے ان کیساتھ اچھا برتاؤ کیا اور ان کے سلسلے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہا تو اس کے لئے جنت ہے۔ (ترمذی شریف ۱۳/۲)

لیکن بڑے افسوس کی بات ہے کہ آج یہی بیٹیاں سر کا بوجھ اور وبال جان معلوم ہو رہی ہیں، جس کے ذمے دار عصر حاضر میں ان کے ماں باپ نہیں؛ بلکہ ہونے والے وہ داماد ہیں جن کو شریعت حقہ نے داماد بننے کا حق دے کر بے پایاں احسان و کرم کیا، عورت کے خاندان والوں کے نزدیک اس کو عظیم رتبہ ملا اور عزت و عظمت اور قدر کی نگاہ سے دیکھا گیا لیکن اس نے شریعت کے احسان کو یکسر فراموش کر کے اس کے پاکیزہ احکام کو پس پشت ڈال دیا، جاہلیت کا اک وہ دور تھا جس میں ہر انسان اس کے وجود کو مٹانے کے لئے فکر مند رہتا، ان کے چہرے تک سے نفرت کرتا اور ننگ و عار کی وجہ سے اپنی لڑکیوں کو زندہ در گور کر دیا کرتا تھا۔

یہ بھی زندہ در گور کرنے سے کم نہیں

اگر اس نے اس زمانے میں شرم و عار بن کر لڑکیوں پر ظلم ڈھایا تھا تو آج وہی شریعت اسلام کے احسان کو فراموش کر کے، دینی تعلیمات سے بالکل ورے ہو کر شادی بیاہ میں اونچی اونچی فرمائشیں کر کے اور سامان لہو ولعب کے مطالبے رکھ کر، عفت و عصمت کی ملکہ اور ذخیرہ آخرت لڑکیوں پر مظالم ڈھائے جا رہا ہیں، جسے منہ دکھانے کا حق نہیں تھا، جب شریعت اسلام نے منہ دکھانے کا حق دیا تو یہ اس قدر جری ہو گیا کہ کسی لڑکی کو اپنے نکاح میں لینے کے لئے بے سر و پا کی شرطیں لگانے لگا اور بے چاری ناتواں بے کس لڑکیوں کو والدین کی دہلیز پر بیٹھ کر عمر ضائع کر دینے پر مجبور کر دیا، کیا یہ زندہ دفن کئے جانے سے کم ہے کہ ایک لڑکی اپنی جوانی کے ایام آہیں بھرتی گذار دیں؟ نہیں ہرگز نہیں؟ بلکہ میری سمجھ کے مطابق زندہ در گور کرنے سے کہیں بڑھ کر ہے، مٹی تلے دبنے کی مشقت چند لمحے کی تھی لیکن زندہ رہ کر شباب کی ایک طویل مدت گزارنا مشقت ہیں، مشقت اور تا حیات کی جاں کسلی ہے، اے

کاش کہ دانشوران قوم کی اب بھی آنکھ کھل جاتی اور وہ شادی بیاہ کو عین شریعت کے مطابق انجام دینے کی فکر کرتے۔تو اس کی وجہ سے بہت سے غریب گھرانے کے لوگ جو اپنی لڑکیوں کی شادیاں نہیں کر پارہے ہیں انکا بھی بندوبست ہوجاتا اور اہم ذمہ داریوں سے سبکدوش ہوسکتے تھے مگر کیا کیجئے اس کی طرف نہ تو دانشوارن قوم کو فکر ہوتی نہ علماء وصلحا کو،قوم کی اصلاح کہاں سے ہو جبکہ انہیں لڑکیوں کی وجہ سے اللہ رزق عطا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔وَلَا تَقْتُلُوْا اَوْلَادَکُمْ خَشْیَةَ اِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُھُمْ وَاِیَّاکُمْ اور اپنی اولاد کو تنگدستی کے اندیشہ سے قتل مت کرو ہم انکو بھی رزق دیتے ہیں اور تم کو بھی۔

وقت پر شادی نہ کرنا فتنہ کو دعوت دیتا ہے

آہ ہمارا کیا حال ہورہا ہے، ہمارا معاشرہ کس قدر پراگندہ ہوتا جارہا ہے ہماری لڑکیاں کیوں ہماری دہلیز پر بیٹھی رہ جاتی ہیں اور عاجز آکر خود کشی کرنے کو آسان سمجھ لیتی ہیں، پھر خود اپنی اور اپنے والدین کی آخرت کی بربادی کا ذریعہ بن جاتی ہیں۔ کیوں نہیں ہم ایسا طریقہ اختیار کریں جس سے وہ ہماری آخرت کی آبادی کا ذریعہ بن سکیں۔

ایک حدیث شریف ہے جس کو امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تمہارے پاس کوئی قابل اطمینان پیغام آجائے تو تم اپنی لڑکیوں کا نکاح کردیا کرو، اگر تم نے ایسا نہ کیا تو زمین میں فتنہ وفساد پھیل جائے گا۔حدیث شریف کے الفاظ یہ ہیں۔عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا خَطَبَ اِلَیْکُمْ مَنْ تَرْضَوْنَ دِیْنَهٖ خَلْقَهٖ فَزَوِّجُوْهُ اِنْ لَا تَفْعَلُوْهُ تَکُنْ فِتْنَةٌ فِی الْاَرْضِ وَفَسَادٌ عَرِیْضٌ. (ترمذی شریف ۱۳/۲)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تمہیں ایسا شخص نکاح کا پیغام دے جس کے دین واخلاق تم کو پسند آئے تو اس سے نکاح کر دو، اگر ایسا نہ کیا تو زمین میں فساد برپا ہو جائے گا اور بہت بڑا فساد ہوگا۔

دینداری کو معیار قرار دیں

شادی کے لئے معیار دین کو قرار دینا چاہیے نہ کہ حسب ونسب اور مالدری کو کیونکہ مال تو ڈھلتا چھاؤں ہیں آج ہے کل نہیں اگر دین کی بنیاد پر شادی کریں گے تو ہمیشہ زوجین میں الفت ومحبت رہے گی اور اسی شادی میں برکت بھی ہوتی ہے آج کل لوگوں کے اخلاق وعادات بگڑ گئے ہیں مال ودولت کی حرص انکے رگ وپے میں جذب اور پیوست ہوگئی ہے اور شادی جو ایک عبادت ہے اس کو بھی تجارت اور بزنس بنا رکھا ہے جسکی وجہ سے لڑکیوں کی شادیاں دشوار ہورہی ہیں اور برائیاں آسان ہورہی ہیں لڑکیوں کی پیدائش پر جیسے زمانہ جاہلیت میں لوگوں کے چہروں پر شکن آجاتا تھا اور اس کو عار اور ذلت تصور کرتے تھے اسی طرح آج بھی لوگوں کا مزاج بن رہا ہے اللہ رب العزت ہم سب کی حفاظت فرمائے اور لڑکیوں کو خوشحال زندگی عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

دینِ اسلام عزت اور بزرگی کا سرچشمہ ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ، وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحٰبِهٖ اَجْمَعِیْنَ، اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ.

میری پیاری پیاری معلمات، عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! یوں تو مذاہب و ادیان کی کمی نہیں لیکن وہ مذہب جو کامیاب کی راہ دکھا سکے اور انسان کو منزل مقصود کا پتہ بتا سکے بندے اور ایک خالق و مالک کے درمیان مضبوط رشتہ قائم کردے اور انسانیت کو فلاح و نجات کی ضمانت دے سکے وہ صرف اور صرف مذہب اسلام ہی ہے یہودیوں نے کہا کہ نصرانی صحیح دین پر نہیں ہیں اور نصرانیوں نے کہا کہ یہودی صحیح مذہب پر نہیں ہیں اور سچ یہ ہے کہ کوئی بھی صحیح مذہب پر نہیں ہے اسلام نے سارے مذہب کا خاتمہ کردیا یعنی مذہب اسلام کے علاوہ کوئی بھی نجات دہندہ نہیں ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِی الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ. (اٰل عمران ۸۵) اور جو شخص اسلام کے علاوہ کسی اور دین کو

تلاش کریگا تو ہرگز اس کی طرف سے قبول نہ کیا جائیگا اور وہ آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوگا، حقیقت یہ ہے کہ اسلام امن وشانتی کا مذہب ہے اخوت ومحبت اور بھائی چارگی کا درس دینے والا یہی مذہب ہے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ مذہب یہی ہے لہذا جو شخص دنیا میں مذہب اسلام کی اتباع کرے گا اسی کو آخرت میں کامیابی مل سکتی ہے اور جو شخص اسلام سے منحرف ہوگا وہ آخرت میں کبھی بھی کامیاب نہیں ہو سکے گا۔

دین اسلام نے علم کے غرور کو بھی چکنا چور کردیا

یہ دین جس کی طرف مسلمان اپنا انتساب کرتے ہیں آگے بڑھنے جہاد و دعوت اور اخلاق کا دین ہے وہ ایسی طاقت سے مالا مال ہے جو ہر جامد چیز میں زندگی کی روح پھونک دیتی ہے اس دین پر عمل کر کے مسلمان داعی اور معلم اخلاق بن کر اپنے علاقوں سے نکلے اور ظلم واستبداد کی طاقتوں سے لوہا لیا اور جو اللہ کے راستے میں نکلے انھوں نے گوشہ نشینوں کے مقابلے میں اعلی درجہ حاصل کیا اور جو تحصیل علم کے راستے میں نکلے انہوں نے زاہدوں اور گوشہ نشینوں کے مقابلے میں اعلی درجہ حاصل کیا، انسان کو ظلم وتاریکی سے نکالنے اور ایک انصاف پسند معاشرہ کو وجود میں لانے، نیز اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل کرنے کی غرض سے انہوں نے علم حاصل کیا اور دور دراز علاقوں میں پھیل گئے اس کیلئے اپنی جانیں دیں اپنا مال خرچ کیا اور باطل کا مقابلہ کیا۔ یہ دین تواضع، سادگی اور نفس کے محاسبہ اور ایثار کا دین ہے اور ان طاقتوں سے مقابلہ کرنیکا دین ہے جو غرور، گھمنڈ اور قومی فخر پر قائم ہو اور ایک نسل کی دوسری نسل پر برتری کا احساس رکھتی ہوں اور ان میں انسانوں کی مختلف نسلیں ایک دوسرے کی برابری نہ کرسکتی ہوں یہ دین تمام میدانوں میں بنیادی انقلاب کا علمبردار ہے۔

دنیا میں دین وحکومت اور دین اور علم کے درمیان فاصلہ پایا جاتا تھا اسلام نے ایسے میدانوں میں وحدت قائم کی جوایک دوسرے کے برعکس سمجھے جاتے تھے، اسلامی تاریخ میں اسے متعدد حاکم پیدا ہوئے جوعظیم شہنشاہوں کے مالک ہونے کے باوجود اپنی زندگی میں زاہد تھے اپنے ہاتھ کی کمائی پر زندگی بسر کرتے تھے اور اللہ کے خوف سے ان کے قلوب معمور تھے یہ ایک بے مثال اتحاد تھا اسلامی تاریخ میں بہت سے فرمانرواؤں کی مثالیں موجود ہیں جو بیک وقت حاکم بھی تھے اور زاہد بھی تھے۔اس دین نے فقیر وغنی کے درمیان وحدت قائم کی اور یہ ایک ایسی وحدت ہے جس کی تاریخ میں مثال نہیں ملتی یعنی مالدار فقیر اور فقیر غنی اوران مالدار فقراء اور فقراء مالدار کی مثالیں اسلامی تاریخ میں بہت ہیں اس دین نے انسانیت کی بھلائی میں ایک اور انقلاب برپا کیا اور وہ ہے علم اور نفی علم کے درمیان وحدت پیدا کرنا، اس نے یہ کہہ کر علم کے غرور اور گھمنڈ کو ختم کر دیا۔ **وَمَا اُوتِيتُم مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيلًا** تمہیں صرف تھوڑا ہی علم دیا گیا ہے چوٹی کے عالموں کو یہ کہتے ہوے سنا گیا کہ مجھے اس کا علم نہیں اس تصور نے حصول علم کا دروازہ کھول دیا اس دین نے کمزور اور طاقت ور مالدار اور غریب کے درمیان فاصلہ کم کیا اور ایک دوسرے کے درمیان محبت اور تعاون کا جذبہ پیدا کیا جو اس دین پر فخر بجا ہے اور یہ دین اس شخص کے لیے عزت وبزرگی کا سرچشمہ ہے جو اس کو اپناتا اور اس پر کاربند ہوتا ہے۔

یہی وہ مذہب ہے جو غالب رہنے والا ہے اور جس نے اس کو تھام لیا اور اس کی ہدایات پر عمل پیرا ہوا اور اس کو اپنی زندگی کا رہنما قرار دیا وہ بھی غالب رہنے والا ہے جس طرح یہ دین دوسرے ادیان پر فوقیت رکھتا ہے اسی طرح سے مسلم کی زندگی دوسروں کی زندگیوں پر فوقیت رکھتی ہے مسلمان اپنے لباس، کھانے پینے کے انداز اور اپنے اخلاق عالیہ اور اپنے غصہ وسکون اور فقر وحکومت اپنے اپنے خشوع وخضوع

اور اپنے حق کے حصول اور طاعت میں دوسرے ادیان کے لوگوں سے قطعی طور پر مختلف ہوتا ہے جس طرح سے اس کا دین دوسرے ادیان سے مختلف ہے اس لیے ہمیشہ مسلمان اپنے دین پر عمل کرنے کے اعتبار سے عزت وذلت کا مستحق ہوتا ہے۔

لیکن آج مسلمان کی زندگی بدل گئی ہے وہ اس برتر دین کی طرف اپنے کو منسوب کرتا ہے لیکن دین زندگی کے مختلف معاملات میں جس طرز عمل کا اس سے مطالبہ کرتا وہ اس سے کوسوں دور ہے اور وہ اپنی زندگی کے گذارنے اور اپنی مشکلات کے حل کرنے میں یہاں تک کہ جو دعوت وجہاد کے سلسلے میں بھی اس فکر وعمل اور طریقہ کار کو اختیار کر لیتا ہے جو دعوت وجہاد کے دشمن اس کے لیے پیش کرتے ہیں اس کا اللہ کی طرف دعوت دینا بھی آمیزش سے خالی نہیں ہے اس کی دعوت موجودہ غیر اسلامی دعوتوں سے متاثر ہے اور وہ اپنی زندگی میں وہی وسائل اختیار کرتا ہے جو عصر حاضر کے باطل افکار کے پھیلانے والے اختیار کرتے ہیں اور اپنے کام کی انجام دہی میں ان ہی لیڈروں اور رہنماؤں کی پیروی کرتا ہے جن کا خلاق ودین سے کسی قسم کا تعلق نہیں ہے اس لیے موجودہ عہد کا مسلمان اسلامی تعلیمات کے بجائے غیر اسلامی طرز عمل پر عامل ہے اسلئے اس کی جدوجہد کے نتائج مختلف ہیں۔

اس سے بھی زیادہ عجیب بات یہ ہے کہ مسلمان اپنی ان مشکلات کے حل کرنے کے لیے جو اس کے دشمنوں کی پیدا کردہ ہیں اور اپنی زندگی کے راستے کی رکاوٹوں کو دور کرنے کے لیے اسی طریقہ کار کو اختیار کرتا ہے جس کو اس کے مخالفوں نے اس کے لیے تجویز کیا ہے، یہ ایک عجیب وغریب صورتحال ہے، یہ حقیقت میں احسان فراموشی ہے اور یہ ایک ناقابل معافی گناہ ہے اور یہی انحراف ونافرمانی مسلمانوں کی شکست و بدحالی اور ذلت ومشکلات کا سب سے بڑا سبب ہے۔

ہم کو کامیابی کہاں سے ملے

حیرت و افسوس ہے ہم مسلمانوں پر کہ اتنا عظیم الشان پیغمبر ہم کو ملا جو امام الانبیاء ہے خدا کے بعد سب سے بڑا درجہ اور مرتبہ ہمارے پیغمبر ہی کا ہے اور قرآن کریم کی شکل میں اللہ تعالیٰ کی آخری آسمانی کتاب ہم کو ملی جو رہتی دنیا تک انسانوں کیلئے ہدایت و رہنمائی کا اہم فریضہ انجام دیتا رہے گا۔ اِنَّ ھٰذَا الْقُرْاٰنَ یَھْدِ لِلَّتِیْ ھِیَ اَقْوَمُ بڑی تاکید کے ساتھ فرمایا جا رہا ہے بیشک یہ قرآن لوگوں کو اس راستے کی ہدایت کرتا ہے جو سب سے زیادہ سیدھا ہے اور نبی کریم ﷺ کی زندگی کا ایک ایک عمل ہمارے لئے اسوہ اور نمونہ ہے قرآن کریم شہادت دے رہا ہے۔ لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ تمہارے لئے رسول اکرم ﷺ کی سیرت میں بہتر نمونہ اور عمدہ پیروی ہے ہماری زندگی کا کونسا ایسا شعبہ ہے جس میں ہمارے لئے رسول کریم ﷺ کا عمدہ عمل موجود نہ ہو یہ فخر صرف پیغمبر اسلام کو حاصل ہے کہ اپنے پیروکاروں کیلئے ہر ایک عمل برت کر دکھا جاتے ہیں ان ساری خوبیوں کے باوجود آج ہم دوسروں کے بنائے ہوئے طریقوں کو اپنا رہے ہیں جبکہ ہمارے لئے کامیابی نبی کریم ﷺ کی سیرت کی پیروی کرنے میں ہے اسلام سے ہٹ کر ہم کو عزت کہیں اور نہیں مل سکتی ہے اللہ ہم سب کو اسلام کا سچا پیروکار بنائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

طلباء کی فضیلت اور قدر و منزلت

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ، وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحٰبِہٖ اَجْمَعِیْنَ، اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. وَمَا کَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِیَنْفِرُوْا کَآفَّۃً فَلَوْ لَا نَفَرَ مِنْ کُلِّ فِرْقَۃٍ مِّنْھُمْ طَآئِفَۃٌ لِّیَتَفَقَّھُوْا فِی الدِّیْنِ وَلِیُنْذِرُوْا قَوْمَھُمْ اِذَا رَجَعُوْٓا اِلَیْھِمْ لَعَلَّھُمْ یَحْذَرُوْنَ صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ. (توبہ ۱۲۲)

قابل صد احترام، معلمات عزیزہ طالبات! احادیث شریفہ میں طلباء کی بڑی فضیلتیں وارد ہوئی ہیں۔ ایک حدیث میں آتا ہے جو شخص علم حاصل کرنے کیلئے سفر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کیلئے جنت کا راستہ آسان کردیتا ہے۔ طالب علم کیلئے فرشتے اپنے پر بچھاتے ہیں اور ایک حدیث میں آتا ہے کہ جب طالب علم کیلئے کوئی سفر کرتا ہے تو خشکی کی ساری مخلوق اور سمندر کی مخلوق بھی اس طالب علم کیلئے دعائیں کرتی ہیں غرضیکہ طالب علم کی بڑی فضیلتیں وارد ہوئی ہیں مگر اس بات کو ذہن میں رکھیں کہ طالب علم سے مراد صرف وہی نہیں ہیں جو مدرسوں میں جا کر علم حاصل کرتے ہیں علماء کرام کی صحبت میں رہ کر جو بھی لوگ علوم حاصل کرتے ہیں وہ سب طالب علم کی

فضیلت کے مستحق ہیں کیونکہ حضور اکرم ﷺ کے زمانے میں صحابۂ کرام اور بعد کے ادوار میں تابعین کا علم صحبت ہی کے ذریعہ عموماً تھا اسلئے جو بھی خواتین معلمات کے پاس آکر باقاعدہ پڑھتی ہیں یا صرف صحبت میں رہ کر کچھ دین کی باتیں سیکھتی ہیں وہ سب اس فضیلت کی مستحق ہیں بلکہ اگر یہ کہا جائے کہ بزرگوں کی صحبت میں رہ کر علم حاصل کرنے والے کچھ زیادہ ہی مخلص ہوتے ہیں بہر حال علم کے حاصل کرنیکی بڑی فضیلتیں وارد ہوئی ہیں ہر ایک کو اسکی فکر کرنی چاہیے۔

حضرت مولانا خالد فیصل ندوی لکھتے ہیں کہ طالب علم واقعتاً بہت فضیلت و عظمت، بڑی قدر ومنزلت اور عجیب شان وشوکت رکھنے والا ہے اس سلسلہ میں قرآن وحدیث کے اندر بکثرت آیات اور احادیث وارد ہوئی ہیں، طالب علم کے فضائل ہی کی طرح ان کے حقوق بھی ہیں ان حقوق میں سب سے بڑا حق یہ ہے کہ ان کے مقام ومرتبہ کا لحاظ رکھا جائے ان کی آمد پر ان کا والہانہ استقبال کیا جائے، شایان شان اکرام کیا جائے ان کے ساتھ اچھا معاملہ برتا جائے اور ان کے ساتھ نرم رویہ اختیار کیا جائے ایک حدیث میں آپ ﷺ نے اس سلسلہ میں اپنے صحابۂ کرامؓ کو بلاواسطہ اور اپنی پوری امت کو بالواسطہ حکم دیا کہ دیکھو لوگ تمہارے تابعدار ہیں، اطراف عالم سے لوگ دین کا علم وفہم حاصل کرنے کیلئے تمہارے پاس آئیں گے، پس جب وہ آئیں تو ان کے ساتھ حسن سلوک کرنے میں تم سب میرے وصیت (خصوصی حکم) قبول کرو"۔ (ترمذی) نیز طالب علم کی عزت کرنا اور ان کا استقبال کرنا آپ ﷺ کے اسوۂ حسنہ سے بھی ثابت ہے، چنانچہ حضرت صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یارسول اللہ! میں علم حاصل کرنے آیا ہوں تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: "طالب علم کو خوش آمدید ہو"۔ (طبرانی ومجمع الزوائد) حضرت رسول اللہ ﷺ کے ان قولی وعملی احادیث

مبارکہ کی بناء پر حضرات صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین خاص طور پر حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ طالب علم کی بڑی عزت کیا کرتے تھے اور ان کا پرتپاک استقبال کیا کرتے تھے، چنانچہ ان کے شاگرد حضرت ابو ہارون عبدی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ ہمیں (طالبان علوم نبوت کو) دیکھتے تو فرماتے خوش آمدید ان لوگوں کو جنکے بارے میں حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں (نیک سلوک اور اچھا معاملہ کرنے کی وصیت کی ہے۔ (ترمذی) طالب علم دوران تعلیم سکون واطمینان، آرام وراحت اور سہولت وآسانی کا حق دار ہے، جسمانی وروحانی تکلیف واذیت اور بے جا سختی وتشدد اور ناروا ڈانٹ وپھٹکار تعلیم وتعلم کیلئے بہت زیادہ نقصان دہ ہے، حدیث پاک میں اس کی ممانعت اور نکیر وارد ہوئی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ لوگوں کو علم دین سکھاؤ اور ان کے ساتھ آسانی کا برتاؤ کرو اور سختی کا برتاؤ نہ کرو۔ (مسند احمد)

طالب علم کا دوسرا قابل ذکر حق یہ ہے کہ اس کے ساتھ تمام معاملات میں خیر خواہی کا رویہ اختیار کیا جائے، اس کی عمومی بھلائی وفائدہ کیلئے سعی وکوشش کی جائے اور اللہ تعالیٰ سے اس کی کامیابی کے لئے دعاء والتجاء کی جائے کیوں کہ حصول علم کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعاء والتجاء کرنا بڑا فائدہ والا عمل ہے، اسلئے طالب علم کے تعلق والوں خاص طور سے ماں باپ اور اساتذہ واتالیق کو چاہیے کہ طالب علم کیلئے دعاء کرے، طالب علم کیلئے دعا کرنا مسنون اور مستحسن ہے چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عم زاد بھائی حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے لیے خصوصی دعا فرمائی، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنے سینہ مبارک سے لگایا اور یہ دعا فرمائی یا اللہ! اسے قرآن کریم کا علم عطا فرما دیجیے۔ (بخاری) دوسری روایت میں دعائے نبوی صلی اللہ علیہ وسلم یوں ہے کہ اے اللہ اسے دین کی فہم وبصیرت عنایت کر دیجئے اور اے اللہ اسے کتاب (قرآن مجید) کا علم عطا کر دیجئے۔

بلاشبہ طالب علم کے لئے خیر وبھلائی کی دعا کرنا بہت ہی مؤثر اور مفید عمل ہے، اس کے برعکس اس کے کسی عمل وحرکت سے خفا ہوکر طالب علم کو بددعا دینا بہت ہی نقصان پہنچانے والا عمل ہے ہر حال میں اس سے بچنا اور احتیاط کرنا چاہیے۔

طالب علم کا تیسرا سب سے قابل توجہ اور لائق لحاظ حق یہ ہے کہ طالب علم کو علم دین حاصل کرنے کے پورے مواقع فراہم کئے جائیں، علم دین سے محبت، قربت اور تعلق ان کے اندر پیدا کی جائے، علم دین سے کسی بھی حال میں ان کو متنفر نہ ہونے دیا جائے، بلکہ ان کے اندر علم دین حاصل کرنے کا شوق وجذبہ پیدا کیا جائے، ان کے اندر موجود خفتہ صلاحیت اجاگر کی جائے، استعداد ولیاقت بڑھانے کے لئے ان سے علمی ودینی سوالات کئے جائیں، صحیح جواب ملنے پر ان کی ہمت افزائی کی جائے اور ان کو شاباشی دی جائے، چنانچہ ایک دفعہ حضرت رسول اکرم ﷺ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے سوال فرمایا کہ کیا تجھے معلوم ہے کہ کتاب اللہ کی سب سے عظیم آیت کون سی ہے؟ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ آیت الکرسی سب سے عظیم وبابرکت آیت ہے، حضرت رسول اکرم ﷺ نے خوش ہوکر ان کے سینہ پر اپنا دست مبارک رکھا اور فرمایا کہ: ابوالمنذر! تجھے علم (صحیح جواب کی توفیق) مبارک ہے۔ (مسلم) لیکن سوالات کے صحیح جواب اگر نہ مل سکیں تو استاد ومربی کو صحیح جواب بتادینا چاہیے، چنانچہ آپ ﷺ نے ایک دفعہ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین سے پوچھا کہ درختوں میں ایک ایسا درخت ہے جس کے پتے نہیں گرتے اور اسکی مثال مسلمان کی طرح ہے، وہ درخت کونسا ہے؟ اس سوال پر لوگ جنگل کے مختلف درختوں (کی بحث) میں پڑگئے، جب کوئی جواب نہ بن پڑا تو انہوں نے حضرت نبی کریم ﷺ سے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ آپ ہمیں بتادیں! آپ نے فرمایا کہ وہ کھجور کا درخت ہے۔ (بخاری) یقیناً صحیح جواب بتانا مسنون اور مفید عمل ہے، اس کے

بعد طالب علموں سے تسلی آمیز گفتگو کرنی چاہیے اوران کے اندر درس وقرأت اورمطالعہ وتحقیق کا داعیہ پیدا کرنا چاہیے اورعلم دین حاصل کرنے میں محنت ولگن اورتوجہ والتفات کا جذبہ ابھارنا چاہئے اوراس سلسلہ میں تکلیف ومشقت برداشت کرنے کا خوگر بنانا چاہیے اورپیار ومحبت سے ان کو سمجھانا چاہیے کہ وہ اپنے قیمتی اوقات کوعلم دین کی طلب وحصول میں لگائیں اورایک لمحہ بھی ضائع نہ کریں، اس سلسلہ میں سب سے زیادہ مفید طریقہ یہ ہے کہ طالب علموں کودرس کے اندروباہران کے نام یاکنیت سے خطاب کیا جائے، طالب علموں کونام یاکنیت سے مخاطب کرنے سے ان کے اندراپنائیت کا جذبہ موجزن ہوتاہےاورعلم دین کے حصول کی طرف توجہ ولگن بڑھ جاتی ہے، یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ اپنے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کوان موقعوں پر نام وکنیت لیکرمخاطب فرماتے تھے، چنانچہ ایک موقع پرآپ ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کوانکا نام لے کرمخاطب فرمایا۔ (نسائی) نیز ایک دفعہ آپ ﷺ نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کوبھی ان کے نام سے خطاب فرمایا۔ (مسلم) اسی طرح آپ ﷺ نے ایک موقع پرحضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کوان کی کنیت ابوالمنذر سے خطاب فرمایا۔ (مسلم) نام وکنیت سے خطاب محبت والفت، ربط وتعلق، قربت واپنائیت اورتوجہ التفات کے ضامن ہیں اوراس کے برعکس برے نام ولقب سے پکارنا نفرت وعداوت، بگاڑ وفساد اوربے توجہی وبے التفاتی پرمنتج ہوتا ہے، اسلام میں اس کی ممانعت آئی ہے۔

طلبہ کوغنیمت سمجھیں

طلبہ جوعلم حاصل کرنے کیلئے آرہے ہیں یہ اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہیں ان کی وجہ سے پڑھانے والے معلمین ومعلمات کے تین فائدے ہیں ایک توان

کے ذریعہ معاش حاصل ہو رہا ہے دوسرے علم تازہ ہوتا ہے بلکہ علم میں بڑھوتری ہوتی ہے کتابوں کے مطالع اور تحقیق وجستجو کی توفیق ہوتی ہے اور تیسری چیز جو سب سے اہم ہے دنیا وآخرت دونوں جہاں میں مفید ہے وہ ہے صدقہ جاریہ حدیث شریف میں آتا ہے کہ جب انسان مرجاتا ہے تو اس کے اعمال کا دفتر بند کر کے رکھدیا جاتا ہے ہاں اگر اس نے تین کاموں سے کوئی کام کیا ہے تو اس کو مرنے کے بعد بھی ثواب ملتا رہے گا اسی میں سے ایک ایسا علم ہے جس کے ذریعہ نفع اٹھایا جائے یا تو کوئی کتاب تصنیف کردے جو بعد میں پڑھی جاتی رہے یا دوسروں کو پڑھادیا تو ظاہر ہے کہ جب تک طلبہ علم دین کی خدمت کرتے رہیں گے تو اس کا ثواب پڑھانے والے کو ملتا رہیگا اس لئے طلبہ کو غنیمت سمجھیں اور صحیح طور پر امانت سمجھ کر ان کو علوم نبوت سے آراستہ کریں۔ اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے، آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ لْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

دعاء قربِ الٰہی کا ذریعہ ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِینُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلاَ مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلاَ ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لاَشَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ یٰاَیُّھَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَی اللّٰہِ تَوْبَۃً نَّصُوْحًا. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

صدر جلسہ، لائق صد احترام، معلمات عزیزہ طالبات! میں بلا کسی تمہید کے یہ بات عرض کئے دیتی ہوں کہ دعا انسان کو اللہ تعالیٰ سے قریب کرنے کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔ حدیث شریف میں آتا ہے۔ اَلدُّعَاءُ سِلاَحُ الْمُؤْمِنِ دعا مومن کا ہتھیار ہے یعنی جسے آدمی اپنے دشمن سے بچاؤ کیلئے ہتھیاروں کا استعمال کرتا ہے اسی طرح مومن اپنے دشمنوں سے بچاؤ کے لئے دعا کا استعمال کرتا ہے مومن کے تین دشمن ہیں ایک ظاہری دشمن دوسرا باطنی دشمن جو چھپ کر وار کرتے ہیں ظاہری دشمن تو کفار ہیں اس لئے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے دشمن اور باغی ہیں کھاتے ہیں اللہ کی گاتے ہیں

غیروں کی اور جو اللہ تعالیٰ کا دشمن وہ مومن کا بھی دشمن اور دو دشمن جو چھپے طور پر وار کرتے ہیں وہ نفس اور شیطان ہیں جو ہر وقت مومن کے ایمان سلب کرنے کی کوشش میں لگے رہتے ہیں اب ان تینوں دشمنوں سے بچاؤ کا راستہ دعا ہے ظاہری دشمن سے بچاؤ کیلئے مادی اسباب کی بھی ضرورت پڑے گی مگر نفس وشیطان سے حفاظت کیلئے دعا ہی ضروری ہے قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے صاف طور پر فرما دیا۔ اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ تم مجھے پکارو میں تمہاری دعا قبول کرونگا، ہر وقت اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجتوں کا سوال کرتے رہنا چاہیے اللہ تعالیٰ مانگنے سے خوش ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ تو انسانوں سے ماؤں سے زیادہ محبت کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جب بچپن میں تیری ماں تجھے مارا کرتی تھی لیکن تو پھر بھی اس کی آغوش میں پناہ لیا کرتا تھا۔ بھاگ کر اسی کی طرف جاتا تھا۔

کیا آپ کو لگتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تو ایک ماں سے ستر گنا زیادہ اپنے بندوں سے محبت کرتا ہے جب ہم اس کی طرف بھاگتے ہیں تو وہ بڑھ کر ہمیں تھام لیتا ہے ہم ایک قدم اس کی طرف چلتے ہیں تو وہ دس قدم ہماری طرف آتا ہے ہم چل کر اس کی طرف جاتے ہیں اور وہ بھاگ کر ہماری طرف آتا ہے۔ اللہ اس قدر مہربان اس قدر Responding!! بن مانگے سب کچھ عطا کرنے والا۔ اسے کچھ بتانے کی ضرورت نہیں پڑتی، اسکے سامنے کوئی وضاحت نہیں کرنی پڑتی۔ وہ تو دلوں کے بھید سے واقف ہے۔ سب عیاں ہے اس پر مظلوم کی آسمانوں کی طرف اٹھی ایک نظر..... دکھی دل کی تڑپ..... ٹوٹے دل کی پکار..... خاموش بہتے آنسوؤں کا راز..... جبین نیاز میں تڑپتے سجدوں، سب سے نہ صرف وہ اللہ واقف ہے بلکہ چارہ ساز بھی وہی ہے۔ ہمیں ہم سے بڑھ کر صرف وہی جانتا ہے۔ اور وہی قادر مطلق ہے۔ اس کا فضل ہو تو دعا کی توفیق نصیب ہوتی ہے۔ دھیان اس کی طرف لگ جاتا ہے۔ نیکی

کی توفیق ملنے لگتی ہے۔ اچھے کام خود بخود ہمارے ہاتھوں سے سرانجام پانے لگتے ہیں۔ گناہوں پر ندامت ہونے لگتی ہے اس کی مہربانی ہو تو اس کا احساس اس کا خیال ہر عمل ہر سوچ میں اس کی انگلی تھام لیتا ہے اس سے باتیں کرنے کی مشورے لینے کی عادت پڑنے لگتی ہے۔ اللہ مہربان ہو تو اللہ کے بندوں کے ساتھ مہربان ہونے کو جی چاہتا ہے اور اللہ نامہربان ہو جائے تو دعا چھن جاتی ہے ہم نے کچھ لوگوں کو کہتے سنا کیا کریں دعا مانگنے کو دل ہی نہیں چاہتا نماز پڑھکر بغیر دعا کئے اٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ آپکو معلوم ہے یہ مایوسی کی انتہائی کیفیت ہے بزرگ کہتے ہیں یہ سختی اور عذاب کی ایک شکل ہے کہ آپ سے دعا چھن جائے۔ کیونکہ دعا اللہ سے آپ کی کمیونیکیشن، آپ کے رابطے کو بڑھاتی ہے۔ جو اللہ سے نہیں مانگتا اللہ اس سے ناراض ہو جاتا ہے۔ دعا تو قرب الٰہی کی ایک شکل ہے اللہ پاک اس بات کو پسند فرماتا ہے کہ اس کے بندے بار بار اس سے مانگیں، اس سے سوال کریں اور وہ انہیں دیتا ہی چلا جائے، عطا کرتا ہی چلا جائے، نوازتا ہی چلا جائے۔ تمہارا پروردگار حیا والا اور بخشش والا ہے اور اپنے بندے سے جب وہ ہاتھ اٹھاتا ہے، حیا کرتا ہے کہ اسے خالی ہاتھ پھیرے۔ (ابوداؤد، الترمذی)

رحمت خداوندی غضب خداوندی سے وسیع

ہمیں یاد رکھنا چاہیے کہ اللہ کی رحمت اللہ کے غضب سے زیادہ وسیع ہے اس کی رحمت لامحدود ہے، بندے کو جیسے جیسے اللہ کا قرب حاصل ہوتا ہے ویسے ویسے اس میں عاجزی بڑھتی چلی جاتی ہے، اپنے گناہگار ہونیکا احساس بہت شدت سے ہونے لگتا ہے۔ پھر اللہ کے غضب سے بہت ڈر لگتا ہے لیکن اسکی کریمی اور رحمت پر نظر جاتی ہے تو دل کو سہارا سا ہوتا ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے کہا جائے کہ سارے لوگ جنت میں جائیں گے سوائے ایک شخص کے تو مجھے خوف ہے کہ وہ ایک شخص میں ہی نہ ہوں، اور اگر مجھے بتایا جائے کہ ایک شخص کے سوا کوئی جنت میں نہیں جائے گا تو مجھے امید ہے کہ وہ ایک شخص عمر رضی اللہ عنہ ہی ہوگا۔

دعا پر اعتماد نیکی ہے لیکن جب ہم تنہائی اور خاموشی میں دعا مانگ رہے ہوتے ہیں تو اس یقین کا اعلان کرتے ہیں کہ ہمارا اللہ تبارک و تعالیٰ تنہائی میں ہمارے پاس ہے، وہ خاموشی کی زبان سمجھتا ہے دعا میں خلوص آنکھوں کو پرنم کر دیتا ہے اور یہی دعا کی منظوری کی دلیل ہے، دعا، چپکے چپکے عاجزی، ندامت، محبت، اور حضوری کا احساس لئے اللہ کو پکارتے رہنے کا نام ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔ اَلدُّعَآءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ دعا عبادت کا مغز اور گودا ہے اس سے دعا کی اہمیت کا اندازہ لگتا ہے عبادتوں کے بعد اللہ تعالیٰ سے گڑ اگڑا کر مانگنے کی عادت ڈالیں اللہ کی ذات تو وہ ہے جو بندوں کے مانگنے پر خوش ہوتی ہے اور اللہ چاہتے ہیں کہ میرے بندے مجھ سے بار بار سوال کریں دنیا کا بڑا سے بڑا مالدار و رئیس بھی مانگنے سے خوش نہیں ہوتا ایک دو بار دیکر بعد میں جھڑک بھی دے گا مگر اللہ تبارک وتعالی سے جو جتنا سوال کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے اتنا ہی نوازتے ہیں اور اس بندے سے اتنا ہی زیادہ خوش ہوتے ہیں اس لئے ہم دعا کرنے سے ہرگز نہ کترائیں۔ دعا اللہ تعالیٰ سے رابطہ کا ایک ذریعہ ہے۔ A Way of Communication Allah Pak دعا: رشتوں کی اذیت سے بچاتی ہے جب آپ لوگوں کے لئے دعا کرتے ہیں جن کے باعث آپ رنج میں ہوں، تکلیف اور اذیت میں ہوں تو اذیت کم ہو جائے گی، واقعۂ طائف یاد کیجئے، آقائے دوجہاں

ﷺ کے جوتے اہل طائف کے سلوک کے باعث خون سے بھرے ہوئے ہیں۔
آخر اس دعا کرنے میں کوئی تو راز ہے۔

دشمنوں کے بارے میں حضور اکرم ﷺ سے بددعا کرنیکی درخواست کی جارہی ہے مگر آپ ﷺ کیا فرمارہے ہیں۔ اَللّٰھُمَّ اِھْدِ قَوْمِیْ فَاِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ، اے اللہ میری قوم کو ہدایت دے وہ مجھے جانتی نہیں ہے کفار تو کس طرح اذیتیں دیں کیسی کیسی تکلیفیں پہونچائی لیکن آپ ﷺ ان کیلئے بددعا نہیں فرمائی بلکہ ہمیشہ ان کے حق میں دعاء خیر کرتے رہے آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ میں رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں غرضیکہ حضور ﷺ ہر حال میں امت کی ہدایت کیلئے دعا ہی فرماتے رہے اور ہر وقت خوشی ہو یا غمی اللہ سے مانگا کرتے اور امت کو بھی یہی تلقین فرمائی کہ تمہیں جو کچھ مانگنا ہو اللہ ہی سے مانگا کرو غیروں کے سامنے ہاتھ مت پھیلاؤ۔

ماشاء اللہ سے گڑگڑا کر مانگو

اللہ رب العزت اس بندے سے جو اللہ سے مانگتا ہے بہت خوش ہوتے ہیں۔ اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّ خُفْيَةً تم اپنے رب کو پکارو گڑگڑا کر اور آہستہ سے حدیث شریف میں ایک مثال دی گئی ہے کہ ایک شخص کہیں سفر پر جارہا ہے اونٹنی پر نوشتۂ سفر رکھے ہوئے ہے راستہ میں ایسی جگہ اس کی اونٹنی گم ہوگئی جہاں کھانے کیلئے کوئی چیز اور پینے کیلئے ایک قطرہ پانی تک میسر نہیں وہ شخص زندگی سے مایوس ہوکر ایک درخت کے پاس ٹیک لگا کر موت کی نیت سے سوجاتا ہے کہ اب تو مرنا ہی پڑے گا اسکو نیند آجاتی ہے پھر یکا یک اس کی نیند کھلتی تو کیا دیکھتا ہے کہ اس کی اونٹنی مع ساز وسامان کے اس کے پاس کھڑی ہے یہ منظر دیکھ کر وہ اتنا خوش ہوتا ہے کہ کہتا اَنْتَ عَبْدِیْ وَاَنَا رَبُّکَ اے اللہ تو میرا بندہ اور میں تیرا رب ہوں یعنی خوشی میں

زبان سے الٹی بات کہد یا اسے کہنا چاہیے تھا کہ اے اللہ تو میرا رب ہے اور میں تیرا بندہ ہوں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جب کوئی بندہ مجھ سے سوال کرتا ہے اور مانگتا ہے تو میں اس سے کہیں زیادہ خوش ہوتا ہوں شاعر کہتا ہے۔

تو وہ داتا ہے کہ دینے کیلئے
در تیری رحمت کے ہر دم ہیں کھلے

قصور ہمارا ہے کہ ہم اللہ سے دعا مانگتے نہیں جب ہم دعا کریں گے گڑگڑا کر اللہ تعالیٰ سے مانگیں گے تو اللہ تعالیٰ اپنی رحمتوں سے نوازیں گے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

مخلوط تعلیم اور مخلوط ملازمت معاشرہ کی تباہی کا باعث

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ، وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحٰبِہٖ اَجْمَعِیْنَ، اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِکَ وَبَنٰتِکَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ یُدْنِیْنَ عَلَیْھِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِھِنَّ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ

محترمہ صدر معلّمہ عزیزہ طالبات ماؤں اور بہنو! آج کے ترقی یافتہ دور میں دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ عصری تعلیم بھی ضروری ہوگئی ہے بالکلیہ اس کا انکار تو نہیں کیا جاسکتا ہے البتہ عصری علوم کے حاصل کرنے کا جو طریقہ رائج ہے اور نوجوان لڑکے اور لڑکیاں ایک ساتھ تعلیم حاصل کرتے ہیں یہ طریقہ صحیح نہیں ہے ظاہر ہے کہ جب نوجوان لڑکے لڑکیاں ایک ساتھ تعلیم حاصل کریں گے تو گناہوں سے کبھی بھی بچ نہیں سکتے اور پھر عصری علوم حاصل کرکے خواتین ملازمت بھی اختیار کرتی ہیں

جہاں غیروں کے ساتھ آفسوں میں ملازمت کرنی پڑتی ہے کبھی رات ڈیوٹی کبھی دن ڈیوٹی گویا ایک طویل عرصہ غیروں کے ساتھ گذارنا پڑتا ہے جہاں گناہوں سے بچ جانا بہت ہی مشکل بلکہ ناممکن ہے کیوں کہ پٹرول بھی ہو اور ماچس بھی لگایا جائے اور آگ نہ لگے ایسا ناممکن ہے۔ کیونکہ اسلام نے پردے کو لازم اور ضروری قرار دیا ہے اور یہ اسی وقت ہوسکتا ہے جبکہ مخلوط تعلیم سے احتیاط کی جائے اور مخلوط ملازمت سے بچا جائے اور اسلام نے تو گھر کی پوری ذمہ داری مرد کے سر ڈالی ہے پھر عورت کو ملازمت کرنیکی ضرورت کیا ہے ہاں اگر مزید پیسہ کمانا مقصد ہے چونکہ پیسہ بھی وقت کی اہم ضرورت ہے تو اس کے اسلامی قوانین وضوابط کی روشنی میں پیسہ کما کر اپنی معاشی حالت بھی درست کی جاسکتی ہے پردے کیساتھ کوئی کام کرے اس سے منع نہیں کیا گیا ہے اور اگر کوئی ایسا ہنر ہو جو گھر کے اندر رہ کر ہی کر لیا جائے تو اور بھی اچھا ہے بلکہ آج کل کی خواتین کو ایسے ہنر بھی سیکھنا چاہیے تا کہ وہ بھی خود کفیل رہیں اور معاشی حالت درست ہے۔

گھر کی ترقی سے معاشرہ ترقی کرتا ہے

دو باتیں سمجھ لیجیے۔ ایک تو یہ کہ معاشی ترقی میں عورت کا کردار انتہائی اہم، ناگزیر اور فعال ہے، دوسرا یہ کہ یہ کردار پس پردہ ہے۔ معاشی ترقی میں عورت کی شرکت اور اس سے بڑھ کر اس کے حصے کا مطلب یہ لیا گیا کہ عورت گھر سے باہر نکلے اور ملازمت کرے۔ گویا عورت کی ملازمت معاشی ترقی کے لیے ناگزیر سمجھی گئی۔ خود امریکا میں مردوں کی ملازمت کی شرح ۷۵ فی صد سے گھٹ کر ۶۰/۵۵ فی صد ہو رہی ہے اور عورتوں کی شرح ملازمت بڑھ کر ۵۰ فی صد سے زیادہ ہو رہی ہے۔ گویا جس مالی ذمہ داری سے اسلام نے عورت کو بری الذمہ رکھا تھا، مغرب نے

اس بوجھ کو عورت پر لاد دیا، ایک اور اہم بات یہ ہے کہ وہاں بھی میاں بیوی یا جو بھی پارٹنرز ہیں، آٹھ دس گھنٹوں کی ملازمت کے بعد جب گھر پہنچتے ہیں تو گھریلو امور کی جتنی کچھ بھی انجام دہی کرنی ہو، وہ اسی عورت سے توقعہ کی جاتی ہے، جو خود بھی کئی گھنٹوں کی تھکا دینے والی ملازمت کر کے گھر لوٹتی ہے۔

دیکھئے مرد گھر سے نکلے اور ملازمت اختیار کرے تو کچھ نہ کچھ مسائل حل ہوتے ہیں،لیکن جب عورت گھر سے نکلتی ہے تو اصل میں ہمہ جہت مسائل کا آغاز ہوتا ہے۔مغرب، خاتون خانہ کوStay at home Ladies کا عنوان دیتا ہے۔اس طرح وہ برسرِ روزگار عورت کی تعریف پر پوری نہیں اترتی خواہ وہ گھر میں کتنا ہی کام کرتی ہواور گھر والوں کی خدمت میں چاہے کتنا ہی مصروف رہتی ہو،لیکن اس کا معاشی ترقی میں کوئی کردار تصور نہیں کیا جاتا، بظاہر اقتصادی ترقی اور معاشی سرگرمیوں میں اس کا براہ راست کردار نہیں ہے،لیکن اگر ایک عورت اپنے شوہر، بھائی، بیٹوں اور والدہ کو اس طرح سہولت و آرام فراہم کرے کہ گھر کے مرد مل کر معاشی ترقی میں احسن انداز میں کام کرتے ہیں تو کیا یہ کردار معاشی ترقی میں شمار نہیں ہونا چاہیے۔اگر ایک خاتون سلائی جانتی اور پکوان سے واقف ہے، بجٹ کے حساب سے گھر کو چلانے کی استعداد رکھتی ہے، اس طرح وہ گھر میں آسودگی اور معاشی ترقی کا باعث بنتی ہے، گھر معاشرے کا ایک بنیادی یونٹ ہے اس لیے اگر گھر میں ترقی ہو رہی ہے تو کیا معاشرہ ترقی نہیں کرے گا۔ یہ تصویر کا ایک ایسا رخ ہے جس پر ہمیں سوچنا چاہیے۔

مغربیت نے خواتین کی فلاح کے لیے جس راستے کا انتخاب کیا ہے وہ بجائے خود بگاڑ کا راستہ ہے اور اب تک کے حقائق اس کی تائید کر رہے ہیں، اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ الہامی تعلیمات کے بغیر ان کی کوئی تشریح ممکن نہیں ہے اور نہ کوئی

ماڈل قابل عمل ہوسکتا ہے یہ بات بھی ظاہر ہے کہ دنیا کا کوئی قانون، آئین، ملک، نظر یہ مرد اور عورت (میاں بیوی) کے درمیان انصاف اور عدل پر مبنی تعلقات، حقوق وفرائض اور توازن کو بیان نہیں کرسکتا۔

اس توازن کو صحیح طور پر بیان کرنے کیلئے الہامی تعلیمات کا ہونا ضروری ہے اوراس وقت روئے زمین پر الہامی تعلیمات صرف اسلام ہی کے پاس ہے اسلام نے مرد وعورت کے توازن کو قائم کرنے کیلئے جواصول وقوانین بیان کئے ہیں وہی اصول لاگو کرنے کے لائق ہیں اورانہیں قوانین و اصول کی پابندی کرنے میں معاشرے کی تباہی کو دور کیا جاسکتا ہے اور صالح معاشرے کی تشکیل کی جاسکتی ہے، عورت نے جب گھر سے باہر قدم رکھا تو فتنے کے دروازے کھل گئے عورت پردے میں رکھنے کی شئی ہے نہ کہ اس کو روزی کمانیکی ذمہ داری دے کر مصیبت میں مبتلا کئے جانیکی عورت کی تخلیق کچھ اس طرح خالق کائنات کی ہے کہ وہ گھر کے چھوٹے چھوٹے کام انجام دے۔

عورت کی جسمانی ساخت مشقت کے کاموں کی متحمل نہیں

یہاں پر صرف مرد اور عورت کی برابری (Gender Equality) کی چند مثالیں پیش خدمت ہیں۔ تصور کیا گیا کہ عورت بھی مردوں کے شانہ بشانہ کام کرے وہی کام کرے، اور ویسا ہی کام کریں جیسا کہ مرد کرتے ہیں۔ مرد وزن کی برابری کا مطلب یہ لیا گیا کہ وہ ٹریفک وارڈن بن جائیں اور ٹریفک کے روانی کو کنٹرول کریں (پچھلے دنوں دیکھا کہ ۴۳،۴۴ ڈگری گرمی کی شدت میں خواتین ٹریفک وارڈن کی حیثیت سے ڈیوٹی انجام دیتی رہی ہیں۔ سخت دھوپ میں وہ بیچاری خود ہی ہلکان ہورہی تھیں۔ کجا یہ کہ ٹریفک کی روانی کو قابو میں کرتیں) جہاز اڑائیں، پیٹرول

پمپ پر فیول بھریں، فاسٹ فوڈ ریسٹورنٹ میں ملازمت کریں، مساج ہاؤس یا مراکزِ مالش میں خدمات فراہم کریں، مزار قائد پر کیڈٹ کے فرائض انجام دیں اور گھنٹوں ساکت وجامد کھڑی رہیں۔

شیطانی چالیں

اگر ترقی کی اس دوڑ میں عورت اپنا کردار پس پردہ طے کر لے تو کیا شرح ملازمت میں کمی آجائے گی؟ نہیں، تاہم یہ ضرور ہے کہ فیشن کی چکا چوند، دنیا میں ماند پڑ جائے گی، بیوٹی فی کیشن کی رنگین دنیا پھیکی ہو جائے گی۔ ۱۰/ارب ڈالر کی یہ آرایش حسن کی صنعت جس کا غالب حصہ شیطان اور اس کے ایجنٹوں کی جیب میں چلا جاتا ہے، سرد ہو جائے گی، اگر معاشی ترقی میں عورت اپنا کردار ادا کرنے کے لیے مردوں کے شانہ بشانہ کام انجام دینے کا بیڑا اٹھائے تو یہ شیطان کے ایجنڈے پر عمل پیرا ہونے کے مترادف ہوگا۔ اس میں ایک اہم بات نوٹ کر لیجیے کہ خاتون کی گھر واپسی بہت مشکل ہوگی، اس معاشی دوڑ میں عورت آگے جاتے جاتے اپنے غلط کاموں کو منوانے کی کوشش کر رہی ہے جائز کے بعد اسفل سے اسفل کردار لیکن خوش نما انداز میں اور دل فریب اصطلاحات کے پردوں میں اپنی جگہ بناتی چلی جاتی ہے، پہلے جسم فروش (prostitutes) اور فاحشہ کی اصطلاح عام تھی، ایک بری اور گندی اصطلاح، جس میں فرد کا کردار بھی معیوب سمجھا جاتا تھا، پھر اقوام متحدہ نے اپنی چھتری تلے اس اصطلاح کو اعزاز بخشا اور اسے سیکس ورکر یا جنسی کارکن کا نیا عنوان دیا اب جس طرح ایک خاتون محنت مزدوری کرتی ہے اور اپنا پیٹ پالتی ہے، کہا گیا کہ اسی طرح یہ بھی محنت مزدوری کرتی ہے یہ بھی ورکر ہے بس سیکس ورکر ہے تو کیا ہوا؟ نَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ ذَالِکَ.

عورت ایک کھلونا بن گئی ہے

مختلف کمپنیاں اپنی اشتہاری مہمات کیلئے عورتوں اور اپنی ملازم خواتین سے وہ کام لیتی ہیں کہ درندے بھی سر ما جائیں، اِنْ هُمْ اِلَّا كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ سَبِيْلاً (الفرقان ۲۵:۴۴) یہ تو جانوروں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی گئے گزرے، مگر یہ سب انہوں نے کیوں کیا؟ اس لیے کہ یہ بقا کی اور مارکیٹ کی جنگ ہے ملازمت کا مسئلہ ہے مارکیٹنگ مقابلے کا طرق کار ہے، اسی لیے عرض ہے کہ گھر واپسی تو کیا ہوگی، ملازمت کی مجبوری اور تشخص کی بحالی کے نام پر ان حدوں تک اس عورت کو لے جایا جارہا ہے کہ اَلْاَمَان وَالْحَفِيْظ، بلکہ اس کے ساتھ عورت کو یوں گلیمرائز یا بنا سنوار کر پیش کیا جارہا ہے کہ وہ عورت کے بجائے ایک کھلونا معلو ہوتی ہے۔

غریب گھرانے کی یہ حالت

آزادی اور مرد وزن کی برابری کے عنوان سے جب یہ عورت مجبورا یا شوقیہ معاشی ترقی کی دوڑ میں گھر سے باہر نکلی تو اخلاقی نظام منہدم ہوا، کوئی تصور نہیں کرسکتا تھا کہ شریف گھرانوں کی لڑکیاں ہاتھ میں بیگ اٹھائے، رات کے اوقات میں سپر اسٹورز کے دورے کریں گی، ڈاکٹروں سے ملاقاتیں ہوں گی، میڈیکل اسٹور اور فارمیسی میں دواؤں کے آرڈر حاصل کریں گی، اور رات گئے گھر واپس ہوں گی۔ کیا اس سے اخلاقی بحران نہیں پیدا ہورہا؟ پچھلے دنوں ایک نوجوان لڑکی کے متعلق معلوم ہوا کہ وہ ایک معروف فاسٹ فوڈ ریسٹورنٹ میں ویٹرس کی حیثیت میں جاب کرتی ہے، اس کا تعلق ایک غریب گھرانے سے ہے اور وہ ایک پسماندہ علاقے میں رہتی ہے، اب یہ لڑکی جینز اور شرٹ پہنے چھوٹے سے محلے کے کچے سے مکان سے

نکل کر جاب پر جاتی ہے، جہاں سر سے دوپٹہ سرک جائے تو گھر کے بڑے توجہ دلاتے تھے، جہاں حجاب اختیار کرنے کی تہذیب سکھائی جاتی تھی، وہاں پر اب یہ مناظر عام ہیں اس طرح کے لباس کا تصور ان کے خاندان کے بزرگوں نے خواب وخیال میں نہ کیا ہوگا، لیکن اب رفتہ رفتہ اس تبدیلی کو قبول کرنے کا رجحان بھی بڑھ رہا ہے اور پرفریب جاب کے خوش نما اسٹیٹس کے ساتھ نو جوان لڑکیاں معاشی کردار ادا کر رہی ہیں۔ اگر یہ کام خواہ مجبوراً انجام دیے جا رہے ہوں اور مہنگائی نے یہ راستہ دکھایا ہو، یہ سوال کہ مہنگائی کیوں بڑھ رہی ہے یہاں زیر بحث نہیں، البتہ اتنا ضرور ہے کہ اس کا تعلق بھی اخلاقی ضابطوں کو توڑنے سے ہے۔

لڑکیوں کی ملازمت گمراہی کا دروازہ

ضمناً ایک بات یہ بھی ہے کہ تعلیمی اداروں کا اس میں بڑا اہم کردار ہے، میری نظر میں تعلیم پہلے نیشنلائز سے پرائیویٹائز ہوئی، پھر یہ کمرشلائز ہوگئی، اب یہ سیکولرائز سے گلیمرائز ہو چکی ہے، یہ سب کچھ اسٹیٹس اور ڈگریوں کے نام پر ہو رہا ہے۔ مخلوط تعلیم کے درجنوں ادارے قائم کیے گئے ہیں، اگر آپ ۱۹۹۷ء سے اب تک پچھلے دس بارہ سال میں پرائیویٹ تعلیمی اداروں کی قیام کی رفتار اور ان کے اثرات کا جائزہ لیں تو بگاڑ کو سمجھنا زیادہ مشکل نہیں ہے، دورانِ تعلیم ہی طالبات کو معاشی کردار ادا کرنے کے لیے ملٹی نیشنل کمپنیاں سنہری پیکیجز پیش کر رہی ہیں، مگر لڑکوں پر ایسی عنایات کم ہی دکھائی دیتی ہیں، یہ مشاہدہ ہے کہ عورتیں مردوں کے شانہ بشانہ ملازمت میں آئیں، مخلوط تعلیم اور مخلوط ملازمت عام ہوئی تو فیشن کا کاروبار بڑھا، اس سے گھر کی معیشت پر بوجھ بڑھا اور معاشرے میں مصنوعی مسابقت کا رجحان بڑھا، خواتین جسمانی کمزوریوں اور بیماریوں کے ساتھ ساتھ

اعصابی مسائل کا شکار ہوئیں، خوف و ہراس اور عدم تحفظ کے سبب نفساتی مسائل سامنے آئے۔عورت کو اپنے اس موجودہ کردار سے کتنا اور کیا فائدہ ہوا؟ ایک رپورٹ کی درج ذیل الفاظ خود حقیقت بیان کررہے ہیں دنیا کی آبادی میں عورتوں کی تعداد ۵۱ فی صد ہے، ان میں سے ۶۶ فی صد ملازمت کرتی ہیں مگر ۱۰ فی صد آمدنی حاصل کرتی ہیں لیکن ایک فیصد سے بھی کم جایداد کی مالک ہوتی ہیں۔

(اقوام متحدہ، جنوبی ایشیا ۲۱ ویں عالمی کانفرنس ۲۰۰۱ء)

معاشرے کی اصلاح اسلامی طریقہ میں

حالات و واقعات کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلامی نظام اور اسلامی قوانین ہی فطرت انسانی کے عین موافق ہیں مرد و عورت کیلئے جو الگ الگ ذمہ داریاں اسلام نے ڈالی ہیں عورتوں کیلئے گھر کی چہار دیوارں کو لازم اور ضروری قرار دیا اور کسب معاش کی مکمل ذمہ داری مرد کے سر ڈالی ہے اور گھریلو ذمہ داری عورت کے سپرد کردی اور اسی گھر کا نظام صحیح چل سکتا ہے جس میں عورت کو کسب معاش کیلئے دوڑ دھوپ نہ کرنی پڑے صرف گھریلو ذمہ داری ہی نبھائے اللہ تعالیٰ صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

دوزخ میں عذاب کی مختلف صورتیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ فِی الدَّرْکِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

قابل صدر احترام معلمات، صدر جلسہ، ماؤں اور بہنو! یہ دنیا دار العمل ہے اور آخرت میں اس عمل کا نتیجہ ملنے والا ہے یہاں جیسا عمل کریں گے اچھا یا برا مرنے کے بعد ویسا ہی بدلہ پائیں گے جو اللہ کی مرضیات پر زندگی گذاریں گے ان کو جنت ملے گی جہاں طرح طرح کی نعمتیں اور راحت کی چیزیں دستیاب ہیں ایسی نعمتیں انسان جن کا تصور ہی نہیں کرسکتا نہ ہی آنکھوں سے ایسی نعمتوں کا کبھی مشاہدہ کیا ہوگا اور نہ ہی کانوں سے ایسی نعمتوں کے تعلق سے سنا ہوگا اور ایک دو سال کیلئے یہ نعمتیں نہیں ہونگی بلکہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گی کبھی ختم ہونے والی نہیں، لیکن جو لوگ اللہ کی

نافرمانی کر کے زندگی گذریں گے انکو مرنے کے بعد جہنم میں داخل ہونا پڑیگا جہاں عذاب کی بہت ساری چیزیں ہونگی انسان درد سے چیخ و پکار لگائے گا، مگر اس کی ایک بھی نہ سنی جائیگی اور ہمیشہ ہمیشہ اسی تکلیف میں مبتلا رہے گا۔

اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ (بلاشبہ منافقین دوزخ کے سب سے نیچے کے طبقہ میں جائیں گے) سے بھی یہی واضح ہوتا ہے کہ جہنم کے متعدد طبقے ہیں، اکابر نے ان طبقوں کے نام اور ان طبقوں والوں کی تفصیل اس طرح بتائی ہے جس کا نام ہاویہ ہے اور دوسرا طبقہ جو ہاویہ کے اوپر ہے مشرکین کے لئے ہے جس کا نام جحیم ہے پھر جحیم کے اوپر تیسرا طبقہ سقر جو لامذہب فرقہ صائبین کے لئے ہے، چوتھا طبقہ جو سقر سے اوپر ہے نظی ہے وہ ابلیس اور اس کے متبعین کے لئے ہے اور اس کے اوپر پانچواں طبقہ یہود کے لئے ہے جس کا نام حطمہ ہے، اور چھٹا طبقہ سعیر ہے جو نصاری کے لئے ہے اور سب سے اوپر ساتواں طبقہ جہنم ہے جو گنہگار مسلمانوں کیلئے ہے اسی پر پل صراط قائم ہوگی اور گو سب طبقات پر لفظ جہنم کا اطلاق آیا ہے لیکن اصل میں اسی ایک طبقہ کا نام جہنم ہے یہ بھی لکھا ہے کہ طبقات جہنم کے ہر دروازے سے دوسرے دروازے تک سات سو برس کی مسافت ہے۔

مصیبت ناک گردن

رسول خدا ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن دوزخ سے ایک گردن نکلے گی جس کی دو آنکھیں ہوں گی اور دو کان ہوں گے جن سے سنتی ہوگی اور ایک زبان ہوگی جس سے بولتی ہوگی وہ کہے گی، میں تین شخصوں پر مسلط کی گئی ہوں (۱) ہر سرکش ضدی پر (۲) ہر اس شخص پر جس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی دوسرا معبود ٹھہرایا (۳) تصویر بنانیوالے پر۔ (ترمذی)

آج کل لوگ تصویر کشی کو معمولی چیز سمجھتے ہیں اور اسے گناہ ہی تصور نہیں کرتے خصوصاً شادیوں اور سیر وسیاحت کیلئے جب پارکوں میں جاتے ہیں تو بڑی شان کے ساتھ تصویریں کھینچتے ہیں اور کبھی یہ خیال تک نہیں آتا شریعت نے اس سے نع کیا ہے اور ہم اسکی وجہ سے سخت گناہ میں مبتلا ہو رہے ہیں اور آخرت میں سخت عذاب سے ہمیں دو چار ہونا پڑے گا، بہر حال جہنم کا ایک طبقہ حطمہ ہے جسکو سورہ ہمزہ میں بیان کیا گیا ہے۔

حطمہ کیا ہے؟

نَارُ اللّٰهِ الْمُوْقَدَةُ الَّتِیْ تَطَّلِعُ عَلَی الْاَفْئِدَةِ اِنَّهَا عَلَيْهِمْ مُّؤْصَدَةٌ فِیْ عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ. (ہمزہ) حطمہ سلگائی ہوئی اللہ کی وہ آگ ہے جو دلوں تک جا پہنچے گی، وہ آگ ان پر لمبے لمبے ستونوں میں بند کر دی جائے گی۔

دنیا میں کسی کو آگ لگتی ہے تو دل تک پہنچنے سے پہلے ہی اس کی روح نکل جاتی ہے لیکن دوزخ میں چونکہ موت ہی نہ آئے گی اس لئے سارے بدن کے ساتھ دلوں پر بھی آگ چڑھی بیٹھی ہوگی اور خوب جلائے گی آگ بند کر دی جائے گی، یعنی دوزخیوں کو دوزخ میں بھر کر آگے سے دروازے بند کر دیے جائیں گے کیونکہ اس میں ان کو ہمیشہ رہنا ہوگا نکلنا تو نصیب ہی نہ ہوگا لمبے لمبے ستونوں کا مطلب یہ ہے کہ آگ کے اتنے اتنے بڑے شعلے ہوں گے جیسے ستون ہوتے ہیں اور دوزخی اس میں بند ہوں گے۔ (بیان القرآن)

دوزخ پر مقررہ فرشتوں کی تعداد

عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ۔ (مدثر) دوزخ پر انیس فرشتے مقرر ہوں گے۔ ان انیس میں سے ایک مالک ہے اور باقی خازن ہیں، اور گو دوزخیوں کو سزا دینے کے لئے ان

میں کا ایک فرشتہ بھی کافی ہے مگر مختلف قسم کے عذاب دینے اور عذاب کے انتظام کے لئے ۱۹ فرشتے مقرر ہیں۔ جن کے متعلق سورہ تحریم میں ہے۔ عَلَيْهَا مَلٰئِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَا اَمَرَهُمْ وَ يَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ۔ اس پر سخت اور مضبوط فرشتے مقرر ہیں جو اللہ کی (ذرا) نافرمانی اس کے حکم میں نہیں کرتے اور جو حکم ہوتا ہے وہی کرتے ہیں۔ بیان القرآن میں درمنثور سے نقل کیا ہے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ دوزخ پر مقرر شدہ فرشتوں میں سے ہر ایک کی تمام جنات اور انسانات کی برابر قوت ہے۔

کافروں کو جہنم کی طرف ہنکایا جائیگا

وَسِيْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اِلٰى جَهَنَّمَ زُمَرًا حَتّٰى اِذَا جَآءُوْهَا فُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَتْلُوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِ رَبِّكُمْ وَيُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا قَالُوْا بَلٰى وَلٰكِنْ حَقَّتْ كَلِمَةُ الْعَذَابِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ قِيْلَ ادْخُلُوْآ اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ. (زمر ۷۱۔ ۷۲) جو کافر ہیں وہ جہنم کی طرف گروہ گروہ بنا کر ہانکے جاویں گے یہاں تک کہ جب دوزخ کے پاس پہونچنے لگے تو اس کے دروازے کھول دیئے جاویں گے اور ان سے دوزخ کے محافظ کہیں گے کیا تمہارے پاس تمہیں لوگوں میں سے پیغمبر نہ آئے تھے جو تم کو تمہارے رب کی آیتیں پڑھکر سنایا کرتے تھے اور تم کو تمہارے اس دن کے پیش آنے سے ڈرایا کرتے تھے وہ کافر کہیں گے ہاں لیکن عذاب کا وعدہ کافروں پر پورا ہو کر رہا کہا جاوئے گا کہ جہنم کے دروازوں میں داخل ہو اور ہمیشہ اس میں رہا کرو غرض تکبر کرنیوالوں کا برا ٹھکانہ ہے۔ وَلِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ اِذَآ اُلْقُوْا

فِیۡہَا سَمِعُوۡا لَہَا شَہِیۡقًا وَّ ہِیَ تَفُوۡرُ تَکَادُ تَمَیَّزُ مِنَ الۡغَیۡظِ. (سورہ ملک پ۲۹) اور جو لوگ اپنے رب کا انکار کرتے ہیں ان کے لئے دوزخ کا عذاب ہے اور وہ بری جگہ ہے جب یہ لوگ اس میں ڈالے جائیں گے تو اس کی ایک بڑی زور کی آواز سنیں گے اور وہ اس طرح جوش مارتا ہوگا جیسے ابھی غصہ کی وجہ سے پھٹ پڑے گا۔ سورہ نبا میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔ اِنَّ جَہَنَّمَ کَانَتۡ مِرۡصَادًا لِّلطّٰغِیۡنَ مَاٰبًا لّٰبِثِیۡنَ فِیۡہَاۤ اَحۡقَابًا لَا یَذُوۡقُوۡنَ فِیۡہَا بَرۡدًا وَّ لَا شَرَابًا اِلَّا حَمِیۡمًا وَّ غَسَّاقًا جَزَآءً وِّفَاقًا اِنَّہُمۡ کَانُوۡا لَا یَرۡجُوۡنَ حِسَابًا وَّ کَذَّبُوۡا بِاٰیٰتِنَا کِذَّابًا وَ کُلَّ شَیۡءٍ اَحۡصَیۡنٰہُ کِتٰبًا فَذُوۡقُوۡا فَلَنۡ نَّزِیۡدَکُمۡ اِلَّا عَذَابًا (بے شک دوزخ ایک گھات ہے یعنی عذاب کے فرشتے تاک اور انتظار میں ہیں کہ کافر آویں تو ان کو پکڑتے ہی عذاب دیں) سرکشوں کا ٹھکانہ ہے جس میں وہ بے انتہا زمانوں پڑے رہیں گے اس میں نہ تو کسی ٹھنڈک کا مزہ چکھیں گے اور نہ پینے کی چیز کا بجز گرم پانی اور پیپ کے یہ پورا بدلہ ملے گا وہ لوگ حساب کا اندیشہ رکھتے تھے اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا کرتے تھے اور ہم نے ہر چیز لکھ کر محفوظ کر رکھا ہے سو مزہ چکھو ہم تم کو سزا ہی بڑھاتے چلے جائیں گے۔

دوزخی موت کی تمنا کریں گے

اِذَا رَاَتۡہُمۡ مِّنۡ مَّکَانٍۭ بَعِیۡدٍ سَمِعُوۡا لَہَا تَغَیُّظًا وَّ زَفِیۡرًا وَ اِذَاۤ اُلۡقُوۡا مِنۡہَا مَکَانًا ضَیِّقًا مُّقَرَّنِیۡنَ دَعَوۡا ہُنَالِکَ ثُبُوۡرًا. (فرقان) جب وہ دوزخ ان کو دور سے دیکھے گا تو وہ دیکھتے ہی اس قدر غضب ناک ہوکر جوش مارے گا کہ وہ لوگ دور ہی سے اس کا جوش وخروش سنیں گے اور جب وہ اس کی کسی تنگ جگہ میں ہاتھ پاؤں جکڑ کر ڈال دیئے جائیں گے تو وہاں موت ہی موت پکاریں گے۔

ابھی جہنم دوزخیوں سے سو سال کے فاصلہ پر ہوگا کہ اس کی نظریں ان پر پڑیں گی اور ان کی نظریں اس پر پڑیں گی۔ وہ دیکھتے ہی پیچ و تاب کھائے گا، اور جوش وخروش سے آوازیں نکالے گا جن کو وہ سن لیں گے اور جب اس میں دھکیل دیئے جائیں گے تو موت کو پکاریں گے یعنی جیسے دنیا میں کسی مصیبت کے وقت کہتے ہیں ہائے مر گئے۔ ابن ابی حاتم کی ایک روایت میں ہے کہ رسول خدا ﷺ نے اِذَا رَأَتْهُمْ کو تلاوت فرما کر دوزخ کی دو آنکھیں ثابت فرمائیں۔ (ابن کثیر)

دوزخ کے سانپ اور بچھو

رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بے شک دوزخ میں بڑی لمبی گردنوں والے اونٹوں کی برابر سانپ ہیں جن کے زہریلے مادہ کی حقیقت یہ ہے کہ ایک بار جب ان میں سے ایک سانپ ڈسے گا، تو دوزخی چالیس سال تک اس کی سوزش محسوس کرتا رہے گا پھر فرمایا اور بے شک دوزخ میں پالان سے لدے ہوئے خچروں کی طرح بچھو ہیں جن کے زہریلے مادہ کی حقیقت یہ کہ ایک بار جب ان میں سے ایک بچھو ڈسیگا تو دوزخی چالیس سال تک اس کی سوزش محسوس کرتا رہے گا۔

قرآن شریف میں ہے زِدْنَا هُمْ عَذَابًا فَوْقَ الْعَذَابِ الایہ (یعنی ہم ان کے لئے عذاب پر عذاب بڑھا دیں گے اس شرارت کے بدلے جو وہ کرتے تھے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا کہ آگ کے عام عذاب کے علاوہ ان کے لئے یہ عذاب بڑھا دیا جاوے گا کہ ان پر بچھو مسلط کئے جائیں گے جن کے کیلئے بڑے دانت لمبی لمبی کھجوروں کے برابر ہوں گے۔

(قال في الترغيب رواه ابويعلى والحاكم و قال صحيح على شرط الشيخين)

دوزخ کا سائبان

آج دنیا کے اندر جو لوگ آخرت کو جھٹلاتے ہیں آنکھیں بند ہونگی تو معلوم ہو جائیگا کہ ہم نے جو کچھ جھٹلایا اور مذاق اڑایا سب صحیح نکلا ہمارا نظریہ اور عقیدہ سب غلط ثابت ہوا اور اب یہاں سوائے عذاب کے کوئی چارہ نہیں سورہ مرسلات میں رب العلمین ارشاد فرماتا ہے۔ اِنۡطَلِقُوۡا اِلٰی مَا کُنۡتُمۡ بِہٖ تُکَذِّبُوۡنَ اِنۡطَلِقُوۡا اِلٰی ظِلٍّ ذِیۡ ثَلٰثِ شُعَبٍ لَّا ظَلِیۡلٍ وَّلَا یُغۡنِیۡ مِنَ اللَّھَبِ اِنَّھَا تَرۡمِیۡ بِشَرَرٍ کَالۡقَصۡرِ کَاَنَّہٗ جِمٰلَتٌ صُفۡرٌ وَیۡلٌ یَّوۡمَئِذٍ لِّلۡمُکَذِّبِیۡنَ کفار سے کہا جائیگا تم اس عذاب کی طرف چلو جسکو جھٹلایا کرتے تھے ایک سائبان کی طرف چلو جسکی تین شاخیں ہیں جس میں نہ سایہ ہے اور نہ گرمی سے بچاتا ہے وہ انگارے برساویگا جیسے بڑے بڑے محل جیسے کالے کالے اونٹ اس روز حق کے جھٹلانے والوں کی بڑی خرابی ہے، ھٰذَا یَوۡمُ لَا یَنۡطِقُوۡنَ وَلَا یُؤۡذَنُ لَھُمۡ فَیَعۡتَذِرُوۡنَ یہ ایسا دن ہوگا کہ وہ بول بھی نہ سکیں گے اور نہ ہی ان کو اجازت دی جائے گی کہ معذرت کریں، دوزخ کی ہولنا کی بڑی سخت ہوگی نہ آدمی کو موت آئیگی کہ عذاب سے چھٹکارا پا جائے اور نہ ہی عذاب ٹلے گا اور ہمیشہ ہمیشہ عذاب ہوتا رہیگا اور جب سب جنتی کو جنت میں بھیج دیا جائیگا اور دوزخی کو دوزخ میں تو موت کو بھی موت آجائیگی تو جنتی ہمیشہ ہمیشہ کیلئے جنت اور دوزخی ہمیشہ کیلئے دوزخ میں رہیں گے اللہ ہم سب کو جنت میں داخل فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعۡوَانَا اَنِ الۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ

☆☆☆

اسلام میں بیٹی کی عظمت اور اہمیت

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّابَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَلَاتَقْتُلُوْا اَوْلَادَکُمْ خَشْیَۃَ اِمْلَاقٍ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ

صدر جلسہ، قابل صد احترام معلمات، عزیزہ طالبات! آج میری تقریر کا موضوع ہے اسلام میں بیٹی کی عظمت اور اہمیت اس عنوان سے بارہا آپ نے بہت سی باتیں قرآن وحدیث کی روشنی میں سنی ہونگی میں بھی کوئی بات نہیں بلکہ قرآن وحدیث اور علماء واکابرین کے فرمودات کی روشنی میں کچھ عرض کرنا چاہتی ہوں اسلام کی آمد سے قبل سرزمین صحابہ بلکہ پورے عرب اگر یہ کہا جاے تو بیجا نہ ہوگا روئے زمین کے اکثر حصوں پر بیچاری بیٹیوں کی عزت وقعت نہ تھی بڑی ہی کسمپرسی کے عالم میں اپنی زندگی کے ایام گذار رہی تھیں قرآن کریم نے اہل مکہ کے تعلق سے انکی دختر کشی کو ذکر کیا اور احادیث کے اندر بھی رونگٹے کھڑے کردینے والے چند واقعات کا تذکرہ ملتا ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ مکہ میں ہم عورتوں کو بالکل ہیچ سمجھتے تھے۔ البتہ مدینہ میں نسبتاً ان کی عزت وقدر

تھی، لیکن جب اسلام آیا اور اللہ نے ان کے متعلق قرآنی آیات نازل فرمائیں تو ہمیں ان کی قدر و منزلت معلوم ہوئی"۔ (صحیح بخاری)

بیٹیوں کی پرورش کرنے والوں کو جنت کی بشارت دی گئی ہے روایت ہے کہ بیٹیاں تمہاری نیکیاں ہیں اور بیٹے اللہ کی نعمت ہیں اور نعمت پر شکر داد کرنے پر نعمت میں اضافہ کا وعدہ ہے اب وہ لوگ سوچیں، جو بیٹی کی پیدائش پر افسوس اور ندامت کا اظہار کرتے ہیں۔ بیٹی کی پیدائش پر بھی ویسی ہی جائز خوشی کا اظہار کرنا چاہیے جیسا کہ بیٹے کی ولادت پر کیا جاتا ہے" اس عورت کو مبارک اور بابرکت فرمایا گیا جس کے ہاں اولاً بیٹی کی ولادت ہو۔

حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا جس شخص کے ہاں کوئی بیٹی یا بہن ہو اور وہ اسے نہ تو زندہ درگور کرے (جیسا کہ زمانہ جاہلیت میں رواج تھا کہ لوگ فقر کے خوف سے بچیوں کو پیدا ہوتے ہی زندہ دفن کر دیتے تھے اور آج کے ترقی یافتہ اور مہذب دور میں بھی ایسے متعدد واقعات سامنے آتے ہیں) نہ اس کو ذلت وحقارت کے ساتھ رکھے اور نہ دینے دلانے وغیرہ میں اپنے بیٹے کو اس پر ترجیح دے تو اللہ تعالیٰ اس کو (سابقین وصلحاء کیساتھ) جنت میں داخل کرے گا۔ (سنن ابوداؤد)

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا جو شخص تین بیٹیوں یا ان ہی کی طرح تین بہنوں کی پرورش کرے اور پھر ان کی تربیت کرے اور ان کے ساتھ پیار وشفقت کا برتاؤ کرے یہاں تک کہ اللہ ان کو بے پرواہ بنا دے (یعنی وہ بڑی ہو جائیں اور بیاہ دی جائیں) تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت کا مستحق گردانتا ہے۔ یہ سن کر ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ کیا دو بہنوں یا دو بیٹیوں کی پرورش کرنے پر بھی یہ اجر ملتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں دو پر بھی یہ اجر ملتا ہے، حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا جو شخص دو بیٹیوں کی پرورش اور دیکھ بھال کرے یہاں تک کہ وہ بلوغ کی

حدتک پہنچ جائیں (شادی بیاہ کے بعد اپنے خاوند کے پاس چلی جائیں) تو وہ شخص قیامت کے روز اس طرح آئے گا کہ میں اور وہ اس طرح ایک دوسرے کے قریب ہوں گے: یہ کہہ کر آپ ﷺ نے اپنی انگلیوں کو باہم ملا کر دیکھایا۔ (صحیح مسلم)

بیٹی کے ساتھ حسن سلوک بہترین صدقہ

حضرت سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کیا میں تمہیں بہترین صدقے کے بارے میں بتاؤں؟ اور وہ صدقہ اپنی اس بیٹی کے ساتھ حسن سلوک کرنا ہے جو تمہارے پاس واپس بھیج دی گئی ہے اور جس کیلئے تمہارے علاوہ اور کوئی کمانے والا نہیں ہے یعنی اگر تمہاری بیٹی کو اس کے شوہر نے طلاق دے دی ہو اور نہ تو اس کے پاس کوئی ایسا ذریعہ معاش ہو جس سے وہ اپنی زندگی کے دن پورے کر سکے اور نہ کوئی بیٹا اور کوئی ایسا خبر رکھنے والا جو اپنی کمائی کے ذریعہ اس کیلئے گذر بسر کا سامان زیست فراہم کر سکے بلکہ صرف تم ہی اس کیلئے واحد سہارا بن سکتے ہو اور وہ ناچار تمہارے گھر آ گئی ہو تو تمہاری طرف سے اس کی کفالت اور اس کے ساتھ حسن سلوک ایک بہترین صدقہ ہے۔ (سنن ابن ماجہ)

بیٹیوں کی پرورش دخول جنت کا ذریعہ

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ایک دن میرے پاس ایک عورت آئی، اس کے ساتھ اس کی دو بچیاں بھی تھیں، اس نے مجھ سے سوال کیا (یعنی مجھ سے کچھ مانگا، لیکن اس کو دینے کیلئے میرے پاس ایک کھجور کے علاوہ کچھ نہیں مل سکا) (یعنی اس وقت میرے پاس ایک کھجور کے علاوہ اور بھی کچھ نہیں تھا) چنانچہ میں نے اس کو وہی ایک کھجور دے دی، اس نے اس کھجور کو آدھی آدھی اپنی

دونوں بچیوں کو بانٹ دیا اور خود اس میں سے کچھ نہیں کھایا اور پھر وہ اٹھی اور باہر چلی گئی۔ اتنے میں نبی کریم ﷺ تشریف لائے میں نے آپ ﷺ سے اس عورت کا یہ واقعہ بیان کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا جو شخص ان بچیوں میں سے کچھ یعنی ایک یا دو اور زیادہ لڑکیوں کی وجہ سے ابتلاو آزمائش میں مبتلا کیا جائے اور وہ ان بچیوں کیساتھ حسن سلوک کرے تو وہ بچیاں اور ان کے ساتھ کی گئی نیکی اس کیلئے دوزخ کی آگ سے پردہ بنیں گی'' (بخاری ومسلم) یعنی ایک بات یہ بیان کی گئی کہ اگر کسی شخص کی بیٹیاں ہی بیٹیاں ہوں تو اس کو ان کیساتھ بدسلوکی کرنے کے بجائے ان کی شفقت ومحبت کے ساتھ سرپرستی کرنی چاہیے۔ ان کو دینی تعلیم وتربیت سے آراستہ کرنا چاہیئے اور ان کے ساتھ مہربانی لطف وکرم اور حسن سلوک اس وقت تک کرنا چاہیئے جب تک ان کی شادی نہ ہو جائے جو شخص ایسا کریگا نبی کریم ﷺ اسے جنت کی بشارت دیتے ہیں اسی طرح اس بھائی کیلئے حکم ہے جس کی چھوٹی چھوٹی بہنیں ہوں، اسے بھی اپنی ان بہنوں کو وبال جان نہیں سمجھنا چاہیئے بلکہ ان کا پورا خرچ برداشت کرنا چاہیئے اور انکو علم دین داری کے زیور سے آراستہ کرنا چاہیئے اور شادی ہونے تک ان کیساتھ حسن سلوک کرتے رہنا چاہیئے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس شخص کے ہاں کوئی بچی پیدا ہوئی، اس نے جاہلیت کے طریقے پر اسے زندہ دفن نہیں کیا اور نہ اسے حقیر جانا اور نہ لڑکوں کو اس کے مقابلے میں ترجیح دی، تو اللہ ایسے شخص کو جنت میں داخل کرے گا۔ یعنی جس شخص کو اللہ بیٹیاں ہی دیتا ہے، تو درحقیقت بیٹیاں اللہ تعالیٰ کا عطیہ ہیں اللہ دیکھنا چاہتا ہے کہ والدین بچوں کے ساتھ کیا سلوک کرتے ہیں جو نہ انہیں کما کر دینے والی ہیں اور نہ خدمت کیلئے ان کے ساتھ ہمیشہ رہنے والی ہیں پھر بھی ان کیساتھ اچھا سلوک کیا جائے تو یہ والدین کی بخشش کا سبب بنیں گی۔

لڑکیوں کو حقیر مت سمجھیں

بدقسمتی سے آج بھی بعض گھرانوں میں بیٹی کی پیدائش کو منحوس تصور کیا جاتا ہے اور اس پر ناک بھوں چڑھائی جاتی ہے لیکن یہ انتہائی جاہلانہ اور مشرکانہ تصور ہے اور اللہ تعالیٰ کی ناشکری بھی ہے اسلام کا تصور تو یہ ہے کہ لڑکی ہو یا لڑکا دونوں اللہ تعالیٰ کا عطیہ ہیں۔ آپ ﷺ نے بیٹیوں کی تربیت کرنے والے شخص کو جنت کی بشارت دی ہے لڑکی کو حقیر نہ جانئے اور لڑکوں کو اس پر کسی معاملے میں ترجیح نہ دیجئے، دونوں کے ساتھ یکساں محبت کا سلوک کیجئے۔

مذکورہ حدیث میں برابری کا سلوک کرنے والے کو جنت کی بشارت دی گئی ہے یعنی ایسی بیٹی جس کی کسی وجہ سے شادی نہیں ہوتی یا شادی کے بعد طلاق مل گئی ہے اور تمہارے سوا اس کے کھلانے پلانے والا نہیں ہے تو اس پر جو کچھ تم خرچ کرو گے وہ اللہ کی طرف سے بہترین صدقہ ہوگا۔ عام طور پر اس طرح کی لڑکی جسے طلاق ہوگئی ہو یا بیوہ ہو چکی ہو یا کسی عذر کی وجہ سے اس کی شادی نہ ہو سکی ہو اسے بوجھ تصور کیا جاتا ہے، لیکن ایک اسلامی معاشرے میں اطاعت شعار، اہل ایمان اس طرح کی بے سہارا بیٹیوں کی کفالت کو اپنا دینی اور اخلاقی فرض تصور کرتے ہیں اور نبی کریم ﷺ نے انہیں جنت کی بشارت دی ہے کہ یہ لڑکیاں ان کیلئے قیامت کے دن جہنم کی آگ سے ڈھال بن جائیں گی: اللہ تعالیٰ ہمیں تعلیمات نبوی ﷺ پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

جاہلیت کی رسم بد

قرآن کریم نے زمانہ جاہلیت کی ایک رسم بد کا تذکرہ یوں کیا ہے۔ وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰى ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِيْمٌ يَتَوَارٰى مِنَ الْقَوْمِ

مِنْ سُوْٓءِ مَابُشِّرَبِہٖ اَیُمْسِکُہٗ عَلٰی ھُوْنٍ اَمْ یَدُسُّہٗ فِی التُّرَابِ اَلَاسَآءَ مَایَحْکُمُوْنَ.(نحل ۵۷.۵۸) یہ چودھویں پارے کی آیت ہے جسکا ترجمہ یہ ہے اور جب ان میں سے کسی لڑکی کی بشارت دی جاتی ہے تو اسکا چہرہ سیاہ پڑ جاتا ہے اور وہ غم سے گھٹا جاتا ہے اور قوم سے چھپتا پھرتا ہے اس چیز کیوجہ سے جسکی اسے خوشخبری دی گئی آیا اس کو ذلت کے ساتھ روکے رکھے یا اس کو مٹی کے اندر دبا دے کان کھول کر سن لو ! بہت بڑا فیصلہ یہ لوگ کر رہے ہیں، تیسویں پارے میں ایک جگہ اللہ تعالی ارشاد فرماتے ہیں۔وَاِذَا الْمَوْءٗدَۃُ سُئِلَتْ بِاَیِّ ذَنْبٍ قُتِلَتْ اور جب زندہ در گور کی گئی لڑکی کے بارے میں سوال کیا جائے گا کہ کس گناہ میں اسے قتل کیا گیا، غرضیکہ اسلام سے قبل طبقۂ نسواں پر بڑے ظلم کئے گئے اور جب اسلام آیا تو اس نے عورتوں کو عزت ورفعت عطا کی بیٹیوں کی اہمیت لوگوں کے دلوں میں پیدا کی اور جو لوگ لڑکیوں کو زندہ درگور کر دیا کرتے تھے وہی لڑکیوں کو پناہ دینے لگے یہ حضور اکرم ﷺ کی تعلیم کا نتیجہ تھا لڑکیوں اور یتیم بچوں کی پرورش پر سبقت کرنے لگے مگر آج پھر اسی قدیم جاہلیت کی طرف لوگ لوٹ رہے ہیں اور لڑکی جو باعث رحمت ہے اس کو باعث ذل وعار تصور کیا جانے لگا اور میڈیکل چیک آپ کے ذریعہ جنین کی جنس معلوم کر کے لڑکی ہونے کی صورت میں اس کو رحم مادر میں قتل کر دیا جاتا ہے کیا یہ زندہ درگور کرنے سے کم ہے اللہ ہماری حفاظت فرمائے اور شریعت کے ایک ایک حکم پر عمل کرنیکی توفیق عطا فرمائے آمین !

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

چھوٹی نیکیوں کے اثرات

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ، وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحٰبِهٖ اَجْمَعِيْنَ، اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. اِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِيْنَ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

محترمہ صدر جلسہ مشفق ومہربان معلمات عزیزہ طالبات ماؤں اور بہنو! میری تقریر کا موضوع ہے چھوٹی نیکیوں کے اثرات کے تعلق سے چند باتیں آپکی خدمت میں پیش کرنی ہے، ہم جو بھی نیکی کریں اللہ سے اس کے بارے میں خیر کی ہی توقع رکھیں بعض دفعہ کوئی چھوٹی سے نیکی کرتا ہے اور وہی اسکی نجات کا ذریعہ بن جاتا ہے اور بڑی بڑی نیکیاں انسان کی ہلاکت وبربادی کا سبب بن جاتی ہیں اسلئے بڑی نیکیوں پر اترانا نہیں چاہیے اور چھوٹی نیکیوں کو حقیر نہیں سمجھنا چاہیے۔ بسا اوقات انسان کوئی نیکی کرنے لگتا ہے تو محض اس لئے چھوڑ دیتا ہے کہ یہ تو چھوٹی سی نیکی ہے اس کے کرنے سے کون سا فرق پڑے گا؟ مگر کسی عمل کو بھی خواہ وہ چھوٹا ہو یا بڑا حقیر نہیں سمجھنا چاہیے، کیوں کہ اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے اگر نیت ٹھیک رہی اور

اخلاص کے ساتھ کوئی عمل کیا تو ہو چھوٹا سا عمل بھی بہت بڑا کام دکھا سکتا ہے، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَاتِ چھوٹی نیکیوں کے کئی واقعات تاریخ کی کتابوں میں ملتے ہیں کہ کس طرح لوگوں نے چھوٹی چھوٹی نیکیاں کیں جو اللہ تعالیٰ کو پسند آ گئی، اور اللہ تعالیٰ نے ان نیکیوں کی وجہ سے ان کی مغفرت فرمادی۔

کتے کو پانی پلانے کیوجہ سے بخشش

حدیث کی کتابوں میں گذشتہ امتوں میں ایک شخص کا تذکرہ کیا گیا ہے کہ وہ بدکار اور فاحشہ عورت تھی ایک دفعہ وہ کہیں جارہی تھی دیکھا کہ ایک کتا شدت پیاس کیوجہ سے جان بلب ہو رہا ہے اس عورت نے اپنا دوپٹہ اتارا اور چمڑے کے موزے میں باندھکر کنوئیں سے پانی نکالا اور کتے کو سیراب کیا اللہ تعالیٰ کو اس فاحشہ عورت کا عمل اتنا پسند آیا کہ اسکی ساری غلطیاں معاف فرمادی اور جنت عطا فرمادی، ایک شخص جارہا تھا اس نے دیکھا کہ راستہ میں ایک درخت کی شاخ ہے جس کی وجہ سے لوگوں کو آنے جانے میں تکلیف ہو رہی ہے اس نے وہ ٹہنی کاٹ دی اللہ تعالیٰ نے اس معمولی سی نیکی کیوجہ سے اس کی مغفرت فرمادی اس لئے چھوٹی نیکیوں کو بھی چھوٹی سمجھ کر چھوڑ نہ دیں اور اللہ جس نیکی کو قبول کرلیں وہ چھوٹی کہاں ہے حدیث شریف میں آتا ہے کہ ایمان کی ستر سے زائد شاخیں ہیں اس میں ادنی درجہ راستہ سے کسی تکلیف دہ چیز کا ہٹا دینا ہے۔

بشر حافی اللہ کے ولی کیسے بنے

تاریخ کی کتابوں میں ایک نام حضرت بشر رحمۃ اللہ علیہ کا آتا ہے حضرت بشر رحمۃ اللہ علیہ ولایت کو پہنچنے سے پہلے چوری اور ڈاکہ زنی میں مشہور ہوا کرتے تھے، قتل وقتال ان کا

شیوہ ہوا کرتا تھا، ایک دن حضرت بشر گھر سے چوری کی نیت سے نکلے، راستے میں ایک گندگی کا ڈھیر نظر آیا اور اس پر ایک کاغذ کا ٹکڑا پڑا دیکھا حضرت بشر نے جب اس کاغذ کو دیکھا تو اس کے اوپر لفظ ''اللہ'' لکھا تھا، حضرت بشر نے اس کاغذ کے ٹکڑے کو اٹھایا اور اس کو دھو کر اونچی جگہ رکھ دیا رات کو حضرت بشر سوئے تو انکو خواب میں ایک بزرگ ملے جنہوں نے حضرت بشر رحمۃ اللہ علیہ کو یہ خوشخبری سنائی کہ ''آپ نے اللہ کا نام کو پاک کیا اور بلند کیا اللہ نے آپ کو پاک کرنے اور بلند کرنے کا اعلان فرما دیا ہے'' حضرت بشر جب نیند سے بیدار ہوئے تو ان کی زندگی بدل چکی تھی، اٹھے اور گھر سے بیابان جنگل کی طرف نکل پڑے، بیابان جنگل میں جا کر حضرت بشر نے اللہ تعالیٰ کی عبادت شروع کر دی۔ ایک دن قرآن کی تلاوت کر رہے تھے کہ آیت مبارکہ '' اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ مِهٰدًا '' پر نظر پڑی، منہ سے ایک زوردار چیخ نکلی کہ میرے رب نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا ہے ''اے بشر! کیا ہم نے تمہارے لیے زمین کو بچھونا نہیں بنا دیا؟ حضرت بشر پکارنے لگے کہ ''یا اللہ! تو نے بشر کیلئے زمین کو بچھونا بنا دیا لیکن یہ بشر ناپاک جسم اور ناپاک قدموں کیساتھ تیری اس زمین پر چلتا رہا ہے۔ بشر کا یہ اعلان ہے کہ آج کے بعد تیری زمین پر ناپاک جوتوں کے ساتھ نہیں چلے گا بلکہ ننگے پاؤں چلے گا۔'' ادھر رب العلمین کی غیرت جوش میں آئی۔ مؤرخین لکھتے ہیں کہ ''اللہ تعالیٰ نے زمین کو حکم دے دیا کہ میرے توبہ کیا ہوا بندہ بشر جب بھی تیرے اوپر چلنے کے لئے آئے تو اپنی گندگی کو اپنے اندر سمیٹ لینا کیوں کہ بشر نے میرے نام کو پاک کیا تھا میں نے بشر کو پاک کرنے کا اعلان کر دیا ہے آج کے بعد بشر کو کسی قسم کی گندگی کا سامنا نہ کرنے پڑے''۔

قارئین کرام! حضرت بشر رحمۃ اللہ علیہ کی یہ نیکی جو بظاہر تو چھوٹی سی نیکی تھی اللہ تعالیٰ کو اتنی پسند آ گئی کہ وہ بشر جو ضلالت و گمراہی میں غلطاں تھا اللہ تعالیٰ نے اس کو

اپنا نام پاک کر کے بلند کرنے کی وجہ سے پاک کر دیا اور ان کو اتنا بلند کر دیا کہ حضرت بشر رحمۃ اللہ علیہ کا نام وقت کے اولیاء میں شمار ہونے لگا اور تاریخ کے اوراق میں حضرت بشر رحمۃ اللہ علیہ کو سنہری حروف سے یاد کیا جانے لگا۔

اللہ کی رحمت بہانہ ڈھونڈھتی ہے

اللہ تعالیٰ کی رحمت بہانہ ڈھونڈھتی ہے کس کی کونسی ادا پسند کر لیں کوئی کیا کر سکتا ہے گذشتہ قوموں میں ایک شخص تھا اس نے مرتے وقت اپنے لڑکوں کو وصیت کر دی میری لاش کو جلا کر اسکی راکھ سمندروں اور ہواؤں میں اڑا دینا اسلئے کہ میں نے بڑے بڑے گناہ کیئے ہیں اگر اللہ نے میرے اوپر قابو پالیا تو مجھے سخت سزائیں دیگا چنانچہ اس کے ورثاء نے ایسا ہی کیا اللہ تعالیٰ نے سمندروں اور ہواؤں کو حکم دیا کہ اس کے ذرات کو اکٹھا کر کے لائیں چنانچہ اس کا ڈھانچہ تیار ہو گیا پھر اس میں روح ڈالی گئی اور اللہ تعالیٰ اس سے سوال کیا کہ ایسی وصیت تو نے کیوں کی اس نے عرض کیا اے اللہ تجھے خوب معلوم ہے کہ تیرے عذاب سے ڈر کر میں نے ایسا کیا اللہ تعالی نے فرمایا جا میں نے تجھے بخشدیا، یہ ہے اللہ کی رحمت اور اگر کوئی اپنی نیکیوں پر اتراتا اور تکبر کرتا ہے تو اس کی سخت گرفت ہوتی ہے اور اسکی ساری نیکیاں تباہ و برباد ہو جاتی ہے۔ مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰهِ رَفَعَهُ اللّٰهُ وَمَنْ تَكَبَّرَ فَوَضَعَهُ اللّٰهُ جو اللہ کیلئے تواضع کرتا ہے اللہ اسے بلند کرتے ہیں اور جو تکبر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے دھنسا دیتے ہیں اللہ تعالیٰ ہم کو خوب نیکیاں کرنیکی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

حجاب اور پاک دامنی بڑی دولت ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّابَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. وَقَرْنَ فِیْ بُیُوتِکُنَّ وَلاتَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاھِلِیَّۃِ الْاُوْلٰی وَاَقِمْنَ الصَّلٰوۃَ وَاٰتِیْنَ الزَّکٰوۃَ وَاَطِعْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ۔(احزاب۳۳)

قابل صد احترام معلمات، عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو!

یہ آیت کریمہ جو میں آپ کے سامنے پڑھی ہے اس میں خطاب تو ازاوج مطہرات رضی اللہ عنہن کو خاص ہے انہیں کو حکم دیا جارہا ہے اپنے گھروں کے اندر قرار پکڑو بلاضرورت شدیدہ گھر سے باہر قدم مت رکھو اور قدیم جاہلیت کے بناؤ سنگھار کرنے کی طرح تم مت کرو، نماز قائم کرو، زکوۃ ادا کرو اور اللہ ورسول کی اطاعت و فرمانبرداری کرو۔ قرآن کریم اور احادیث کے اندر سبب نزول اگرچہ کوئی خاص واقعہ کیوں نہ ہو یا کسی کے لئے خاص کیوں نہ ہو مگر اس کا حکم پوری امت کے لئے عام ہوا کرتا ہے لہٰذا جو حکم آیت کریمہ میں ازواج مطہرات کو دیا گیا ہے وہی حکم پوری امت کی خواتین کے لئے ہے۔

آج سے صدیوں پہلے کا ایک واقعہ ہے کہ ایک عورت نے عدالت میں جا کر اپنے شوہر کے خلاف دعویٰ کیا کہ اس پر میرا پانچ سو دینار مہر باقی ہے، قاضی نے شوہر سے پوچھا تو اس نے انکار کر دیا اور کہا کہ میرے ذمہ میری بیوی کا ایک پیسہ بھی نہیں ہے، قاضی نے کہا کہ کوئی گواہ ہے؟ شوہر نے گواہوں کو پیش کر دیا، ایک گواہ سے قاضی نے کہا کہ اس آدمی کی بیوی کا چہرہ دیکھو تا کہ تم اس کی صحیح صحیح نشاندہی کر سکو۔ وہ گواہ اٹھا تا کہ اس عورت کا چہرہ دیکھ کر اس کو پہچان سکے۔ شوہر نے جب دیکھا تو گھبرا کر پوچھا کہ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ تم میری بیوی کا چہرہ دیکھو؟ اس پر قاضی صاحب بولے کہ پھر یہ صحیح صحیح کیسے بتلا سکتا ہے کہ یہ تمہاری بیوی ہے! اس پر شوہر کو غیرت آ گئی اور فوراً اس نے کہا کہ میں پانچ سو دینار دینے کو تیار ہوں مگر میری بیوی کی بے پردگی مجھ کو کسی حال میں برداشت نہیں، بیوی کے دل پر اپنے شوہر کی اس غیرت وحمیت کا اتنا زیادہ اثر پڑا کہ وہ آگے بڑھی اور قاضی صاحب سے کہا کہ میں اپنے اس مہر کو معاف کرتی ہوں، نہ دنیا میں اس کو مانگوں گی، نہ آخرت میں۔ قاضی صاحب ان دونوں میاں بیوی کے اخلاق اور سیرت کی بلندی کو دیکھ کر حد درجہ متاثر ہوئے اور لوگوں کو متوجہ کر کے کہا کہ کتنے اچھے اخلاق کے یہ لوگ ہیں۔

کہنے کو تو یہ ایک معمولی سا واقعہ ہے لیکن اگر غور کیا جائے تو اس ایک معمولی واقعہ میں ہمارے آپ کیلئے عبرت کے کئی پہلو ہیں، اب سے پہلے جب مغربی تہذیب وتمدن کا پرتو تک نہ پڑا تھا اور اسلامی تہذیب وتمدن کا مبارک سایہ سروں پر قائم تھا، تو ہر سوسائٹی میں خواہ وہ دیندار ہو یا نہ ہو، حیا اور پاکدامنی کی اصل قیمت تھی۔

مندرجہ بالا واقعہ میں قاضی صاحب کا یہ عمل مسئلہ کو سلجھانے کی ایک شکل تھی، جو کامیاب ثابت ہوئی، پانچ سو دینار کوئی کم قیمت کے نہیں ہوتے لیکن پاکباز شوہر کو

پانچ سو دینار دینا منظور تھا لیکن وہ ایک لمحہ کے لیے اس کو گوارہ نہ کرسکا کہ کوئی غیر محرم اس کی بیوی کا چہرہ تک دیکھ سکے اور لوگوں کے سامنے اس کی بیوی نقاب الٹ کر آئے یہ عمل کوئی خوشی کا نہ تھا، جبراً کیا جارہا تھا لیکن یہ جبر یہ عمل بھی اس کو گوارا نہ ہوا، اور اس نے پانچ سو دینار دینے کا اعلان کردیا، دوسری طرف اس کی بیوی کے ضمیر کی بلندی، حوصلہ مندی، اخلاق وایثار کی مثال دیکھئے کہ اس نے جب اپنے شوہر کی پاکبازی اور حیا و پاکدامنی کو دیکھا تو فوراً اس نے مہر کو معاف کردیا اور منٹوں میں ساری زندگی کا مسئلہ حل ہوگیا، نہ کوئی فضیحہ ہوا، نہ لڑائی دونگا، نہ تو تو میں میں، نہ مقدمہ چلا نہ گواہ پیش ہوئے، ایک دینی عمل، اخلاق وضمیر کی بلندی نے دونوں کے دل ملادیے اور دونوں کو برباد ہونے سے بچالیا۔

ذرا اس واقعہ کو آج کی دنیا میں لایئے اور پڑھ کر آج مسلم سوسائٹی کا جائزہ لیجیے تو زمین وآسمان کا فرق پایئے گا، آج دولت کے آگے دین، اصول، ضمیر، اخلاق، محبت، ایثار کسی کی کوئی قیمت نہیں، اگر ادنیٰ سی دولت بھی ہاتھ آتی ہو تو دین کا بڑے سے بڑا اصول مٹایا جاسکتا ہے، اخلاق کو پیروں تلے روندا جاسکتا ہے، ضمیر واخلاق کو پامال کیا جاسکتا ہے، اور کیا جارہا ہے آج دولت اصل چیز ہے اس کے حاصل کرنے کے لیے غیرت وحمیت، عفت وحیا سب سرِ بازار نیلام کی جارہی ہے، گھروں کی تلخیاں، میاں بیوی کی نااتفاقیاں، خانگی لڑائیاں، یہ سب دولت کی بے پناہ بھوک کی وجہ سے بڑھ رہی ہیں، ایک ہمارے وہ بزرگ تھے جو پانچ سو دینار جیسی قیمتی دولت کو بچانے کے لیے ایک منٹ بھی اپنی بیوی کو بے نقاب کرنا گوارہ نہ کرتے تھے اور ایک آج ان کے نام لیوا ہیں جو مٹھی بھر دولت کی خاطر بے حیائی کو گھر گھر عام کرتے ہیں اور اپنے گھروں کی عورتوں کو بے پردہ اور بداخلاقی کی وبا کو عام کرنے والی جگہوں پر پہنچاتے ہیں۔

ایک وہ بیبیاں تھیں جن کے دلوں میں شوہروں کی عزت، دولت کی وجہ سے نہ تھی بلکہ وہ اخلاق کی بلندی کی بناء پر ان کی قدر کرتی تھیں، ان بہنوں کے نزدیک روپے پیسے کی اصل میں کوئی قیمت نہ تھی بلکہ اخلاق و دین کی قدر و قیمت تھی، اس پاک بی بی نے جب دیکھا اس کا شوہر امیر ہونے سے زیادہ اخلاق وحیا کی دولت سے مالا مال ہے تو اس کا دل شوہر سے حد سے زیادہ متاثر ہوا اور یہ سمجھ کر کہ اس کا شوہر دنیا کا دولت مند آدمی ہے، اس کے پاس صرف روپیہ نہیں ہے لیکن اخلاق ودین، ضمیر واصول، حیاو پاک بازی کے وہ انمول جواہرات ہیں جن کی قیمت دنیا کا امیر ترین آدمی بھی ادا نہیں کرسکتا تو اس نے پانچ سو دینار پر بخوشی لات ماردی اور مہر معاف کر کے خود اپنی پاکبازی، اخلاق وکردار کی بے پناہ بلندی کا ثبوت دیا۔

بے پردگی ام الخبائث ہے

اسلام نے پردے پر جتنا زور دیا ہے اور جس طرح اس کا اہتمام کیا ہے اگر قوم مسلم اس پر عمل پیرا ہو جائے تو سینکڑوں برائیوں سے معاشرہ پاک وصاف ہوسکتا ہے۔ قُلْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ اے نبی آپ مسلمانوں سے فرمادیجئے کہ اپنی نگاہیں نیچی کرلیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں یہ انکے لئے زیادہ پاکیزگی کا باعث ہے پھر ارشاد فرمایا۔ وَقُلْ لِلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَايُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّامَاظَهَرَ مِنْهَا وَيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ اور اے نبی مسلمان عورتوں سے فرمادیجئے کہ اپنی نگاہیں نیچی کرلیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں اور اپنے مقام زینت کو ظاہر نہ کریں مگر جو ان میں سے ظاہر ہو، اور اپنے دوپٹے اپنے سینے پر ڈال لیں، غور کرنیکا مقام ہے کہ عورتوں اور مردوں کو الگ

الگ طور پر خطاب کیا جارہا ہے اس سے اندازہ لگائیے کہ پردہ کتنی اہم شئی ہے۔ نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں۔ **اَلنِّسَاءُ حَبَائِلُ الشَّيْطَانِ** عورتیں شیطانوں کی جالیں ہیں انہیں کے ذریعہ وہ مردوں کو پھانستا ہے جب عورتیں بن سنور کر بلا حجاب وپردے نکلتی ہیں تو شیطان مردوں کو انگلیوں سے اشارہ کرتا ہے یہی وجہ ہے آج پہلے کے مقابلہ میں برائیاں مزید عام ہوتی جارہی ہیں نوجوان دوشیزائیں بے پردہ اور تنہا پھرتی ہیں اور دور دراز کا سفر بھی کرتی ہیں جس سے فتنے کے دروازے کھلتے ہیں اور مغرب کی آوارہ تہذیب کی پیروی کرنیوالوں نے مساوات کا نعرہ بلند کر کے صنف نازک کے اندر رہی سہی شرم وحیا کا بھی جنازہ نکال کر رکھدیا اعلیٰ تعلیم کے نام پر مخلوط تعلیم دی جانے لگی جہاں نوجوان دوشیزاوں کیساتھ نوجوان لڑکے تعلیم حاصل کر رہے ہیں اور پھر ایک ساتھ گھومنا پھرنا پارکوں اور گلیوں میں جانا اور سیر وتفریح کے نام پر بے حیائی کو فورغ دینا گویا ایک معمول بن گیا ہے کالج کے اندر پڑھنے والی لڑکیوں میں عموما شرم وحیا مفقود ہوتی ہے مخلوط تعلیم جس کا رجحان بڑی تیزی سے بڑھ رہا ہے یہ معاشرے وسوسائٹی کیلئے کینسر سے کم نہیں اس لئے مخلوط تعلیم سے مسلم بچیوں کی حفاظت بہت ضروری ہے اور حجاب کے بغیر معاشرہ پاک وصاف نہیں ہوسکتا اللہ تعالیٰ ہمیں سمجھ عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

ذکر الٰہی کی تاثیر

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ، وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحٰبِهٖ اَجْمَعِیْنَ، اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. یٰاَیُّهَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِیْرًا وَسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِیْلاً. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ.

قابل صد احترام معلمات ،عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! اللہ تعالیٰ نے جتنی مخلوق پیدا فرمائی ہے ہر ایک ذکر واذکار اور تسبیح وتقدیس خداوندی کرتی ہے سورۂ بنی اسرائیل میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّایُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّاتَفْقَهُوْنَ تَسْبِیْحَهُمْ ’کوئی چیز ایسی نہیں جو اللہ کی تسبیح وتحمید نہ کرتی ہو لیکن تم لوگ انکی تسبیح کو سمجھتے نہیں ہو اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کی حمد وثنا کرنا کوئی انسان ہی کے ساتھ خاص نہیں بلکہ ہر مخلوق حیوانات نباتات جمادات سبھی اپنے اپنے طور و طریق پر اللہ کی عبادت کرتے ہیں۔ كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهٗ وَتَسْبِیْحَهٗ ہر ایک مخلوق نے اپنی دعا اور تسبیح کے طریقہ کو جان لیا، جب مخلوق اللہ کا ذکر کرتی تو اللہ تعالیٰ بیحد خوش ہوتے ہیں اور فرشتوں کی بابرکت مجلس میں اسکا تذکرہ کرتے ہیں۔

ذکر اللہ سے تزکیہ وتصفیہ حاصل ہونیکی دوسری وجہ عشق الٰہی کا پیدا ہونا ہے

تزکیہ وتصفیہ اور نور یقین اس عشق کی وجہ سے بھی حاصل ہوتا ہے جو ذکر اللہ کی برکت وتاثیر سے پیدا ہو جاتا ہے جب کہ ذکر اللہ کی تاثیر کو بڑھانے والی شرائط کو ملحوظ رکھ کر صوفیاء کرام کے طریقہ پر ذکر کیا جائے۔ محض محنت وریاضت کافی نہیں بلکہ اولیاء اللہ کے طریقوں پر ذکر الٰہی کرنا سادھوسنت بھی بڑی محنت وریاضت کرتے ہیں بعض جاہل صوفیاء بغیر سیکھے استاذی کرنے لگتے ہیں اور بہت سے لوگوں کی گمراہی کا ذریعہ وسبب بنتے ہیں اس لئے کسی شیخ کامل سے اصلاحی تعلق قائم کریں اور اپنے حالات اس کو لکھ کر دیں اور اس کے بتائے ہوئے طریقوں پر عمل کریں تبھی ذکر الٰہی کا کماحقہ فائدہ ہوسکتا ہے اور اگر اصلاحی تعلق قائم نہ ہوسکے تو بھی ذکر واذکار اپنے معمول کے مطابق کرتے رہنا چاہیے۔ خصوصاً کلمہ طیبہ کہ اس بارے میں اس کی تاثیر بہت زیادہ ہے اور اکثر مشائخ نے آیت کریمہ میں بیان کئے ہیں کہ اللہ کا تم کو یاد کرنا بڑا ہے تمہارے اللہ کو یاد کرنے سے (اور اللہ کا یاد کرنا بندے کے یاد کرنے پر مرتب ہونا، ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ (فَاذْكُرُونِيْٓ اَذْكُرْكُمْ) اور یہ معنی بھی مناسب ہیں کیوں کہ حق تعالیٰ کا ہم کو یاد فرمانا بنظر رحمت وقبولیت اور عطا وفضل ہمارے تمام اوصاف ذمیمہ کو دفع کرتا ہے پس تزکیہ اور تطہیر کے بارے میں ذکر اللہ بہرحال نماز سے اکبر اور بڑا زبردست موثر ہوا۔

ذکر اللہ سے اوصاف حسنہ حاصل ہونے کی وجہ

صدق واخلاص سے اللہ تعالیٰ کے ذکر کی عالمت قلب کی رقت اور خوف ہے کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے مومنین وہ ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے

دل ڈر جاتے ہیں اور یہ اس وجہ سے کہ ان کا ذکر عبودیت اور عبادت کا ذکر اور بیداری وجمعیت وانس کا ذکر ہوتا ہے نہ کہ عادت یا غفلت اور تفرقہ ووحشت کا ذکر (ذکر کے یہ اوصاف صوفیاء کرام کی مقرر کردہ شرائط کیساتھ ذکر کرنے سے حاصل ہوتے ہیں) اور ذاکر کو اوصاف حسنہ اس وجہ سے حاصل ہوتے ہیں کہ حق تعالیٰ اس ذکر کرنے والے کو اپنی عنایت ومہربانی سے ملائکہ مقربین کی جماعت میں فخر کیساتھ یاد فرماتا ہے، چناں چہ حدیث پاک میں آیا ہے کہ جوشخص مجھ کو اپنے دل میں یاد کرتا ہے میں بھی اس کو اپنے دل میں یاد کرتا ہوں اور جوشخص مجھے مجمع میں یاد کرتا ہے میں بھی اس کو یاد کرتا ہوں جو اس کے مجمع سے بہتر ہے پس جس کو حق تعالیٰ نے یاد فرمایا اس کو ذکر قلب وسر اور مذکور میں استغراق اور ذات بحث میں غائب ہوجانے کا مرتبہ نصیب ہوجاتا ہے اور اسکا قلب عمدہ احوال سے اور اس کا بدن اعمال صالحہ سے متصف بن جاتا ہے کیوں کہ بدنی اعمال صالحہ کا حوالہ قلب کی اصلاح اور صفائی ہے اور حدیث پاک میں ہے۔ لِكُلِّ شَيْءٍ صِقَالَةٌ وَصِقَالُ الْقُلُوْبِ ذِكْرُ اللّٰهِ۔ یعنی ہر شئی کا ایک صیقل (چمکانے والا) ہوتا ہے اور قلوب کا صیقل اللہ کا ذکر ہے۔ سبحان اللہ! حق تعالیٰ شانہ نے اپنے بندوں پر کس قدر لطف خاص اور رحم اتم نازل فرمایا کہ ذکر کا حکم فرمایا اور اس کیواسطے سے تزکیہ وتصفیہ اور نورانیت وپاکی مقرر فرمائی۔

ذکر سے دل مطمئن ہوتے ہیں

ذکر سے روح میں تازگی پیدا ہوتی ہے اللہ خوش ہوتے ہیں اور پورے روئے زمین پر باران رحمت کا نزول ہوتا ہے۔ حدیث شریف میں فرمایا گیا: مِثْلُ الَّذِیْ یَذْکُرُ رَبَّهٗ وَالَّذِیْ لَایَذْکُرُ مِثْلُ الْحَیِّ وَالْمَیِّتِ جوشخص اللہ کا ذکر کرتا ہے اسکی مثال زندوں جیسی ہے اور جو اللہ کا ذکر نہیں کرتا اس کی مثال مردوں جیسی

ہے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔ وَلَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ اور اللہ کا ذکر سب سے بڑی چیز ہے یعنی دنیا میں اللہ کے ذکر سے بڑھکر کوئی چیز ہو ہی نہیں سکتی ہے دنیا اور دنیا کا سارا نظم و نسق صرف ذکر اللہ کی برکت سے ہی چل رہا ہے جس دن زمین پر کوئی ذکر اللہ کرنیوالا نہیں رہے گا اللہ تعالیٰ پوری دنیا کو ختم فرمادیں گے نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں لَوْ کَانَتِ الدُّنْیَا تَعْدِلُ عَنْدَ اللّٰہُ جَنَاحَ بَعُوْضَۃٍ مَّاسَقٰی کَافِرًا مِّنْھَا شُرْبَۃَ مَآءٍ اگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک دنیا کی حیثیت ایک مچھر کے پر کے برابر ہوتی تو اس میں سے کسی کافر کو ایک گھوٹ پانی نہ پلاتے حدیثوں سے پتہ چلتا ہے کہ دنیا اسی وقت تک قائم رہے گی جب تک اہل اللہ اور ذاکر اللہ موجود ہیں تو گویا نیک لوگوں کا موجود ہونا دنیا کیلئے باعث خیر ہے اور انہیں لوگوں کی زندگیوں میں سکون اطمینان ہوتا ہے جو ذکر الٰہی کا ورد کرتے ہیں اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ سن لو اللہ کے ذکر سے ہی دل مطمئن ہوتے ہیں۔ جو لوگ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں ان کو قلبی سکون اور راحت و آرام نصیب ہوتا ہے اور جن لوگوں کے قلوب واذہان ذکر الٰہی سے خالی ہیں خواہ وہ کتنا ہی مال و دولت کا انبار کیوں نہ لگالیں مگر قلبی سکون کبھی بھی انہیں میسر نہیں ہوسکتا ہے ہاں مال و دولت کے ذریعہ راحت و آرام کے اسباب تو ضرور اکٹھا کئے جاسکتے ہیں۔ جن لوگوں کے دلوں میں خوف خداوندی ہوا کرتا ہے وہ ظاہری طور پر اگر پریشان بھی ہوں تب بھی انکے دل مطمئن ہوتے ہیں اسلئے ہم بھی کثرت سے ذکر الٰہی کا معمول بنائیں۔ اللہ ہم سب کو اپنی مرضیات پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

عورتوں کو دینی تعلیم حاصل کرنے کیلئے

ضروری ہدایات

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُوْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلاَ مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلاَ ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لاَشَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلاَنَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. ھَلْ یَسْتَوِی الَّذِیْنَ یَعْلَمُوْنَ وَالَّذِیْنَ لاَ یَعْلَمُوْنَ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ

صدر جلسہ، محترمہ معلمات، عزیزہ طالبات، بزرگ ماؤں اور بہنو! عورتوں کے اندر آہستہ آہستہ دینی علوم حاصل کرنیکا جو پہلے جذبہ اور شوق تھا اب وہ نہیں ہے جو صاحب ثروت ہیں وہ اپنی اولاد خواہ لڑکے ہوں یا لڑکیاں بہر حال دنیوی علوم میں مصروف رکھتے ہیں اور دینی علوم کی محصل یا تو حقیر سمجھتے ہیں یا اس کی کوئی ضرورت ہی محسوس نہیں کرتے نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جوان لڑکیاں بلا حجاب و پردے کے

اسکولوں اور کالجوں میں جاتی ہیں اور یہودیوں عیسائیوں کے اداروں میں علم حاصل کرتی ہیں بلکہ بہت سی جگہوں پر تو باقاعدہ ہاسٹل کا نظم ہوتا ہے اور لڑکیاں وہاں قیام کرتی ہیں گھروں سے کوسوں دور پردیس میں جا کر مغربی علوم حاصل کرتی ہیں جہاں آزاد ماحول ہوتا ہے پھر نوجوان لڑکے اور لڑکیاں آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ ہنسی مذاق اور سیر وتفریح کرتے ہیں جس کی وجہ سے معاشرے میں سینکڑوں برائیاں رونما ہو رہی ہیں اس لئے لڑکیوں کو آزاد رکھ کر غیروں کے اداروں میں پڑھنے کیلئے وہ بھی دنیوی علوم بالکل مناسب نہیں مسلمانوں کو تو سب سے پہلے دینی علوم کی طرف توجہ دینی چاہیے بعد میں اصول وضوابط کی روشنی میں تھوڑا بہت دنیوی علوم بھی حاصل کریں تو کوئی حرج نہیں میں اسوقت آپ کے سامنے دینی علوم حاصل کرنے کے لئے کچھ ضروری بات عرض کرتی ہوں۔

سب سے پہلے اس بات کا خیال رکھا جائے کہ دینی تعلیم گھر کے کسی محرم سے حاصل کی جائے اگر ایسا محرم نہ ہو جو دینی احکام سے واقف ہو تو وہ کسی محرم عالم سے احکام سیکھ کر اور کتابیں پڑھ کر عورتوں کو سکھائے۔ اگر ایسی کوئی صورت نہ نکل سکے کہ گھر کے کسی فرد سے دینی احکام سیکھے جائیں تو ان آداب کا خیال رکھ کر کسی عالم کے پاس باہر نکلا جائے۔

دینی علوم دو قسم کے ہیں علوم عالیہ یعنی مقصدی علوم جو یہ ہیں قرآن، حدیث، فقہ وغیرہ، علوم آلیہ وہ علوم ہیں جن کو قرآن وحدیث اور فقہ سمجھنے اور حاصل کرنے کیلئے ان کو آلہ کار بنایا جائے، علوم آلیہ یہ ہیں صرف، نحو، منطق، فلسفہ، علم معانی، علم ادب وغیرہ۔

ہر لڑکی پر اس قدر علم حاصل کرنا فرض ہے جن کا حصول روزمرہ زندگی کیلئے ضروری ہے مثال کے طور پر وضو، غسل، ماہواری، زچگی، نماز، حج، زکوۃ وغیرہ کے

مسائل، عورتیں اپنے مردوں سے سیکھیں یا کتابوں سے پڑھیں، اور اگر یہ صورتیں ممکن نہ ہوں تو پھر کسی عالمہ عورت سے معلوم کرنا (فرض عین) میں سے ہے اچانک اگر عورت کو کسی مسئلہ کی ضرورت پڑی اور اپنا مرد مسئلہ پوچھ کر نہیں آتا یا اجازت نہیں دیتا اور عالمہ عورت نہ ہو تو اس کے حصول کیلئے عورت باپردہ بغیر مرد کی اجازت کے نیک معتمد عالم دین مفتی کے پاس جاسکتی ہے، لیکن علوم آلیہ پر کمال حاصل کرنا عورت کیلئے فرض نہیں۔ صرف ان علوم کے حصول کے لئے گھر بار کو چھوڑ کر دوسری جگہ سکونت اختیار کرنا درست نہیں۔ کیونکہ یہ پرفتن دور ہے اور نئے نئے فتنے روز افزوں ابھر رہے ہیں جب دینی مدارس کے بارے میں یہی حکم ہے تو دور جا کر اسکولوں اور یونیورسٹیوں کے بارے میں آپ حضرات خود فتوی لگائیں۔

یہ بات قابل غور ہے کہ لڑکیوں کیلئے اسکول کالج، یونیورسٹی اور دینی مدرسہ میں حافظہ عالمہ بننے کے لئے محرم رشتہ دار سمیت باہر جانا جائز ہے کوئی اس کو ناجائز نہیں کہہ سکتا، لیکن خارجی امور کو دیکھ کر پرفتن دور کو مدنظر رکھ کر عورت کا دائرہ کار سامنے لا کر یہ کہا جاتا ہے کہ اس طرح کی تعلیم جائز تو ہے (جس کی شرائط آگے آرہی ہے) لیکن بہتر نہیں ہے۔

پڑھانے والی استانیاں عالمات ہوں مرد نہ ہوں اگر عالمہ مل نہ سکے تو پھر مرد پردہ لٹکا کر یا دور بیٹھ کر لاؤڈ اسپیکر کے ذریعے سے پڑھائیں اور یہ دوسرا طریقہ بہتر اور فتنوں سے محفوظ ہے لیکن ان امور کا خیال جامعہ کا منتظم کروائے کہ مرد سریلی آواز میں نہ پڑھائے، عشقیہ اشعار نہ کہے بلکہ علمی ضرورت کے علاوہ کوئی شعر نہ لکھے، طالبہ کا رول نمبر پکار کر حاضری لگائے نہ کہ نام لے کر، غیر ضروری اور غیر درسی باتوں سے اجتناب کرے، پڑھانے کے بعد وہاں بغیر ضرورت کے نہ ٹھہرے، افضل یہ ہے کہ شادی شدہ ہوں اور متقی با اعتبار عالم ہو، یہ پانچویں شرط صرف اسی صورت

کے لئے ہے جبکہ علاقے میں ایسی کوئی عورت نہ ہو جو بڑی عالمہ ہو اور عام عورتیں اس سے مسائل پوچھیں، جس طرح کہ مؤمنات صحابیات حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھتی تھیں، اگر علاقے میں کوی مستند عالم، مفتی ہو تو اس کی بیوی کے ذریعے سے مسائل حل کرائے جائیں۔ اس صورت میں عالمہ بننے کی ضرورت نہیں اگرچہ فی نفسہ جائز ہے، اس لیے اس سے جو مقصد ہے وہ درست ہے۔

علم دین ہی دارین میں کام آنیوالا ہے

اس گئے گذرے دور میں بھی عورتوں کیلئے دینی علوم حاصل کرنا کوئی مشکل نہیں اگر اس طرف تھوڑی بھی توجہ کریں تو بآسانی دین کی اہم اور ضروری معلومات فراہم کرسکتی ہیں مگر ہمارے پاس عصری علوم حاصل کرنے کیلئے تو بہت وقت ہے اور دینی علوم حاصل کرنے حتی کہ دین کی بنیادی باتوں کو جاننے کیلئے وقت ہی نہیں آج دینی علوم کی اہمیت وعظمت ہمارے دلوں سے نکل گئی ہے، اور فنا ہونے والی دنیوی تعلیم جس کے حاصل کرنے کے لئے ہزاروں روپۓ خرچ کرنے پڑتے ہیں اس کی اہمیت ہمارے دلوں میں ہے حالانکہ آخرت میں کام آنیوالی دنیوی تعلیم نہیں بلکہ دینی تعلیم ہے ہمیں دنیا و آخرت میں عزت وسر بلندی علوم دینیہ ہی سے حاصل ہوسکتی ہے، اس لئے دینی علوم میں مہارت پیدا کرسکیں تو کم ازکم دین کی بنیادی باتوں کو ہم میں سے ہر ایک عورت حاصل ہی کرے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

بحمد اللہ تعالیٰ ''طالبات تقریر کیسے کریں؟'' جلد پنجم تمام ہوئی۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ.